مکتبہ افکارِ رضا

امامِ اعظم رحمۃُ اللہِ علیہ کی ذہانت کے واقعات



کاوش: عبدہ المذنب سید کامران عطاری مدنی غفر اللہ لہ ما یجری منہ و مامضی

افکارِ رضا ریسرچ سینٹر (اہلِ سنّت و جماعت)

AFKAR-E-RAZA RESEARCH CENTER

امام اعظم رَحمۃُ اللہِ عَلَیہ
کی
ذہانت کے واقعات

کاوش: عبدہ المذنب سید کامران عطاری مدنی

اَفکارِ رضا ریسرچ سینٹر (اہلِ سنّت و جماعت)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسالے کا نام	امامِ اعظم کی ذہانت کے واقعات
کاوش	سید کامران عطاری مدنی
صفحات	148
اشاعت	---
مکتبہ	مکتبہ افکارِ رضا
رابطہ	+923155322470

فہرست

پہلے اسے پڑھ لیجیے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العٰلمین، والصلاۃ والسلام علی سید الأنبیاء والمرسلین، وعلی آلہ وأصحابہ أجمعین، وبعد

امام الائمہ، کاشف الغمہ، سراج الامۃ، بشارتِ مصطفی، دعائے مرتضیٰ، امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ دنیائے علم وادب کا ایک درخشندہ وتابندہ ستارہ ہیں، آپ کی ولادت کے بارے میں تین اقوال ہیں:

1: جمہور ائمہ کے نزدیک معروف ومختار قول سن 80ھ ہے، جس کے قائل اسماعیل بن حماد بن ابو حنیفہ، ابو نعیم، ابراہیم بن علی شیرازی، محمد بن طاہر قیسرانی، امام ابن جوزی، امام ذہبی عبد القاہر بن ابو الوفاء قرشی، ابن حجر مکی اور احمد بن محمد ہیں۔

2: سنہ 70ھ کا قول کرنے والے امام ابن حبان، ابو القاسم سمنانی، امام سمعانی اور بدر الدین عینی ہیں۔

3: اور سنہ 61ھ کا قول کرنے والے امام مزاحم، ابن خلکان اور زاہد الکوثری ہیں۔

بشارتِ مصطفیٰ

اللہ پاک نے آپ کو وفورِ علم وعقل کے ساتھ ساتھ کثیر محاسن، فضائل وکمالات سے نوازا، آپ کا ایک بہت بڑا شرف یہ بھی ہے کہ مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آپ کے علم وفضل کی غیبی بشارت آپ کی ولادت سے پہلے ہی دے دی تھی چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"ہم حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھے، اس مجلس میں سورۂ جمعہ نازل ہوئی، جب آپ نے اس سورہ کی آیت ﴿وَّ اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ﴾ (ترجَمۂ کنزالایمان: اور ان میں سے اوروں کو پاک کرتے اور علم عطا فرماتے ہیں جو ان اگلوں سے نہ ملے) کی تلاوت فرمائی تو حاضرین میں سے کسی نے پوچھا: حضور! یہ دوسرے کون ہیں، جو ابھی تک ہم سے نہیں ملے؟ حضور نے اس کے جواب میں سکوت فرمایا، جب بار بار سوال کیا گیا تو حضرت سلمان فارسی کے کندھے پر دستِ اقدس رکھ کر فرمایا: "لو کان الإیمان عند الثریا لناله رجال من ھؤلاء" اگر ایمان ثریا کے پاس بھی ہو گا تو اس کی قوم کے لوگ اس کو ضرور تلاش کریں گے۔[1]

علامہ جلال الدین سیوطی نے اس حدیث کو متعدد ماخذ کے حوالہ سے اپنی کتاب "تبییض الصحیفة فی مناقب ابی حنیفة" میں تحریر فرمایا:

قد بشر النبی بالإمام أبی حنیفة فی الحدیث الذی أخرجه أبو نعیم فی الحلیة عن أبی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم: لو کان العلم بالثریا لناله رجال من ابناء فارس. واخرج الشیرازی فی الألقاب عن قیس بن سعد بن عبادة قال قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم: لو کان العلم معلقا بالثریا لتناوله قوم من ابناء فارس.

و أخرج البخاری ومسلم فی صحیحیهما حدیث أبی هریرة بلفظ "لو کان الإیمان عند الثریا لناله رجال من فارس" ولفظ مسلم "لو کان الدین عند الثریا لذهب به رجل من ابناء فارس حتی یتناوله" وفی معجم الطبرانی عن ابن مسعود قال قال

(1) صحیح بخاری، ج6، ص151، رقم الحدیث: 4897

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لوکان الدین معلقا بالثریا لتناولہ ناس من ابناء فارس.فھذا أصل صحیح یعتمد علیہ فی البشارۃ والفضیلۃ فی الإشارۃ إلی أبی حنیفۃ.

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے امامِ اعظم ابو حنیفہ کے حق میں ایک حدیث میں بشارت سنائی، جس کی تخریج ابو نعیم نے حلیہ میں کی ہے، حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: اگر علم ثریا پر ہو تو ابنائے فارس (اہلِ فارس) میں سے ایک شخص اسے پالے گا۔

شیرازی نے اپنی کتاب "القاب" میں تخریج کی قیس بن سعد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: علم اگر ثریا پر بھی ہو تو ابنائے فارس میں سے ایک قوم اسے پالے گی۔

بخاری اور مسلم نے صحیحین میں ابوہریرہ کی اس حدیث کی تخریج ان الفاظ میں کی ہے: اگر ایمان ثریا کے پاس ہو تو اسے فارس کے مرد پالیں گے۔

مسلم کے الفاظ ہیں: اگر دین ثریا کے پاس ہو تو ابنائے فارس میں سے کوئی شخص وہاں تک پہنچ کر اسے حاصل کرے گا۔

معجم طبرانی میں ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر دین ثریا[1] پر ہو تو ابنائے فارس کے کچھ لوگ اسے پالیں گے۔ پس یہ

---

(1) ثریا (جھرمٹ) آسمان پر چند ستاروں کا جھرمٹ سب سے نمایاں روشنی اسی جھرمٹ کی ہوتی ہے۔ زمانۂ قدیم میں یونانیوں کا خیال تھا کہ ستاروں سے زمین کے ہر واقعے کا حساب لگایا جا سکتا ہے۔ چنانچہ ستاروں کے ذریعے کھیتی باڑی، طوفان اور موسم وغیرہ کے حالات جان لیا کرتے تھے۔ انھوں نے اسی مقصد کے لیے آسمان کے سب سے

اصل صحیح ہے جو امام اعظم ابو حنیفہ کی بشارت و فضیلت میں قابل اعتماد اشارہ ہے۔(1)

ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "الخیرات الحسان" میں امام سیوطی کے شاگرد محمد بن یوسف دمشقی کے حوالے سے تحریر کرتے ہیں:

"ما جزم به شيخنا من أن أبا حنيفة هو المراد من هذا الحديث ظاهر لا شك فيه لأنه لم يبلغ أحد أيٍّ في زمنه من أبناء فارس في العلم مبلغه أحد"

ہمارے شیخ امام سیوطی نے جو فیصلہ کیا ہے کہ اس حدیث سے مراد ابو حنیفہ ہیں، وہ بالکل ظاہر ہے، اس میں کوئی شک نہیں ہے، اس لیے کہ اہلِ فارس میں کوئی شخص علم میں ابو حنیفہ تک نہیں پہنچا۔(2)

علمائے اسلام کی تصریحات اور امامِ اعظم کے علمی کمالات، تفقہ فی الدین سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اس حدیث نبوی کا مصداق صرف اور صرف آپ کی ذات والا صفات ہے، کیوں کہ ائمہ اربعہ میں فقط امامِ اعظم ہی فارسی النسل ہیں۔ امام اعظم سے پہلے یا آپ کے بعد ایرانیوں میں اس رتبہ کا کوئی فقیہ و مجتہد پیدا نہیں ہوا۔

روشن حصے "ثریا" (انگریزی: Pleiades) کو آماجگاہ بنایا۔ اس جھرمٹ کا ایک نام پروین بھی ہے۔ ثریا کے ہر ستارے کو وہ ایک دیوتا سمجھتے تھے۔ اور ہر ستارے سے الگ الگ کام منسوب کرتے تھے۔ قدیم ہیئت دان ٹالمی نے آسمان پر ثریا کی کل تعداد 48 بتائی تھی۔ جدید تحقیقات کے مطابق ثریا کا جھرمٹ دو ہزار چھوٹے ستاروں پر مشتمل ہے جن میں سے چھ سات کسی آلے کی مدد کے بغیر ہی دیکھے جاسکتے ہیں۔ اٹیلس اور پیونی کی سات بیٹیوں کے ناموں کی نسبت سے یونانیوں نے ان سات ستاروں کو موسوم کیا تھا۔ انھیں اردو میں سات سہیلیوں کا جھمکا بھی کہتے ہیں۔ (ویکیپیڈیا، آزاد دائرۃ المعارف)

(1) تبییض الصحیفہ، ص 59، 60، دار ارقم، بیروت

(2) حاشیہ تبییض الصحیفہ، ص 61، دار ارقم، بیروت

بعض روایات میں "ایمان" بعض میں "علم" اور بعض میں "دین" کا لفظ مروی ہونا ان روایات کی صحت کے لیے کچھ مضر نہیں، کیونکہ ایمان اور دین، علم ہی کی حقیقی منزل ہیں، لہٰذا یہ تمام روایات متحد المعنی ہیں، بعض ابنائے زمانہ میں سے جس نے اس روایت کو کمزور ثابت کرنے کی کوشش کی وہ راہ مستقیم سے بھٹکا اور بہکا ہوا ہے یہی بات شیخ زاہد الکوثری ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

"على أن الإيمان ذروة سنام العلم، وكذا الدّين، فتتحد الروايات في المعنى، ومافي الصحيحين يُغني عما سواه. ومن وَهَّى الحديث من أبناء هذا العصر، فقد أساء إلى نفسه، وحاد عن سبيل أهل العلم ونطق خلفاً، واتبع سبيل غير المؤمنين"(1)

سراج الامۃ

آپ کے مشہور القابات میں سے ایک لقب "سراج الامۃ" ہے، جو بارگاہِ مصطفوی سے آپ کو عطا ہوا، چنانچہ خطیب بغدادی اپنی تاریخ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت لائے ہیں کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"إِنَّ فِي أُمَّتِي رَجُلا"، وَفِي حَدِيثِ الْقَصْرِيِّ: "يَكُونُ فِي أُمَّتِي رَجُلٌ اسْمُهُ النُّعْمَانُ، وَكُنْيَتُهُ أَبُو حَنِيفَةَ هُوَ سِرَاجُ أُمَّتِي، هُوَ سِرَاجُ أُمَّتِي، هُوَ سِرَاجُ أُمَّتِي".

یعنی میری امت میں ایک شخص ہو گا جس کا نام نعمان اور کنیت ابو حنیفہ ہو گی، وہ میری امت کا چمکتا سورج ہے، وہ میری امت کا چمکتا سورج ہے، وہ میری امت کا چمکتا سورج ہے۔(2)

---

(1) تانیب الخطیب، ص 63، دار البشائر الاسلامیہ، بیروت

(2) تاریخ بغداد، ج 15، ص 459، دار الغرب الاسلامی، بیروت

حکمِ حدیث

نقلِ روایت کے بعد خطیب نے اس پر موضوع کا حکم لگایا تو شیخ زاہد الکوثری نے تعقب کرتے ہوئے کہا:

أقول: استوفى طرقه البدر العيني في تاريخه الكبير، واستصعب الحكم عليه بالوضع مع وروده بتلك الطرق الكثيرة، وقد قال بعد أن ساق طرق الحديث في تاريخه الكبير: فهذا الحديث كما ترى قد روي بطرق مختلفة، ومتون متباينة، ورواة متعددة عن النبي عليه الصلاة والسلام، فهذا يدل على أن له أصلاً، وإن كان بعض المحدثين بل أكثرهم ينكرونه، وبعضهم يدعون أنه موضوع، وربما كان هذا من أثر التعصب.

ورواة الحديث أكثرهم علماء، وهم من خير الأمم، فلا يليق بحالهم الاختلاق على النبي عليه الصلاة والسلام مع علمهم بما روي من الوعيد في حق من كذب على النبي عليه الصلاة والسلام متعمداً اهـ.

ونص ما قاله أيضاً في ترجمة أبي حنيفة، في كتابه في رجال الطحاوي المسمى مغاني الأخيار: وكل طريق من هذه الطرق على وجوه مختلفة في المتن والإسناد، بينا جميع ذلك في ترجمة أبي حنيفة في تاريخنا البدري. والمحدثون ينكرون هذا الحديث، بل أكثرهم يدعون وضعه، ولكن اختلاف طرقه ومتونه ورواته يدل على أن له أصلا، والله أعلم بالصواب اهـ.

وعالم مضطهد طول حياته، يموت وهو محبوس، ثم يعم علمه البلاد من

أقصاها إلى أقصاها شرقاً وغرباً، ويُتابعه في فقهه شطر الأمة المحمدية بل ثلثاها على توالي القرون، رغم مواصلة الخصوم من فقيه، ومحدث، ومؤرخ: مناصبة العداء، نبأ جلل، لا يُستبعد أن يُخبر به النبي صلى الله عليه وسلم، على أن يكون من الأنباء الغيبية.[1]

ترجمہ: میں کہتا ہوں: علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "تاریخ کبیر" میں اس حدیث کے تمام طرق کو بیان کر دیا ہے اور ان طرقِ کثیرہ کے ہوتے ہوئے اس پر وضع کا حکم لگانا دشوار ہے، علامہ موصوف اس کے طرق بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں: تم دیکھ رہے ہو کہ یہ حدیث پاک مختلف طرق، مختلف متون اور متعدد راویوں سے مروی ہے، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس کی اصل موجود ہے، اگرچہ بعض بلکہ اکثر محدثین نے اس کا انکار کیا ہے اور کچھ نے تو اسے موضوع کہا ہے، بسا اوقات ایسا تعصب کی وجہ سے ہو جاتا ہے۔

اس حدیث کے اکثر راوی علماء ہیں اور وہ سب اس امت کے بہترین لوگ ہیں، وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھنا کتنا گناہ ہے لہٰذا ان سے ہم یہ تصور ہی نہیں کر سکتے کہ انہوں نے جھوٹی روایت بیان کی ہو گی۔

یونہی علامہ عینی نے امام طحاوی کی "شرح معانی الآثار" کے رجال کا بیان کرتے ہوئے اپنی کتاب "مغانی الاخیار" میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے باب میں وضاحت کی کہ "اس حدیث کی مختلف جہات بحیثیتِ متن و اسناد کو ہم نے اپنی "تاریخ" میں بیان

---

(1) تانیب الخطیب، ص 62، 61، دار البشائر الاسلامیہ، بیروت

کر دیا ہے۔ محدثین اس حدیث کا انکار کرتے ہیں بلکہ اکثر کا دعوی اس کے موضوع ہونے کا ہے، لیکن حق یہ ہے کہ اس کے مختلف طرق، متون اور کثرتِ رواۃ سے ثابت ہوتا ہے کہ اس کی اصل موجود ہے۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ ایسے عالمِ دین ہیں جنہیں زندگی بھر ستایا گیا، قید کی حالت میں آپ کی وفات ہوئی، پھر شرق تا غرب دنیا کے کونے کونے میں آپ کے علم کا چرچا ہوا، امت محمدیہ کے نصف بلکہ دو تہائی علماء نے ہر زمانے میں آپ کی فقہ کو لیا، بعض فقہاء، محدثین اور مؤرخین مخالفت کے سبب عداوت کے مرتکب ہوئے، امام اعظم کے متعلق جو خبر ہے یہ بہت عظیم الشان ہے کوئی بعید نہیں کہ حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے اس کی خبر دی ہو بایں طور پر یہ حضور علیہ السلام کی غیبی خبروں سے ہو۔

دعائے مرتضیٰ

جب امام صاحب کے والد "ثابت" کی ولادت ہوئی تو آپ کے دادا نعمان (زوطیٰ) ان کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے، آپ رضی اللہ عنہ نے ثابت اور ان کی اولاد کے لئے دعائے خیر فرمائی، مدینۃ العلم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دعا ہی کا اثر ہے کہ ثابت کے گھر دنیائے اسلام کے عظیم مجتہد، جلیل القدر فقیہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

چنانچہ امام صاحب کے پوتے اسماعیل بن حماد کا بیان ہے:

"أنا اسماعيل بن حماد بن نعمان بن ثابت بن نعمان بن مرزبان من أبناء فارس الأحرار والله ما وقع علينا رق قط ولد جدى فى سنة ثمانين وذهب ثابت إلى

على بن أبي طالب وهو صغير و دعا له بالبركة وفي ذريته و نحن نرجو من الله ذلك أن يكون قد استجاب الله ذلك لعلى بن أبي طالب فينا"

ترجمہ: میں اسماعیل بن حماد بن نعمان بن ثابت بن نعمان بن مرزبان از اولاد فارس احرار ہوں، اللہ کی قسم ہم پر کبھی غلامی نہیں آئی، میرے دادا (امام ابو حنیفہ) کی ولادت 80ھ میں ہوئی۔ (ان کے والد) ثابت چھوٹی عمر میں حضرت علی بن ابی طالب کے پاس گئے، حضرت علی نے ان کے لیے اور ان کی اولاد کے لیے برکت کی دعا کی اور ہمیں امید ہے کہ اللہ پاک نے حضرت علی کی دعا ہمارے حق میں قبول فرمائی۔[1]

شرفِ تابعیت

امام اعظم ابو حنیفہ بلا شک و شبہ تابعی تھے اور یہ عظیم شرف و سعادت آپ کے معاصر فقہاء و محدثین جیسے امام اوزاعی، حماد بن زید، حماد بن سلمہ، امام سفیان ثوری، امام مالک بن انس، امام لیث بن سعد، مسلم بن خالد زنجی وغیرہ ائمہ مجتہدین میں سے کسی کو نصیب نہیں ہوا۔ یہ وہ فخر ہے جو ائمہ اربعہ میں سے صرف امام اعظم کی کلاہِ افتخار میں چار چاند لگاتا ہے۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: امام ابو معشر عبد الکریم المقری الشافعی نے امام اعظم کی صحابہ کرام سے مروی روایات پر ایک جزء لکھی ہے، اس میں ذکر کیا ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے سات صحابہ کرام سے ملاقات کی ہے: 1 انس بن مالک 2 عبد اللہ بن جزء الزبیدی 3 جابر بن عبد اللہ 4 معقل بن

(1) تاریخ بغداد، ج 15، ص 444، دار الغرب الإسلامی، بیروت

یسار 5 واثلہ بن اسقع 6 عبد اللہ بن انیس 7 عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہم اجمعین۔

قد الّف الإمام أبو معشر عبد الكريم بن عبد الصمد الطبرى المقرى الشافعى جزء فيما رواه الإمام أبو حنيفة عن الصحابة، ذكر فيه: قال أبو حنيفة: لقيت من أصحاب رسول صلى الله عليه وآله وسلم سبعة وهم:

١ ـ أنس بن مالك ٢ ـ عبد الله بن جزء الزبيدى ٣ ـ جابر بن عبد الله ٤ ـ معقل بن يسار ٥ ـ واثلة بن الأسقع ٦ ـ عبد الله بن انيس ٧ ـ عائشة بنت عجرد رضى الله عنهم.

اس پر امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اشکال قائم کیا کہ عبد اللہ بن انیس الجہنی مشہور صحابی ہیں، جن کا وصال امام اعظم کی ولادت سے بہت پہلے سنہ 54ھ میں ہو گیا تھا تو امام اعظم نے ان سے روایت کیسے لی اور ملاقات کیسے کی؟

اس کا جواب دیتے ہوئے خود امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”عبد اللہ بن انیس نام کے صحابہ کرام کی تعداد پانچ ہے، عین ممکن ہے کہ امام اعظم نے جن عبد اللہ بن انیس صحابی سے روایات لی ہیں وہ ان ”الجہنی“ کے علاوہ کوئی دوسرے ہوں۔“

عبارت کچھ یوں ہے:

وأصعب ما هنا أن يقال: إن عبد الله بن أنيس الجهنى الصحابى المشهور مات سنة أربع وخمسين، وذلك قبل مولد أبى حنيفة بدهر.

والجواب: أن الصحابة المسمين عبد الله بن أنيس خمسة، فلعل الذى روى عنه أبو حنيفة واحد آخر منهم غير الجهنى المشهور.[1]

(1) تبییض الصحیفہ، ص 61، 62، مطبوعہ، دار ارقم، بیروت

امام کردری فرماتے ہیں:

قال الکردری فی مناقب أبی حنیفة فالحاصل أن جماعة من المحدثین أنکروا ملاقاته مع الصحابة رضی الله عنهم، وأصحابه أثبتوه بالأسانید الصحاح الحسان، وهم أعرف بأحواله منهم، والمثبت أولی من النافی اهـ.

ترجمہ: حاصلِ کلام یہ ہے کہ محدثین کی ایک جماعت نے امام اعظم کی ملاقاتِ صحابہ کا انکار کیا ہے جبکہ آپ کے شاگردوں نے صحیح و حسن اسناد سے آپ کی صحابہ کرام سے ملاقات کو ثابت کیا ہے اور یقیناً آپ کے شاگرد، بعد کے محدثین کی بہ نسبت آپ کے احوال کو زیادہ جاننے والے تھے، نیز (اصول بھی یہی ہے کہ) مثبت، نافی سے مقدم ہوتا ہے۔[1]

شیخ زاہد الکوثری نے فیصلہ کن بات کہی:

''فتکون محاولة إنکار کونه تابعیاً مکابرة، أو جهلا بنصوص هؤلا''

ترجمہ: امامِ اعظم کی تابعیت کا انکار کرنا ضد وہٹ دھرمی ہے یا ان تمام نصوص سے لاعلمی کی دلیل ہے (جو آپ کی تابعیت پر وارد ہیں)۔[2]

بہرحال امامِ اعظم کے تمام تذکرہ نگار محدثین و مؤرخین کی کتابوں کے گہرے مطالعے سے یہ حقیقت واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ امامِ اعظم نے نہ صرف صحابہ کی زیارت ولقا کا شرف پایا، بلکہ آپ نے براہِ راست صحابۂ کرام سے سماع وروایت حدیث بھی کیا۔

(1) حاشیہ تبییض الصحیفہ، ص62، مطبوعہ، دارارقم، بیروت
(2) حاشیہ تبییض الصحیفہ، ص64، مطبوعہ، دارارقم، بیروت

شانِ امام اعظم بزبانِ ائمہ امت

امام مالک کے نزدیک شانِ ابو حنیفہ

امام مالک بھی امام اعظم کی فکرِ رسا اور قوتِ بحث و اجتہاد کے معترف تھے۔

واقدی کا بیان ہے:

"قلت لمالك بن انس من افقه من قدم عليكم من اهل العراق قال ومن قدم علينا من اهل العراق قلت قدم عليكم ابن ابي ليلى و ابن شبرمة وسفيان الثوري وابوحنيفة فقال مالك: ذكرت اباحنيفة في آخرهم رأيته يكلم فقيها من فقهائنا حتى رده الى رأي نفسه ثلاث مرات وقال هذا أيضاً خطأ"

میں نے امام مالک سے پوچھا: آپ کے پاس عراق سے آنے والوں میں سب سے بڑا افقیہ کون ہے؟ امام مالک نے دریافت فرمایا: ہمارے پاس عراق سے کون لوگ آئے ہیں؟ میں نے عرض کی: آپ کی بارگاہ میں ابن ابی لیلی، ابن شبرمہ، سفیان ثوری اور ابو حنیفہ آئے ہیں، امام مالک نے فرمایا: تم نے سب سے آخر میں ابو حنیفہ کا نام لیا حالانکہ میں نے انہیں یہاں کے ہمارے فقہاء سے بات کرتے دیکھا ہے، ان کے علم کا عالم یہ تھا انہوں نے اپنی ہی ایک رائے کو تین مرتبہ ثابت کیا اور تیسری مرتبہ میں خود کہنے لگے کہ یہ بھی غلط ہے۔ (یعنی اپنے دلائل سے سامنے والے پر ثابت کیا جب وہ مان گئے تو فرمایا یہ غلط ہے پھر اس کے برخلاف پر دلائل دیے اسے ثابت کیا پھر خود فرمایا یہ بھی غلط ہے یونہی تیسری مرتبہ بھی۔)[1]

(1) مناقب الکردری، ج1، ص113

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے امام دار الہجرت سے امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں سوال کیا تو امام دار الہجرت نے فرمایا:

سبحان الله! لم ار مثله، تالله! لو قال ان الاسطوانة من ذهب لأقام الدليل القياسي على صحة قوله.

سبحان اللہ میں نے ان کا مثل نہیں دیکھا خدا کی قسم! اگر وہ کہتے کہ یہ ستون سونے کا ہے تو اپنے دعوی کو عقلی دلیل سے ثابت کر دیتے۔ (1)

عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

دخل ابو حنيفة على مالك فرفعه ثم قال بعد خروجه اتدرون من هذا؟ قالوا: لا! قال: ابو حنيفة النعمان، لو قال هذه الاسطوانة من ذهب لخرجت كما قال لقد وفق له الفقه حتى ما عليه فيه كثير مؤنة.

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تشریف لے گئے، امام مالک نے آپ کی تعظیم کی جب آپ چلے گئے تو (لوگوں سے) فرمایا: کیا تم لوگ جانتے ہو یہ کون تھے؟ لوگوں نے نفی میں جواب دیا تو فرمایا: یہ ابو حنیفہ نعمان تھے، اگر یہ کہتے کہ یہ ستون سونے کا ہے تو اسے ثابت کر دکھاتے، علمِ فقہ کی انہیں توفیق دے دی گئی ہے اس میں انہیں زیادہ مشقت نہیں کرنی پڑتی۔ (2)

امام شافعی کا اظہارِ عقیدت

أخبرنا القاضي أبو عبد الله الحسين بن على الصيمرى، قال: أنبأنا عمر بن

(1) الخیرات الحسان ص66

(2) الخیرات الحسان ص26

إبراهيم المقرئ، قال: أنبأنا مكرم بن أحمد، قال: أنبأنا عمر بن إسحق بن إبراهيم، قال: أنبأنا علی بن ميمون، قال: سمعت الشافعی يقول: انی لأتبرك بأبی حنيفة، وأجیء إلى قبره فی كل يوم يعنی زائراً، فإذا عرضت لی حاجة صليت ركعتين، وجئت إلى قبره، وسألت الله تعالى الحاجة عنده، فما تبعد عنی حتى تُقضى اهـ۔ ورجال هذا السند كلهم موثقون عند الخطيب.

ترجمہ: علی بن میمون کہتے ہیں: میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا: میں امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے برکت حاصل کرتا ہوں، (اس طرح کہ) میں روزانہ ان کی قبر پر زیارت کے لیے آتا ہوں، اگر مجھے کوئی ضرورت پیش آئے تو میں دو رکعت نماز پڑھتا ہوں، امام کی قبر پر آکر اللہ پاک کی بارگاہ میں اپنی حاجت پیش کرتا ہوں پھر جلد ہی میری حاجت پوری ہو جاتی ہے۔

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس سند کے تمام راوی ثقہ و معتبر ہیں۔

وروى أبو العلاء صاعد بن أحمد بن أبی بكر الرازی فی كتابه الجمع بين الفتوى والتقوى فی مهمات الدين والدنيا عن الفقيه الشافعی شرف الدين الدمشقی، المدرس بنظامية بغداد، أنه جرب هذا المروی عن الإمام الشافعی رضی الله عنه فی مهمة أقلقته، فجاءه الفرج السريع.

ترجمہ: ابو العلاء صاعد بن احمد بن ابی بکر الرازی نے اپنی کتاب "الجمع بین الفتوی والتقوی" میں شافعی فقیہ شرف الدین الدمشقی کی سند سے نقل کیا ہے۔ جو کہ جامعہ نظامیہ (بغداد) کے ایک استاد ہیں۔ انہوں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی اس عمل کو اپنے ایک ایسے اہم کام میں آزمایا جس نے ان کو پریشانی میں مبتلا کر رکھا تھا،

چنانچہ (اس عمل کی برکت سے) اُنہیں بہت جلد اس پریشانی سے نجات مل گئی۔[1]

امام احمد بن حنبل کے تاثرات

ابن خلکان نے لکھاہے: کہ ابن ہبیرہ نے امامِ عظم رحمۃ اللہ علیہ کو 100 کوڑے لگوائے اور روزانہ دس کوڑے لگائے جاتے تھے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ جب امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی اس مظلومانہ حالت کو یاد کرتے تو بے اختیار ہو کر رونے لگتے اور امام صاحب کے لیے اللہ کی بارگاہ میں گڑگڑا کر دعائیں کرتے۔[2]

وفورِ عقل وفراستِ امام

علی بن عاصم فرماتے ہیں: اگر ایک طرف آدھی روئے زمین کے افراد کی عقل رکھ دی جائے اور دوسری طرف امام اعظم کی عقل مبارک رکھ دی جائے تو ضرور امام اعظم کی عقل ان پر غالب ہو گی۔

یزید بن ہارون کہتے ہیں: میں نے امامِ اعظم سے بڑھ کر عقلمند، افضل اور پرہیز گار کوئی شخص نہیں دیکھا۔

محمد بن عبد اللہ انصاری فرماتے ہیں: کہ امامِ اعظم کی عقل وذہانت، آپ کی بول چال، آپ کے افعال اور آمد ورفت سے ظاہر ہوتی تھی۔

بکر بن خنیس تو یہاں تک فرماتے ہیں: امامِ اعظم اور تمام اہلِ زمین کی عقل کا

---

(1) تانیب الخطیب، ج1، ص34، دار البشائر الاسلامیہ، بیروت

(2) وفیات الاعیان، ج3، ص202

وزن کیا جائے تو امامِ اعظم کی عقل، تمام اہلِ زمین کی عقل پر غالب آجائے گی۔

آمدم برسرِ مطلب!

"افکارِ رضا ریسرچ سینٹر" کے پلیٹ فارم سے یہ رسالہ **"امام اعظم کی ذہانت کے واقعات"** ترتیب دیا گیا اور بڑی عرق ریزی سے تاریخ وسِیَر کی کتب میں بکھرے ایسے واقعات جمع کرنے کی کوشش کی گئی، جن سے امام اعظم کی حاضر جوابی، قوتِ استدلال، دقتِ نظر اور وسعتِ فکر کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ اس رسالے کے مطالعے کے بعد بالیقین آپ اس بات پر فخر محسوس کریں گے کہ اللہ پاک نے اپنے فضل و کرم سے تاریخ اسلام کی ایسی عظیم علمی و عبقری شخصیت کا دامن ہمارے ہاتھوں میں دیا ہے جن کے فضل و کمال کا سارا زمانہ معترف ہے۔ اور علم و فضل میں جو مقام اللہ پاک نے آپ کو عطا فرمایا وہ صرف آپ کا ہی نصیب ہے۔

ذہن نشین رہے کہ ہم نے واقعات کی عربی اہل ذوق کے لیے شاملِ رسالہ کی ہے عبارتِ عربی کے ترجمہ کا بعینہ التزام نہیں کیا بلکہ عربی عبارت کے نیچے "ترجمہ" کے عنوان سے مفہوماً حکایات و واقعات کو ذکر کیا ہے، اگرچہ یہ مفہوم بھی ان شاءاللہ ترجمہ کے قریب تر ہو گا۔

واقعہ نمبر:1

وہ شخص جو جنت کا امیدوار نہیں اور دوزخ کا خوف نہیں رکھتا

ان رجلا ممن یکرھه قال له: ما تقول فی رجل لا یرجو الجنة، ولا یخاف من النار، ولا یخاف الله تعالی، ویاکل المیتة، ویصلی بلا رکوع و سجود، و یشھد بما لا یری، ویبغض الحق، و یحب الفتنة، ویفر من الرحمة، ویصدق الیھود والنصاری؟ فقال ابو حنیفة: الک بھذا علم؟ قال: لا، ولکن لا اجد شیئا ھو اشنع من ھذا، فسالتك عنه، فقال ابوحنیفة لاصحابه: ما تقولون فی ھذا الرجل؟ قالوا: شر رجل، ھذہ صفة کافر، فتبسم و قال: ھو من اولیاء الله تعالی حقا، ثم قال للرجل: ان انا اخبرتك انه کذالك تکف عنی لسانك، وعن الحفظة ما یضرك؟ قال: نعم! قال: ھو رجل یرجو رب الجنة، و یخاف رب النار، ولا یخاف الله تعالی ان یجور علیه فی عدله و سلطانه، ویاکل المیته السمك، ویصلی علی الجنازة، او علی النبی صلی الله علیه وسلم، ومعنی شھادته بما لا یری، انه شھد ان لا اله الا الله، وان محمدا عبدہ و رسوله، و یبغض الحق الذی ھو الموت، لیطیع الله تعالی، والفتنة: المال والولد، والرحمة: المطر، ویصدق الیھود فی قولھم (کما قال الله عزوجل حکایة عنھم) ﴿لَیۡسَتِ النَّصٰرٰی عَلٰی شَیۡءٍ﴾ (البقرة:113) والنصاری فی قولھم (کما قال الله عزوجل حکایة عنھم) ﴿لَیۡسَتِ الۡیَهُوۡدُ عَلٰی شَیۡءٍ﴾ (البقرة:113) فقام الرجل، وقبل راسه، وقال: اشھد انك علی الحق.

ترجمہ: منقول ہے کہ ایک شخص جو امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے بغض رکھتا تھا،

اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: آپ اُس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو جنت پانے کی امید نہیں رکھتا اور آگ کے عذاب سے نہیں ڈرتا اور نہ ہی اللہ پاک سے ڈرتا ہے اور مردار کھاتا ہے اور بغیر رکوع اور سجدے کے نماز پڑھتا ہے اور اس چیز کی گواہی دیتا ہے جس کو دیکھا بھی نہیں ہے اور حق کو پسند نہیں کرتا اور فتنے کو پسند کرتا ہے اور رحمت سے دور بھاگتا ہے اور یہود و نصاری کی تصدیق کرتا ہے؟

تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے فرمایا: کیا تمہیں ان (سوالات) کے جوابات کا علم ہے؟ اس نے کہا: نہیں، لیکن جو (آپ سے سوالات کیے) ان سے زیادہ بُری باتیں میری نظر میں کوئی ہیں، جبھی تو آپ سے ان کے متعلق پوچھتا ہے، امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا: تم لوگ ایسے شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا: یہ بہت بُرا بندہ ہے اور یہ کافر کی صفات ہیں، امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ مسکرا دیے اور کہا کہ یہ اللہ پاک کے سچے اولیاء سے ہے، پھر آپ نے اس شخص سے کہا: اگر میں تجھے بتا دوں کہ یہ کس طرح کا معاملہ ہے تو تُو مجھ سے اپنی زبان روک لے گا؟ اور کراماً کاتبین سے خود کو ضرر دینے والی چیز کو روک لے گا؟ اس شخص نے کہا: جی ہاں۔

امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وہ ایسا شخص ہے جو جنّت کے ربِّ کریم کی امید رکھتا ہے اور جہنّم کے رب سے ڈرتا ہے اور وہ اللہ پاک سے نہیں ڈرتا یعنی کہ اللہ پاک اپنے عدل و انصاف کرنے میں کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ اور وہ (شخص) مردار یعنی مچھلی کھاتا ہے اور (بغیر رکوع سجود والی صلاۃ سے مراد ہے کہ) نمازِ جنازہ پڑھتا ہے یا اس سے مراد نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم پر درود پڑھنا ہے۔ اور بن دیکھے کسی چیز کی گواہی دیتا ہے اس کا مطلب ہے کہ وہ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ پاک کے سوا کوئی معبود نہیں اور

محمد صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں اور وہ حق کو پسند نہیں کرتا اس کا مطلب ہے کہ وہ موت کو پسند نہیں کرتا تاکہ اللہ پاک کی اطاعت کر سکے اور فتنہ سے مراد مال و دولت اور اولاد ہیں، رحمت سے (اس کی) مراد: بارش ہے اور وہ شخص یہودیوں کی تصدیق کرتا ہے یعنی ان لوگوں کے اس قول کی (جو نصاریٰ کے متعلق ہے جس کو اللہ پاک نے حکایت کے طور پر بیان فرمایا) کہ "عیسائی کسی شے پر نہیں" اور نصاریٰ کا یہودیوں کے متعلق کہنا (جس کو اللہ پاک نے حکایت کے طور پر ذکر فرمایا) کہ "یہودی کسی شے پر نہیں"۔ وہ شخص کھڑا ہوا، امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ماتھے کو بوسہ دیا اور کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ حق و سچ پر ہیں۔(1)

واقعہ نمبر: 2

شبِ زفاف بیویوں کی تبدیلی پر امامِ اعظم کا دانشمندانہ فیصلہ

حضر مع العلماء وليمة رجل زوج ابنتيه من اخوين، فخرج الولي وهو يقول: اصبنا مصيبة عظيمة، غلطنا فزفت الى كل واحد غير امرأته و اصابها، قال سفيان: لا باس بذلك، كما حكم به علی کرم الله تعالى وجهه في ذلك بعينه، اذا كان معاوية قد وجه اليه فيها، قال: ارى ان على كل المهربما اصاب من المرأة، و ترجع كل الى زوجها (بعد انقضاء عدتها)، فاستحسن الناس منه ذلك، وابو حنيفة ساكت، فقال له مسعر: قل فيها، قال سفيان: وما عسى ان يكون فيها خلاف هذا، فقال ابو حنيفة على بالغلامين، فاحضرا، فقال لكل واحد منهما: اتحب ان تكون عندك

(1) الخیرات الحسان، ص48

تلك التى زفت اليك؟ قال:نعم ! قال:لكل واحد منهما، فما اسم امرأتك التى عند اخيك؟ قال:فلانة قال:قل:طالق منى ففعلا، ثم زوج كل التى مسها، وامرهم بتجديد عرس آخر، فعجب الناس من فتياه، حتى قام مسعر يقبله، وقال: تلومونى على حبه، وسفيان ساكت لايقول شيئا.

ترجمہ: امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ علمائے کرام کے ہمراہ اُس شخص کے ساتھ ولیمہ میں تشریف لے گئے جس کی دو بیٹیوں کی شادی دو بھائیوں سے طے پائی تھی، اچانک ان لڑکیوں کا ولی (باپ) گھر سے نکلا اور کہا کہ ہمیں ایک بڑی مصیبت کا سامنا کرنا پڑ گیا ہے: ہم سے غلطی ہو گئی کہ دو بھائیوں میں سے ہر ایک کی طرف غیر کی بیوی کو بھیج دیا گیا اور اس سے صحبت بھی ہو گئی۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اس مسئلے میں بعینہ اس طرح کا فیصلہ فرمایا تھا، جب حضرت امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس مسئلے کے بارے میں آپ کی طرف رجوع کیا تھا، چنانچہ فرمایا: ہر ایک مرد پر عورت کی طرف سے مقرر شدہ حق مہر دینا لازم آئے گا اور ان میں سے ہر ایک اپنی بیوی کی عدت گزرنے کے بعد اس سے رجوع کرے۔ لوگ اس مسئلے سے بہت خوش ہوئے اور امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ خاموش رہے تو مسعر بن کدام رحمۃ اللہ علیہ نے امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: آپ اس مسئلے کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مجھے امید ہے کہ وہ میرے بتائے مسئلے کے خلاف بات نہیں کریں گے۔ امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مجھ پر ان دونوں لڑکوں کو پیش کرو، چنانچہ ان کو لایا گیا، امام صاحب نے دونوں سے الگ الگ پوچھا کہ کیا تم پسند کرتے ہو کہ رات جو عورت

تمہارے ساتھ رہی وہی تمہارے نکاح میں رہے؟ دونوں نے کہا"ہاں"تو امام صاحب نے فرمایا: تمہاری بیوی کا کیانام ہے جو تمہارے بھائی کے پاس ہے؟ تو اس نے کہا: فلانہ! تو فرمایا: تم کہو کہ اس کو میری طرف سے طلاق ہے، چنانچہ ان دونوں نے ایسا ہی کیا، پھر ان میں سے ہر ایک کو اس عورت سے نکاح کا حکم دیا جس کو جس نے چھوا تھا اور ان کو دوبارہ سے شب عروسی کا حکم دیا(1)، لوگ اس سے بڑے متاثر ہوئے، پھر مسعر بن کدام رحمۃ اللہ علیہ نے کھڑے ہو کر آپ کو بوسہ دیا اور کہا: تم لوگ مجھے ان سے محبت کرنے پر ملامت کرتے ہو؟ جبکہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ خاموش رہے۔ (2)

واقعہ نمبر:3

سید زادے کا جنازہ

وکان فی جنازۃ ابن ھاشمی سید، فیھا وجوہ اھل الکوفۃ و علماؤھم، فبرزت امہ کاشفۃ رأسھا و وجھھا، والقت علیہ ثوبھا من شدۃ وجدھا، فحلف زوجھا بالطلاق لترجعن، وحلفت بعتق ممالیکھا الا ترجع حتی یصلی علیہ، فوقف الناس ولم یتکلم فیھا احد فسال والدہ اباحنیفۃ، فاستعاد منہ و منھا حلفھما ثم امرہ بالصلوۃ علیہ ثم امرھا بالرجوع فقال ابن شبرمۃ:عجزت النساء ان یلدن

(1) یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب دونوں شوہر اپنی ازواج کو طلاق دینے پر رضامند ہو جائیں، لیکن اگر شوہر اپنی زوجہ کو طلاق دینے پر راضی نہ ہوں تو اس صورت میں پہلے والا نکاح برقرار رہے گا اور دونوں عورتیں بدستور اپنے سابقہ شوہروں کی بیویاں ہی رہیں گی البتہ وطی بالشبہ کی وجہ سے دونوں عورتوں پر عدت اور مردوں پر مہرِ مثل لازم ہو گا۔ عدت گزرنے سے پہلے شوہر کی اپنی زوجہ سے مباشرت جائز نہ ہو گی۔

(2) الخیرات الحسان، ص 49

مثلك ما عليك فی العلم كلفة .

ترجمہ: ایک بار امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کسی سید زادے کے جنازے میں شریک تھے، جس میں (آپ کے ساتھ) کوفہ کے کچھ معزز لوگ اور کئی علمائے کرام بھی موجود تھے۔ اتنے میں اس کی والدہ آئیں، اپنے سر اور چہرے سے پردہ اٹھایا اور اپنے اس بیٹے کی میت پر شدتِ غم سے کپڑا ڈال دیا۔ اس کے شوہر نے قسم کھائی کہ تو لوٹ جا ورنہ تجھے طلاق ہے اور اس عورت نے بھی قسم کھائی کہ میرے بیٹے کی نماز جنازہ سے پہلے لوٹ جاؤں تو میرے تمام غلام آزاد۔ سارے لوگ وہیں رک گئے۔ کسی نے بھی اس حوالے سے کوئی کلام نہیں کیا۔ اس کے والد نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا تو آپ نے ان دونوں سے دوبارہ قسم کے کلمات کہلوائے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص کو حکم دیا کہ بیٹے کی نمازِ جنازہ پڑھاؤ پھر اس کی بیوی کو واپس لوٹنے کا حکم دیا۔ ابن شبرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دیکھ کر کہا: عورتیں آپ کی مثل پیدا کرنے سے عاجز ہیں کہ علمی مسائل بیان کرنے میں آپ کو کوئی مشقت نہیں ہوتی۔ (1)

واقعہ نمبر:4

اپنی دیوار میں کھڑکی کھولنے کے بارے فتوٰی

وسئل رجل عن فتح خوخة فی حائطه، فقال له افتح ما شئت، ولا تطلع على جارك فمنعه جاره، و شكاه الى ابن ابی ليلى، فمنعه، فعاد الى ابی حنيفة و اخبره بذلك، فقال له افتح فيه بابا، فعاد، فمنعه ابن ابی ليلى ايضا، فعاد الى ابی حنيفة.

(1) الخیرات الحسان، ص 50

فقال له كم قيمة حائطك؟ قال ثلاثة دنانير، فقال اهدمه ولك على الثلاثة فجاء ليهدمه، فرفعه جاره الى ابن ابى ليلى، فقال يريد هدم حائطه وتسألني ان امنعه؟ والتفت الى صاحب الحائط وتابع القول اذهب فاهدمه واصنع ماشئت فى جدارك فقال له الجار. كان فتح الخوخة اهون على فقال له ابن ابى ليلى اذا كان يذهب الى من يدله على خطئ. فكيف اصنع اذا تبين الخطا.

ترجمہ: امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے کسی شخص نے اپنی دیوار میں کھڑکی لگانے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: جیسے بنانا چاہو بنالو، لیکن یہ کہ اپنے پڑوسی کے گھر نہیں جھانکنا۔ ادھر پڑوسی نے اس کو منع کر دیا اور ابنِ ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں شکایت کر دی تو آپ نے اس کو کھڑکی بنانے سے منع کر دیا۔ وہ شخص امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور اس معاملے کی خبر دی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم اس دیوار میں دروازہ کھول لو۔ اب وہ شخص لوٹا تو ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو پھر منع کر دیا۔ وہ شخص پھر سے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا، تو آپ نے فرمایا: تمہاری دیوار کی کتنی قیمت ہے؟ تو اس نے کہا تین دینار۔ آپ نے فرمایا: تم جا کر دیوار گرا دو تمہارے تین دینار میرے ذمے ہیں، چنانچہ وہ شخص آیا تاکہ دیوار گرا دے[1]، لیکن اس کے پڑوسی نے اس کو پھر سے ابنِ ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیا۔ تو ابنِ ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ شخص اپنی دیوار کو گرانا چاہتا ہے اور تو مجھ سے پوچھا ہے کہ میں

---

(1) یہ حکم اصل کے اعتبار سے ہے کہ مالک اپنی ملکیت میں تصرف کرنے میں شرعاً بااختیار ہے البتہ اپنی دیوار میں کھڑکی کھولنا اس صورت میں درست ہو گا کہ پڑوسی کو کوئی نقصان نہ ہوتا ہو اور اس کی بے پردگی نہ ہوتی ہو اسی وجہ سے امام اعظم علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ کھڑکی نکال لو مگر پڑوسی کے گھر میں نہیں جھانکنا۔

اس کو روکوں؟ اس کے بعد آپ اس مالکِ دیوار کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: تم جاؤ، اپنی دیوار گراؤ اور جو تم چاہو اپنی دیوار میں بناؤ۔ اس پر اس شخص کے پڑوسی نے کہا: اس شخص کا کھڑکی کو کھولنا ہی میرے لیے غنیمت (فائدہ مند) تھا۔ حضرت ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ شخص ایسے بندے کے پاس جاتا ہے جو میری غلطی بتاتا ہے تو اب جب غلطی واضح ہوگئی تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ (1)

واقعہ نمبر:5

تین درہم میں دو شخصوں کی ملکیت کا معاملہ

سأله ابن المبارك عن درهمين لرجل اختلطا بدرهم لآخر، ثم ضاع منها اثنان لايعلم من أيهما؟ فقال: الدرهم الباقي لهما اثلاثا، قال ابن المبارك: فلقيت ابن شبرمة، فسألته، فقال، سألت عنها احدا، قلت: ابا حنيفة، قال: قال لك، الدرهم الباقي لهما اثلاثا، فقلت، نعم، قال: اخطأ العبد، ولكن درهم من الدرهمين الضائعين يحيط العلم من الدرهمين (الذين لاحد الرجلين)، والدرهم الاخر منهما جميعا، فالدرهم الباقي بينهما، فاستحسنت ما قال، فلقيت ابا حنيفة۔ ولووزن عقله بعقل نصف الارض فى الفقه لرجحهم۔ فقال: لى ابن شبرمة، فقال: لك، قد أحاط العلم أن أحد الدرهمين الضائعين (من الدرهمين الذين لأحد الرجلين، والدرهم الاخر منهما جميعا) وبقى الدرهم الباقي فهو بينهما؟ قلت: نعم! قال: ان الثلاثة حيث اختلطت وجبت الشركة بينهما، فصار لصاحب

(1) الخیرات الحسان، ص 50

الدرهم ثلث كل درهم، ولصاحب الدرهمين ثلثا كل درهم، فأي درهم ذهب، ذهب بحصتها.

ترجمہ: عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ ایک شخص کے دو درہم، دوسرے شخص کے ایک درہم سے مل گئے اور ان میں سے دو درہم ضائع ہوگئے ہیں، اب اس کا علم کیسے ہو گا کہ کون سے درہم ضائع ہوئے ہیں؟ امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: باقی ماندہ درہم ان دونوں کے لیے ہو گا اس طرح کہ دو ثلث دو درہم والے کا اور ایک ثلث ایک درہم والے کا، ابنِ مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں ابن شبرمہ سے ملا تو میں نے ان سے یہ مسئلہ پوچھا، انہوں نے کہا: آپ نے کس سے پوچھا تھا؟ میں نے کہا: امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے۔ آپ نے فرمایا: کیا انہوں نے یہ جواب دیا کہ جو درہم باقی ہیں وہ ان دونوں کے لیے ہیں اس طرح کہ دو ثلث دو درہم والے کے اور ایک ثلث ایک درہم والے کا۔ میں نے کہا: جی ہاں۔ فرمایا: ان سے غلطی ہوگئی ہے اور وہ اس طرح کہ علم اس بات کو محیط ہے کہ ضائع ہونے والے دو درہموں میں سے ایک اِس کا ضرور ہے اور ضائع ہونے والا درہم ان میں سے کسی ایک کا ہو سکتا ہے، تو جو درہم باقی ہے وہ ان کے مابین نصف نصف تقسیم ہو گا۔ تو مجھے یہ بات اچھی لگی، پھر میری ملاقات امام اعظم سے ہوئی، (اور اگر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی عقل کو روئے زمین والوں کی آدھی عقل سے بھی موازنہ کیا جائے، تب بھی آپ کی دانائی اور ذہانت سب پر بھاری ہو جائے) امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا: آپ ابنِ شبرمہ سے ملے تھے اور انہوں نے آپ سے یہ کہا تھا کہ علم اس بات کو محیط ہے کہ جو دو درہم ضائع ہوگئے ہیں ان دونوں میں سے ایک تو یقینی طور پر ان میں سے کسی ایک کا

ہے اور جو باقی ہے وہ ان کے مابین نصف تقسیم ہو گا؟ میں نے کہا: جی ہاں! امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب تینوں درہم آپس میں مل گئے تو شرکت واجب ہو گئی اور ان میں سے ایک درہم والے کے لیے ہر درہم کا ثلث ہو گیا (یعنی ٹوٹل تین) اور دو درہم والے کے لیے ہر درہم میں سے دو ثلث ہوا (یعنی ٹوٹل نو)، چنانچہ جو درہم ضائع ہوا وہ دونوں کی طرف سے ہوا اور جو حصہ ضائع ہوا تو ان دونوں کا حصہ لے کر ضائع ہوا۔ (1)

واقعہ نمبر:6

زیادہ حق مہر مانگنے والوں کا علاج

وکان فی جوارہ فتی، فاتی مجلسہ، فشاورہ فی التزوج من قوم مخصوصین، طلبوا منہ فوق وسعہ، فأمرہ بالتزوج بعد الاستخارۃ (وان یدفع قسما من المھر فلعل زوجتہ ان تبرئہ من الباقی بعد ان یدخل بھا) ففعل، فابوا ان یحملوھا الیہ الا بعد وفاء کل المھر، فذھب الیہ وأعلمہ بذلك، فقال: احتل واقترض حتی تدخل باھلك، واقرضہ فی جملۃ من اقرضہ، فلما دخل بھا، قال لہ علیك ان تظھر الخروج بھا الی موضع بعید (لطلب المعاش) ففعل، فاشتد (ذلك) علی اھلھا، فجاؤوا ابا حنیفۃ یشکونہ ویستفتونہ، فافتاھم بان لہ ان یخرجھا حیث شاء، قالوا ما یمکننا ان ندعھا تخرج معہ، قال: فارضوہ برد ما اخذتموہ منہ، فرضوا بذلك، فقال لہ: انھم رضوا ان یعطوك ما اخذوہ من المھر، ویبرؤوك منہ، قال ارید فوق ذلك، فقال لہ: ایما احب الیك ھذا، والا اقر الرجل بدین فلا یمکنك السفر بھا حتی

(1) الخیرات الحسان، ص:51

توفیه؟ فقال: الله الله لایسمعوا بهذا، فلا یعطونی شیئا.

ترجمہ: امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پڑوس میں ایک نوجوان رہتا تھا، جو آپ کی مجلس میں بھی حاضر ہوتا تھا، اس نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے کسی خاص قوم میں نکاح کرنے کے متعلق مشورہ کیا کہ انہوں نے میری طاقت سے زیادہ حق مہر کا مطالبہ کیا ہے، امام صاحب نے اس کو حکم دیا کہ استخارہ کرنے کے بعد ان سے نکاح کرے اور جو حق مہر دے سکتا ہے اتنا حصہ ادا کر دے۔ ہو سکتا ہے کہ جب بیوی اس کے پاس آ جائے تو وہ بقیہ مہر معاف کر دے، چنانچہ اس شخص نے ایسا ہی کیا، لیکن ان لوگوں نے پورا حق مہر وصول کیے بغیر لڑکی کو اس کے ساتھ رخصت کرنے سے انکار کر دیا، لہٰذا وہ نوجوان امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا اور اس معاملے کی خبر دی، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تم ایک حیلہ کرو جس کی صورت یہ ہے کہ قرض لو تاکہ اس طرح تم اپنی بیوی کے پاس پہنچ جاؤ اور امام صاحب نے اس کو حسب حاجت کچھ قرض دیا، (اس کا معاملہ حل ہو گیا) اور وہ اپنی بیوی کے پاس پہنچ گیا، اب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تم یہ ظاہر کرو کہ اپنی بیوی کو ساتھ لے کر طلبِ معاش کے لیے کسی دور جگہ جانا چاہتے ہو، لہٰذا اس شخص نے ایسا کیا تو یہ بات اس عورت کے گھر والوں کو مشکل لگی اور وہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے اور اس کی شکایت کی تاکہ اس کے متعلق فتویٰ لیں، چنانچہ امام صاحب نے فتویٰ دیا کہ اس کو یہ حق حاصل ہے کہ جہاں چاہے اپنی زوجہ کو لے جائے، اس پر ان لوگوں نے کہا کہ ہم اپنی بیٹی کو اس کے ساتھ نہیں جانے دے سکتے۔ امام صاحب نے فرمایا: تو تم لوگ اس نوجوان کو راضی کر لو اس طرح کہ جو اس سے (اضافی حق مہر) کی رقم لی ہے، وہ واپس کر دو۔ اس بات پر وہ سب راضی ہو گئے، امام

اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس نوجوان سے فرمایا: وہ لوگ اس بات پر راضی ہو گئے ہیں کہ انہوں نے جو حق مہر کی (اضافی) رقم لی ہے وہ واپس کر دیں گے اور آپ کو حق مہر سے بَری کر دیں گے، اس نوجوان نے کہا: حضور! میرا اس سے زیادہ کا مطالبہ ہے۔ اس پر امام صاحب نے فرمایا: میں اس بات سے زیادہ کون سی چیز آپ کے لیے پسند کروں! ورنہ تو میں اس شخص کے سامنے قرض کا اقرار کر لوں گا پھر تجھے بیوی کو ساتھ لے جانے کی قدرت نہیں ہو گی، جب تک قرض ادا نہ کر لے، اس نوجوان نے کہا: حضور مہربانی کیجیے! یہ بات ان لوگوں نے سن لی تو مجھے کچھ بھی نہیں دیں گے۔ [1]

واقعہ نمبر: 7

چھ سو دینار ترکہ میں بہن کا حصہ ایک دینار

جاءته امراۃ فقالت: مات اخی و خلف ستة مائة دینار، فاصابنی دینار واحد، قال من قسم فریضکم؟ قالت: داود الطائی: قال لیس لك الا هو الیس اخوك خلف بنتین، واما، وزوجة، و اثنی عشر اخا و اختا (واحدة)؟ قالت: نعم قال: هو کذلك.

ترجمہ: ایک عورت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئی اور کہا کہ میرے بھائی فوت ہو گئے ہیں اور چھ سو (600) دینار چھوڑ گئے ہیں، جبکہ مجھے ایک دینار ملا ہے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا: تمہاری وراثت کس نے تقسیم کی ہے؟ عورت نے کہا: داؤد طائی نے، تو آپ نے فرمایا: تمہارے لیے یہی حصہ ہے۔ کیا تمہارے بھائی نے دو

(1) الخیرات الحسان، ص 51

بیٹیاں نہیں چھوڑیں؟ اور والدہ، بیوی، بارہ بھائی اور ایک بہن نہیں چھوڑی؟ اس نے کہا" ہاں "تو فرمایا: پھر تمہارا اتنا ہی حصہ ہے۔[1]

واقعہ نمبر:8

قاضی ابن ابی لیلیٰ کی اصلاح کا عقلمندانہ انداز

وحضر یوما مجلس ابن ابی لیلی، فاذن للخصماء فی الدخول، لیریه امضاؤه فی القضاء والحکم، فادعی رجل علی آخر انه قال له:یابن الزانیة، فقال القاضی للمدعی علیه ماتقول؟ فقال له ابوحنیفة؟ کیف تسأله الجواب؟ ولیس (المدعی) بخصم له، انما الخصم امه، فهل ثبتت وکالته عنها، قال:لا، قال: فسئله، أحیة امه او میتة، فسأله، فقال:میتة، قال:البینة، فاقامها بموتها، فسأل القاضی المدعی علیه،فقال ابوحنیفة:سل المدعی، هل لامه وارث غیره؟ فقال:لا، قال، البینة بذلك، فأقامها، فسأل القاضی المدعی علیه، فقال ابوحنیفة:سل المدعی، امه حرة ام أمة، فسأله، فقال:حرة، قال: البینه بذلك، فأقامها، فسأل القاضی المدعی علیه، فقال ابوحنیفة:سل المدعی، هل هی مسلمة ام ذمیة؟ (فسأله)، فقال:مسلمة، قال:البینة بذلك، فأقامها، فقال ابوحنیفة:شأنك الآن.

ترجمہ: ایک دن امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ابن ابی لیلیٰ کی مجلس میں تشریف لائے، تو ابن ابی لیلیٰ نے مقدمات لے کر آنے والوں کو اپنے پاس آنے کی اجازت دی، تاکہ وہ انہیں اپنا فیصلہ سنائیں اور حکم جاری کر سکیں، چنانچہ ایک شخص

(1) الخیرات الحسان، ص 51

نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ اس نے مجھے زانیہ کا بیٹا کہا ہے، تو قاضی نے مدعیٰ علیہ سے کہا: تم اس متعلق کیا کہتے ہو؟ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: آپ اس شخص سے کیسے جواب طلب کر رہے ہیں، جبکہ یہ مدعی کا خصم (مقابل) نہیں ہے، خصم تو اس کی والدہ ہیں، تو کیا اِس کی وکالت ماں کی طرف سے ثابت ہو چکی ہے؟ قاضی نے کہا: نہیں، تو فرمایا: تم اس مدعی سے پوچھو کہ اس کی ماں زندہ ہے یا فوت ہو چکی ہے؟ ابن ابی لیلیٰ نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا وہ فوت ہو چکی ہے۔ آپ نے فرمایا: گواہ پیش کرو، چنانچہ اس نے گواہ قائم کیے، اب قاضی نے مدعی علیہ سے پوچھنا چاہا، تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم مدعی سے معلوم کرو کہ اس کی ماں کا اس کے علاوہ کوئی اور وارث ہے؟ تو ابن ابی لیلیٰ نے اس سے پوچھا، اس نے کہا: نہیں، تو فرمایا: اس بات پر پہلے کی طرح گواہ پیش کرو، چنانچہ اس نے اس پر گواہ پیش کر دیے، تو قاضی نے پھر مدعی علیہ سے پوچھنا چاہا، اس پر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مدعی سے پوچھو کہ اس کی ماں آزاد عورت ہے یا لونڈی؟ چنانچہ ابن ابی لیلیٰ نے اس سے پوچھا، تو اس نے کہا: آزاد ہے۔ آپ نے فرمایا: اس پر بھی گواہ لاؤ، چنانچہ اس نے اس پر بھی گواہ قائم کیے، اب قاضی (ابن ابی لیلیٰ) پھر سے مدعی علیہ سے پوچھنے لگے، تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مدعی سے پوچھیں کہ کیا اس کی ماں مسلمہ تھی یا ذمیہ؟ آپ نے اس سے پوچھا، تو اس نے کہا: مسلمہ تھی، پھر فرمایا: اس پر گواہ لاؤ لہٰذا اس شخص نے گواہ پیش کیے، تو امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اب معاملہ آپ کے سپرد ہے۔ (1) یہ بات کہہ کر تشریف لے گئے۔ یعنی سوالات مدعی سے کرنے تھے جس کی طرف آپ توجہ دلا رہے تھے، جبکہ

(1) الخیرات الحسان، ص 52

ابن ابی لیلیٰ مدعی علیہ سے پوچھ رہے تھے۔

واقعہ نمبر:9

حضرت قتادہ سے علمی نوک جھونک

ولما نزل قتادة الكوفة، قال: لا يسألنى أحد عن مسئلة من الحلال والحرام الا اجبته؟ قال: ابو حنيفه: ما تقول فيمن غاب عن اهله اعواما، ونعى اليها، فظنت موته، فتزوجت، فقدم بعد ولادتها، فنفاه الاول، وادعاه الثانى، أكل منهما قذفها أم منكر للولد ثم قال ابوحنيفة: ان قال فيها برأيه، ليخطئن، وان قال فيها حديثا ليكذبن فقال قتادة: أوقعت هذه المسألة؟ قالوا: لا، قال: فلم تسألون عما لم يكن؟ فقال ابوحنيفة: ان العلماء يستعدون للبلاء، و يتحرزون منه قبل نزوله، ليعرفوا الدخول فيه والخروج منه فقال: قتادة دعوهذا، وسلونى عن التفسير، قال ابو حنيفه: من الذى عنده علم الكتاب؟ قال قتادة: آصف بن برخيا، كاتب سليمان، وكان يعرف الاسم الاعظم، فقال ابو حنيفة: هل كان سليمان يعرفه ايضا؟ قال: لا، قال: أيجوز ان يكون فى زمان نبى من هو اعلم منه؟ قال: لا، والله، لا احدثتكم بشيئ من التفسير، سلونى عما اختلفت فيه العلماء فقال: ابوحنيفه: أمؤمن أنت؟ قال: أرجو، قال: ولم؟ قال: لقوله تعالى ﴿وَ الَّذِیۡۤ اَطۡمَعُ اَنۡ یَّغۡفِرَ لِیۡ خَطِیۡٓـَٔتِیۡ یَوۡمَ الدِّیۡنِ (۸۲)﴾ (الشعراء:82) فقال له: هلا قلت كما قال ابراهيم، لما قال له ربه ﴿اَوَ لَمۡ تُؤۡمِنۡ ؕ قَالَ بَلٰی وَ لٰکِنۡ لِّیَطۡمَئِنَّ قَلۡبِیۡ﴾ (البقرة:260) فقام قتادة مغضبا، وحلف الا يحدثهم.

ترجمہ: حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ جب کوفہ آئے تو فرمایا: مجھ سے حلال و حرام کا جو بھی مسئلہ پوچھا جائے گا میں اس کا جواب دوں گا، امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا: آپ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو اپنے گھر سے کئی سال غائب رہا ہو، پھر اس کی بیوی کو اس کی موت کی خبر دے دی گئی ہو تو اس کی بیوی نے اس کو مردہ تصور کرکے دوسری شادی کرلی ہو اور اس (دوسری شادی) سے جب لڑکا پیدا ہو، تب پہلا غائب شوہر آئے اور اس بچے کا باپ ہونے سے انکار کردے اور دوسرا اس کا دعویٰ کرے، تو آیا اب ان دونوں شوہروں نے اس عورت پر زنا کی تہمت لگائی یا صرف بچے کا انکار کرنے والے نے؟ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے فرمایا: اگر آپ اس کا جواب اپنی رائے سے دیں گے تو غلطی کریں گے اور اگر اس کے متعلق کوئی حدیث پاک سنائیں گے تو وہ موضوع ہوگی۔ حضرت قتادہ نے فرمایا: کیا یہ مسئلہ واقع ہوا ہے؟ کہا: نہیں۔ جناب قتادہ نے فرمایا: جب یہ مسئلہ واقع نہیں ہوا تو کیوں اس کے متعلق سوال کرتے ہیں؟ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: علمائے کرام کسی بھی مصیبت کے لیے (پہلے سے) تیار رہتے ہیں اور اس کے آنے سے پہلے اس مشکل سے بچنے کی تدبیر کرتے ہیں تاکہ وہ اس مسئلے میں پڑنے اور اس سے نکلنے کو پہچان سکیں۔ حضرت قتادہ نے فرمایا: آپ اس کو چھوڑو تفسیر کے متعلق سوال کرو۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا: کتاب کا علم کس کے پاس ہے؟ حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: آصف بن برخیا جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے کاتب تھے اور اسمِ اعظم کو جانتے تھے۔ پھر امام اعظم نے پوچھا کہ کیا حضرت سلیمان علیہ السلام اسم اعظم کو جانتے تھے؟ حضرت قتادہ نے کہا: نہیں، امام

صاحب نے فرمایا: کیا یہ بات جائز ہے کہ ایک نبی علیہ السلام کے زمانے میں کوئی ایسا شخص موجود ہو جو اُن سے زیادہ علم رکھتا ہو؟ جناب قتادہ نے کہا: نہیں، خدا کی قسم! میں آپ سے تفسیر کے متعلق کوئی بات بیان نہیں کروں گا، آپ مجھ سے ان چیزوں کے بارے پوچھو جن میں علمائے کرام کا اختلاف رہا ہے۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کیا آپ مؤمن ہیں؟ انہوں نے کہا: مجھے امید ہے۔ امام صاحب نے فرمایا: کیوں؟ حضرت قتادہ نے کہا: اللہ پاک کے اس فرمان کی وجہ سے: "اور وہ جس کی مجھے آس لگی ہے کہ میری خطائیں قیامت کے دن بخش دے گا"۔ امام صاحب نے فرمایا: آپ نے اس طرح کیوں نہیں کہا جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی تھی جب اللہ پاک نے ان سے فرمایا تھا: "کیا تم ایمان نہیں لائے، عرض کی کیوں نہیں، مگر یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل کو قرار آجائے"۔ تو قتادہ غصے سے کھڑے ہوئے اور قسم کھائی کہ وہ اہلِ کوفہ کو کچھ نہ بتائیں گے۔ (1)

واقعہ نمبر: 10

قاضی ابن ابی لیلیٰ کے فیصلے پر چھ نقد

وقال رجل لامراۃ مختلۃ شیئا. فقالت لہ یا ابن الزنیین. فشکی الی ابن ابی لیلی. فحدھا حدین فی المسجد قائمۃ فقال ابوحنیفۃ: اخطا من ستۃ وجوہ:

❶: اقام الحد علی المجنونۃ

❷: فی المسجد

(1) الخیرات الحسان، ص 52

٣: وضرب المرأة قائمة وهي انما تضرب جالسة

٤: واقام عليها حدين والقذف بكلمة واحدة، ولو قذف قوما بكلمة لايلزمه الا حد واحد.

٥: ضربها والحق للابوين وهما غائبان

٦: وحد الثاني قبل البرء من الحد الاول. فشكاه للامير فمنع (اباحنيفة) من الافتاء. ثم وردت مسائل لعيسى ابن موسى. فسئل عنها ابوحنيفة فاجاب بما استحسنه عيسى. فاذن له، فجلس في جلسه.

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے ایک پاگل عورت کو کچھ کہا، تو اس نے جواباً کہا: اے دو زنا کرنے والوں کے بیٹے! اس بات کی شکایت ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ سے کی گئی، تو انہوں نے اس عورت کو مسجد میں کھڑی کرکے دو حدیں لگائیں۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس (ابن ابی لیلیٰ) نے چھ غلطیاں کی ہیں:

1: مجنونہ (پاگل) عورت پر حد لگائی۔

2: مسجد میں (حد لگوائی)

3: اور عورت کو کھڑا کرکے حد لگوائی حالانکہ اس کو بٹھا کر حد لگائی جاتی ہے۔

4: اور اس پر دو حدیں لگوائیں جبکہ بہتان ایک کلمے کے ساتھ تھا۔ اور اگرچہ پوری قوم کو ایک کلمے سے بہتان لگایا جائے تو بھی ایک ہی حد لازم آئے گی۔

5: اور اس عورت کو اس شخص کے ماں باپ کی غیر موجودگی میں مارا حالانکہ ان کا حاضر ہونا ضروری تھا۔

6: دوسری حد (فوراً) لگائی گئی پہلی حد کے زخم درست ہونے سے پہلے۔ (حالانکہ دو

حدیں اکٹھی نہیں لگائی جاتیں)

اس بات پر ابن ابی لیلیٰ نے وقت کے حکمران (عیسی بن موسی) سے شکایت کی تو انہوں نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو فتویٰ دینے سے منع کر دیا۔ اس کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ کو کچھ مسائل پیش آئے تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھنے گئے، آپ نے ان کا جواب دیا جس کو ابنِ موسیٰ نے بہت پسند کیا اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو (دوبارہ) اجازت دے دی اور اسی منصب پر فائز کر دیا۔(1)

واقعہ نمبر: 11

مسئلہ تحکیم پر ضحاک خارجی کو لاجواب کر دیا

وقال له الضَّحاكُ تُبْ مِنْ تجويزك الحَكَمين، قال:تُناظِرُني؟ قال:نعم، قال: فإن اختلفنا في شيء؛فَمَنْ يكون بيني وبينك؟ قال: اجعل أنتَ مَنْ شئتَ، فقال لبعض أصحاب الضَّحاكِ:أحكم بيننا، ثمَّ قال للضَّحاكِ:أترضى هذا حكماً بيني وبينك؟ قال:نعم، قال أبوحنيفة:فأنت قد جوزت التحكيم، فانقطع الضَّحاكُ.

ترجمہ: ایک دفعہ ضحاک نام کا خارجی شخص امام صاحب کے پاس آیا اور کہنے لگا: اپنے اس قول سے توبہ کرو کہ دو لوگ آپس میں حَکَم (منصف) بنا سکتے ہیں۔ (کیونکہ خارجی حکم بنانے کو نہیں مانتے تھے) امام صاحب نے فرمایا: کیا تم مناظرہ کرنا چاہتے ہو؟ اس نے کہا: ہاں! تو فرمایا: اگر ہمارا کسی شے میں اختلاف ہو جائے تو میرے اور تمہارے درمیان کون منصف بنے گا؟ اس نے کہا: جسے آپ چاہیں، چنانچہ ضحاک ہی کے ساتھیوں میں سے ایک شخص

(1) الخیرات الحسان، ص 52

سے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہمارے درمیان فیصلہ کرو۔ پھر آپ نے ضحاک سے کہا: کیا تو اس سے راضی ہے کہ یہ ہمارے درمیان منصف بنے؟ اس نے کہا "ہاں" اس پر آپ نے فرمایا کہ تم نے بھی ثالث بنانے کو جائز قرار دے دیا۔ یہ سنتے ہی ضحاک لاجواب ہو گیا۔[1]

واقعہ نمبر:12

مرد نے قسم کھائی کہ بیوی سے کلام نہیں کرے گا؟

قال له رجل انی حلفت الا اکلم امراتی او تکلمنی، وحلفت (بصدقة ما تملك) الا تكلمنی او اکلمها. فقال کلمها ولا حنث علیکما فسمع سفیان الثوری ذلك فجاءه مغضبا، فقال له تبیح الفروج؟ من این لك هذا؟ قال: لما شافهته بالیمین بعد ما حلف. كانت مكلمة له، فسقطت یمینه فان کلمها، فلا حنث علیه ولا علیها، لانها کلمته و کلمها بعد الیمین. فسقطت عنهما، فقال له سفیان انه لیکشف لك من العلم عن شیئ کلنا عنه غفلون.

ترجمہ: امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے کسی شخص نے کہا کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ میں اپنی بیوی سے بات چیت نہیں کروں گا، یہاں تک کہ وہ خود نہ بولے۔ اور بیوی نے قسم کھائی کہ وہ مجھ سے بات چیت نہ کرے گی یہاں تک کہ میں اس سے خود بات نہ کرلوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تم اپنی زوجہ سے بات کرو، تم دونوں کی قسم نہیں ٹوٹے گی۔ اس معاملے کو سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے سنا تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس غصے کی حالت میں آئے اور کہا: کیا تم شرمگاہوں کو حلال ٹھہراتے ہو؟ تمہارے پاس

(1) الخیرات الحسان، ص 53

اس کا ثبوت کہاں ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب عورت نے شوہر سے اس کے قسم کھانے کے بعد کلام کیا تو اس طرح شوہر کی قسم پوری ہو گئی اور اس کی قسم اس سے ساقط ہو گئی۔ تو اب اگر اس شخص نے اپنی بیوی سے کلام کر لیا تو نہ اس پر قسم ٹوٹنے کا حکم لگے گا نہ ہی اس کی بیوی پر، کیونکہ ان دونوں نے ایک دوسرے سے قسم کھانے کے بعد کلام کر لیا ہے، لہٰذا دونوں سے قسم ساقط ہو جائے گی۔ تو حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: آپ کے لیے اُن چیزوں کے متعلق علم منکشف ہو جاتا ہے جن سے ہم سراسر غافل ہوتے ہیں۔ (1)

واقعہ نمبر: 13

ہنڈیا میں پرندہ گر جانے کا مسئلہ

ساله ابن المبارك عمن وقع فی قدر طبیخة طائر فمات فقال لاصحابه: ماتروون؟ فرووا عن ابن عباس رضی الله عنهما انه یهراق المرق ویغسل اللحم ویؤکل فقال هذا ان وقع فی حال سکونها، فان وقع فی حال غلیانها القی اللحم واهریق المرق فقال له ابن المبارك: لم؟ قال لوصول النجس الی باطنه بخلاف الاول لانه انما وصل الی ظاهره فقط فاعجبه ذلك.

ترجمہ: ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے اس مسئلے کے متعلق پوچھا کہ کھانا پکنے کے دوران ہانڈی میں پرندہ گر کر مر جائے تو کیا حکم ہے؟ آپ نے اپنے احباب سے پوچھا کہ تم لوگ اس بارے میں کیا روایت کرتے ہو؟ انہوں نے

(1) الخیرات الحسان، ص 53

کہا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اس سالن کے شوربے کو گرا دیا جائے گا اور گوشت دھو کر کھالیا جائے گا۔ اس پر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ مسئلہ اس وقت ہو گا جب سالن ابل نہ رہا ہو اور اگر سالن ابل رہا ہو تو گوشت بھی بہا دیا جائے گا اور شوربہ بھی یعنی اس میں سے کچھ بھی نہیں کھائیں گے۔ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا: یہ کس لیے؟ آپ نے فرمایا: اس وجہ سے کہ اس صورت میں ناپاکی اس کے اندر تک مل چکی ہے بخلاف پہلی صورت کے کیونکہ اس میں نجاست فقط ظاہری طور پر لگی ہے۔ ابنِ مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو یہ جواب بہت پسند آیا۔ (1)

واقعہ نمبر:14

دفینہ کی جگہ یاد دلانے کے لیے قیام اللیل کی تجویز

نسی انسان مالا دفنه فجاء الی ابی حنیفة فقال له ابوحنیفة:لیس هذا فقها فاحتال لك ولکن اذهب فصل اللیلة الی الصبح فتتذکر فصلی الرجل فتذکر المکان دون ربع اللیل فجاءه فاخبره فقال له ابوحنیفة:لقد علمت ان الشیطان لایدعك تصلی لیلة ویحك!هلا اتممت لیلتك شکرا لله تعالی.

ترجمہ: ایک شخص اپنے دفن شدہ مال کو بھول گیا، تو وہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے فرمایا: یہ کوئی فقہی بات تو ہے نہیں جس کا میں تمہیں کوئی حیلہ کر کے دوں لیکن تم جاؤ اور رات میں صبح تک نماز پڑھو تو تمہیں وہ مال یاد آجائے گا۔ اس شخص نے نماز پڑھی تو اس کو وہ مالِ مدفون رات کا چوتھا حصہ

(1) الخیرت الحسان، ص 53

گزرنے سے پہلے ہی یاد آگیا۔ وہ شخص امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور ان کو خبر دی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مجھے معلوم تھا کہ شیطان تم کو ساری رات نماز نہیں پڑھنے دے گا، لیکن افسوس ہے تم پر کہ تم نے ساری رات اللہ پاک کے شکر میں کیوں نہیں گزاری۔ (1)

واقعہ نمبر:15
خائن ودیع کی اصلاح

وشكى إليه مودع إنكار وديعه لوديعته، وحَلَفَ وأكّد أنه لم يودعه، فقال له: لا تُخبر بجحوده أحداً، وكان الوديع يجالس أبا حنيفة، فلما خلابه قال: إن هؤلاء بعثوا يستشيرون في رجل يصلح للقضاء، فهل تَنشَطُ؟ فتمانعَ الرَّجلُ قليلاً، فزادفي ترغيبه، ثم قال للمودع: أذهب فقل له: أحسَبُكَ نسيت، فقد أودعتك وقت كذا بعلامة كذا، فقال له ذلك، فَدَفَعَ إليه وديعته، فَرَجَعَ الوديع إلى أبي حنيفة يطلب أن يعينه القضاء، فقال له: إني رأيتُ أن أرفع من قدرك ولا أسميكَ حَتَّى يَحْضُرَ ما هو أجل من هذا.

ترجمہ: ایک امانت رکھنے والے نے اپنے ودیع کی شکایت کی کہ وہ امانت سے مکر گیا ہے اور قسم کھاتا ہے اور تاکید سے کہتا ہے کہ میں نے امانت نہیں رکھی ہے۔ آپ نے فرمایا: اس کے انکار کی کسی کو خبر مت کرو وہ شخص امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں بھی آیا کرتا تھا، جب تنہائی میں اس سے ملاقات ہوئی، تو آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ

(1) الخیرات الحسان، ص54

مجھ سے مشورہ چاہتے ہیں ایسے شخص کے بارے میں جو قاضی بنانے کے قابل ہو تو کیا تم اسے پسند کرتے ہو؟ اس شخص نے تھوڑی پس و پیش کی، آپ نے اس کو بہت رغبت دلائی، اس کے بعد امانت رکھنے والے سے کہا کہ اب جاؤ اور اس سے کہو کہ میرا گمان یہ ہے کہ شاید تم بھول گئے ہو میں نے تمہیں اس نشانی کی فلاں چیز امانت رکھنے کو دی تھی، اس نے ایسا ہی جا کر کہا تو اس شخص نے اس کی امانت واپس کر دی اور امام صاحب کے پاس حاضر ہوا اور خواہش کی کہ مجھے قاضی بنوا دیجیے آپ نے فرمایا کہ میں تیرے رتبہ کو زیادہ بڑھاؤں گا اور ابھی نامزد نہ کروں گا یہاں تک کہ اس سے بڑھ کر کوئی عہدہ آئے۔[1]

واقعہ نمبر:16

چوروں نے پتا بتانے پر طلاقِ ثلاثہ کی قسم لے لی

دخل اللصوص علی رجل فاخذوا ثیابه واستحلفوه بالطلاق بالثلاث الا یعلم بهم احدا فحلف ثم اصبح یری ثیابه تباع ولا یمکنه ان یتکلم.فسال ابا حنیفة فقال احضرنی اکابر حیك فاحضرهم ایاه، فقال لهم ابوحنیفة هل تحبون ان یرد الله علی هذا متاعه؟ قالوا! نعم فقال اجمعوا کل داعر و متهم فادخلوهم فی دار او مسجد ثم اخرجوهم واحدا واحدا، فقولوا له:هذا اللصك؟ فان لم یکن قال:لا، وان کان سکت فاقبضوا علیه ففعلوا فرد علیه جمیع ما اخذ منه وبرفی یمینه لانه لم یخبر بهم احدا.

ترجمہ: ایک شخص کے گھر چور آئے انہوں نے اس کے کپڑے لے لیے اور

(1) الخیرات الحسان، ص54

اس سے تین طلاق کی قسم بھی لے لی کہ ان کے بارے میں کسی کو نہیں بتائے گا، صبح ہوئی تو اس نے اپنے کپڑوں کو بکتے ہوئے دیکھا، لیکن وہ ان کے متعلق کسی کو بتا نہیں سکتا تھا(کیونکہ اس نے نہ بتانے کی قسم کھائی تھی)اس شخص نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے حل پوچھا تو آپ نے فرمایا: تم اپنے محلے کے بڑے لوگوں کو میرے پاس اکٹھا کرو، لہٰذا اس شخص نے ان لوگوں کو جمع کیا، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے فرمایا: کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ پاک اس بندے کا سامان اس کو لوٹا دے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں! آپ نے فرمایا کہ تم سب چور اُچکوں کو کسی گھر یا مسجد میں جمع کرو اور ایک ایک کو باہر نکالتے ہوئے اِس شخص سے پوچھو کیا یہ تمہارا چور ہے؟ اگر نہ ہو تو کہے نہیں اور اگر ہو تو خاموش رہے، پھر اس شخص کو پکڑ لو۔ چنانچہ ایسا کیا گیا تو (چور پکڑا گیا) اور سارا مال اس بندے کو مل گیا اس طرح وہ اپنی قسم میں بھی سچا رہا کیونکہ اس نے کسی کو چور کے چور ہونے کا نہیں بتایا۔(1)

واقعہ نمبر:17

نکاح سے مکرنے والے کا علاج

وتزوج رجل بأمرأة سراً، فأتت بولد، فَجَحَدَهُ، فرفعته إلى ابن أبي ليلى، فقال لها: هاتي بينة على النكاح، فقالت: إنَّما تزوجني على أنَّ الله تعالى الولي، والشاهدان الملكان، فطرَدَها القاضي، فأتت أبا حنيفة وأخبرته، فقال لها: اذهبي للقاضي وقولي له: أحضره لأقيم عليه البينة، فإذا أحضره؛ قولي له: قل: أنا كافر بالولي والشاهدين،

(1) الخیرات الحسان، ص:54

ففعلت، فلم يستطع أن يقول ذلك، وأقرَّ بالنكاح، فالزمه المهر، والحق به الولد.

ترجمہ: ایک شخص نے ایک عورت سے پوشیدہ طور پر نکاح کیا، جب اس کا لڑکا پیدا ہوا تب وہ شخص مکر گیا۔ اس عورت نے قاضی ابنِ ابی لیلیٰ کے پاس دعویٰ دائر کیا۔ قاضی صاحب نے فرمایا کہ نکاح کا گواہ لاؤ، عورت نے کہا کہ اس شخص نے مجھ سے اس طرح نکاح کیا کہ اللہ پاک ولی ہے اور دونوں فرشتے گواہ ہیں۔ قاضی صاحب نے عورت کو بھگا دیا۔ وہ عورت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ قاضی صاحب کے ہاں جاؤ اور کہو کہ مدعا علیہ یعنی شوہر کو بلوائیں، میں گواہ لاتی ہوں۔ جب وہ اس کو بلائیں تو اپنے شوہر سے کہنا کہ کہو میں ولی اور گواہوں کا منکر ہوں۔ (چنانچہ اس عورت نے ایسا ہی کیا تو) اس شخص سے یہ نہ ہو سکا (کہ وہ انکار کرے کیونکہ انکار کی صورت میں کافر ہو جاتا) لہٰذا اس نے نکاح کا اقرار کر لیا۔ قاضی صاحب نے مہر اس کے ذمے لازم کر دیا اور لڑکے سے اس کا نسب ثابت کر دیا۔[1]

نوٹ: مذکورہ واقعہ سے یہ کوئی نہ سمجھے کہ اللہ پاک اور فرشتوں کو گواہ بنا کر نکاح کرنا درست ہے، مذکورہ واقعہ میں اصل مسئلہ یہ تھا کہ وہ نکاح گواہوں کی موجودگی میں ہی ہوا تھا مگر گواہ نامعلوم تھے جو کہ عورت حاضر نہیں کر سکتی تھی اس نے تمام معاملہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو بتا دیا تھا اور پھر آپ نے حل کی یہ صورت نکالی تھی، اس طرح شوہر نے اقرار کر لیا اور بچے کا نسب اور عورت کی پاکدامنی ثابت ہو گئی۔

---

(1) الخیرات الحسان، ص:54

واقعہ نمبر:18

قاضی ابن شبرمہ کو مسئلہ شہادت پر جواب

و طلب من ابن شبرمة ان يثبت له وصية (اوصى) له (بها)، فقبل بينته ثم قال له: احلف ان شاهديك شهدا بحق، قال: ليس على يمين، كنت غائبا، قال: ضلت مقايسك، قال ابوحنيفة: ما تقول فى اعمى شج، فشهد له شاهدان بذلك، أعليه يمين مع شاهديه انهما شهدا له بحق وهو لم ير؟ فانقطع القاضى، وحكم له بالوصية.

ترجمہ: حضرت امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی ابن شبرمہ کی عدالت میں دعویٰ کیا کہ ان کے لیے جو کسی شخص نے وصیت کی تھی وہ ان کو دلوائی جائے، قاضی صاحب نے امام صاحب کے گواہوں کی گواہی کو قبول کر لیا، پھر امام صاحب سے کہا: آپ حلف دیں کہ آپ کے گواہوں نے سچی گواہی دی ہے۔ امام صاحب نے فرمایا: میں تو اس وقت موجود نہیں تھا، لہٰذا مجھ پر قسم لازم نہیں۔ قاضی صاحب نے کہا: آپ کا قیاس درست نہیں۔ امام صاحب نے فرمایا: آپ ایسے شخص کے متعلق کیا رائے رکھتے ہیں کہ جو اندھا بہرا ہے اور اس کے متعلق دو لوگ اسی بات کی گواہی دیتے ہیں، تو کیا اس پر بھی اپنے گواہوں کے سچا ہونے کا حلف ضروری ہے، حالانکہ اس نے انہیں دیکھا ہی نہیں۔ یہاں قاضی صاحب لاجواب ہو گئے اور امام صاحب کے لیے وصیت نافذ کرنے کا فیصلہ دے دیا۔[1]

(1) الخیرات الحسان، ص 55

واقعہ نمبر:19

گھر نہ بسانے والے بیٹے کا علاج

وقال الليث بن سعد: كنتُ أسمع بذكر أبي حنيفة، وأتمنى رؤيته، فإنّي بمكة إذ رأيت الناس مجتمعين على شخص، فسمعت إنساناً ينادي: يا أبا حنيفة، فعلمت أنه هو، فتوقفت عنده، فسأله رجل فقال له: إنَّ لي مالاً كثيراً، وولداً أزوجه وأنفق عليه المال الكثير، فيُطلق، فيذهب مالي، فهل من حيلة؟ فقال له: أدخل به سوق الرَّقيق، وأشترِ لنفسِكَ مَنْ تُعجبه، ثم زوجه إيَّاها، فإن طلقها: رجعت مملوكة لك، وإن أعتقها: لم ينفذ عتقه، قال الليث: فوالله، ما أعجبني جوابه كما أعجبني سرعة جوابه.

ترجمہ: لیث بن سعد فرماتے ہیں کہ میں امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر اکثر سنا کرتا تھا اور ان کو دیکھنے کا نہایت مشتاق تھا۔ میں مکہ معظمہ میں تھا، میں نے دیکھا بہت سارے لوگ ایک شخص کے گرد جمع ہیں، اتنے میں کسی نے کہا: "اے ابو حنیفہ"، میں سمجھ گیا کہ یہ آپ ہی ہیں۔ پھر میں بھی وہاں رک گیا، تبھی ایک شخص نے امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا: میرے پاس مال بہت ہے۔ میرا ایک بدمزاج بیٹا ہے، اس کی شادی کر دیتا ہوں تو بیوی کو طلاق دے دیتا ہے، لونڈی خرید تا ہوں تو اس کو آزاد کر دیتا ہے فرمایئے! اس کے لیے کیا حیلہ کروں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے برجستہ کہا: تم غلاموں کے بازار جاؤ، اپنی پسندیدہ لونڈی خریدو اور اس کا نکاح بیٹے سے کر دو، اب اگر اس کو آزاد کرنا چاہے گا تو کر نہیں سکتا، کیونکہ لونڈی اس کی ملکیت میں نہیں اور طلاق دے

گا تو تمہارا کوئی نقصان نہیں کہ لونڈی تمہاری ملکیت میں باقی رہے گی۔ لیث بن سعد کہتے ہیں: مجھے اتنی حیرت جواب کی عمدگی پر نہیں ہوئی جتنی ان کی برجستہ حاضر جوابی پر ہوئی۔ (1)

واقعہ نمبر:20

طلاق میں شک کرنے والے شخص کو جواب

و شك شخص فی طلاق زوجته، فسال شریکا، فقال طلقها و راجعها۔ و سال الثوری فقال:قل ان کنت طلقتها فقد راجعتها وسال زفر،فقال هی امرأتك حتی تتیقن طلاقها، و سأل ابا حنیفة، فقال:سفیان الثوری فاتاك بالورع،واما زفر فاتاك بعین الفقه واما شریك فهو کرجل قلت له:لا ادری اصاب ثوبی بول ام لا؟ فقال:بل علی ثوبك ثم اغسله.

ترجمہ: ایک شخص کو اپنی بیوی کی طلاق میں شک ہوا۔ اس نے قاضی شریک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا، تو انہوں نے فرمایا: تم اس کو طلاق دو اور پھر اس سے رجوع کر لو۔ اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے اس نے پوچھا تو فرمایا: تم کہو کہ اگر میں نے بیوی کو طلاق دی ہے تو اس سے رجوع کرتا ہوں۔ اس نے امام زفر رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: وہ تمہاری بیوی ہی ہے جب تک کہ تمہیں طلاق کا یقین نہ ہو جائے۔ اس کے بعد اس شخص نے امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے تقویٰ کو اختیار کیا اور امام زفر رحمۃ اللہ علیہ نے عین فقہی مسئلہ

(1) الخیرات الحسان، ص55

بتایا، جبکہ شریک کا مسئلہ اس شخص کے مسئلے کی طرح ہے جب تم کسی سے کہو کہ میں نہیں جانتا کہ میرے کپڑوں کو پیشاب لگا ہے یا نہیں؟ تو وہ کہے کہ تم اپنے کپڑوں پر پیشاب کر دو پھر اس کو دھو لینا۔ (1)

واقعہ نمبر: 21

مسئلہ استثناء پر ربیع کی چال الٹا دی

وکان الربیع حاجب المنصور معادیا له، فقصد ان یرمیه عنده، فقال له: یا امیر المؤمنین ان ابا حنیفة یخالف جدك ابن عباس فی قوله: (ان الاستثناء یشترط اتصاله) وهو یقول: لا یجوز الاستثناء متصلا بالیمین فقال ابو حنیفة: یا امیر المؤمنین، ان الربیع یزعم ان لا بیعة لك فی رقاب جندك، لانهم یحلفون لك ثم یرجعون لمنازلهم و یستثنون فتبطل بیعتهم، فضحك المنصور، وقال: یا ربیع، لا تتعرض لابی حنیفة، فلما خرج، قال له الربیع: اردت قتلی، قال: لا، ولکنك الذی اردت قتلی فخلصتك و خلصت نفسی.

ترجمہ: خلیفہ ابو منصور کا دربان ربیع، امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے دشمنی رکھتا تھا، اس دربان نے ارادہ کیا کہ خلیفہ ابو منصور کے پاس حاضر ہو کر آپ کی شکایت کرے، چنانچہ اس نے کہا: امیر المؤمنین! یہ ابو حنیفہ آپ کے دادا ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی مخالفت اس قول میں کرتے ہیں کہ استثناء کے لیے اتصال شرط نہیں ہے۔ (مطلب کہ کسی نے قسم کھائی اور بعد میں جا کر استثناء کر لیا تو جائز ہے) جبکہ امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قسم کے ساتھ متصل

(1) الخیرات الحسان، ص 55

استثناء ہی جائز ہے۔ امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اے امیر المؤمنین! ربیع چاہتا ہے کہ آپ کے لشکر میں کوئی بھی آپ کی بیعت میں نہ رہے، اس طرح کہ لوگ آپ کے سامنے حلف اٹھائیں، اس کے بعد اپنے گھر جا کر استثناء کر دیں یوں آپ کی بیعت سے نکل جائیں۔ منصور ہنسے اور کہا: اے ربیع! ابو حنیفہ کے پیچھے مت پڑو۔۔ جب باہر نکلے تو ربیع نے امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: تم نے میرے قتل کا ارادہ کیا تھا؟ آپ نے فرمایا: نہیں، بلکہ تم نے میرے قتل کا ارادہ کیا، مگر میں نے تم کو بھی بچالیا اور اپنے آپ کو بھی۔ (1)

واقعہ نمبر:22

خلیفہ نے کسی شخص کی گردن مارنے کا کہا

وقال بعض اعدائه اليوم أقتله عند المنصور، ثم سأله بين يديه، فقال: يا ابا حنيفة: ان الرجل منا يدعوه امير المؤمنين، فيأمره بضرب عنق الرجل، لاندرى ماهو، ايسعه ان يضرب عنقه؟ قال ابو حنيفة: أمير المؤمنين يأمر بالحق ام بالباطل؟ قال: بالحق، قال: انفذ الحق حيث كان، ولا تسأل عنه، ثم اسر لمن معه ان هذا اراد ان يوثقني فربطته.

ترجمہ: امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے دشمنوں میں سے (ابو عباس طوسی) نے کہا کہ میں آج خلیفہ منصور کے پاس ابو حنیفہ کو قتل کروں گا، پھر اس نے خلیفہ کے سامنے امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: اے ابو حنیفہ! ہم میں سے کسی شخص کو امیر المؤمنین بلاتے ہیں اور اس کو کسی شخص کی گردن اڑانے کا حکم دے دیتے ہیں اور ہم میں سے

(1) الخیرات الحسان، ص 56

کوئی نہیں جانتا کہ وہ شخص کون ہے تو کیا اس شخص کو اجازت ہے کہ وہ دوسرے کی گردن اڑا دے؟ امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: امیر المؤمنین اس شخص کو حق کی وجہ سے گردن مارنے کا حکم دیتے ہیں یا باطل کی وجہ سے؟ اس نے کہا: حق کی وجہ سے۔ امام صاحب نے فرمایا: حق نافذ کرو جہاں چاہو اور اس کے متعلق سوال نہ کرو، اس کے بعد امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک ساتھی کو سرگوشی میں بتایا: یہ شخص مجھے پھنسانا چاہتا تھا لیکن میں نے اسے باندھ دیا۔(1)

واقعہ نمبر:23

مور کے چور کی تلاش

سرق طاؤوس مملوك لجاره، فشكى اليه، فقال: اسكت ثم آت غدا في المسجد، فلما اجتمع الناس، قال ابوحنيفة: اما يستحي من يسرق طاؤوس جاره ثم يجيئ يصلي واثر الريش على راسه، فمسح رجل راسه، فقال له يا هذا؟ رد على صاحبك طاؤوسه فرده.

ترجمہ: امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے غلام پڑوسی کا مور چوری ہو گیا تو اس نے آپ کی بارگاہ میں اس معاملے کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا: خاموش رہنا اور کل مسجد آنا، (اگلے دن مسجد میں) جب لوگ اکٹھے ہو گئے تو امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کیا اس شخص کو حیا نہیں آتی جو اپنے پڑوسی کا مور چوری کرتا ہے پھر نماز پڑھنے اس حالت میں آتا ہے کہ اس کے سر پر مور کا پر ہوتا ہے۔ ایک شخص نے اپنے سر پر ہاتھ پھیرا تو

(1) الخیرات الحسان، ص 125

آپ نے فرمایا: اے فلاں! اس کے مالک کو اس کا مور لوٹا دو، چنانچہ اس نے لوٹا دیا۔ [1]

واقعہ نمبر: 24

اعمش کی گھریلو اخراجات کی خبر دینے پر طلاق کی قسم کھانا

وکان الاعمش یغض منه لحدة في خلقه، فوقع له أن حلف بطلاق امرأته ان اخبرته بفناء الدقيق، او كتبت به، او ارسلت او ذكرت ذلك لاحد ليذكر له او مأت بذلك، فتحيرت المرأة فيما تفعل، فقيل لها: عليك بابي حنيفة، فقصت عليه ذلك فقال لها: اذا فرغ جراب الدقيق شديه بثوبه وهو نائم، فاذا استيقظ، رآه وعلم فناء الدقيق، ففعلت، فعلم فناؤه وجعل يقول: هذا والله من حيل ابي حنيفة، كيف نفلح وهو حي وهو يفضحنا في نسائنا، يريهن عجزنا ورقة فهمنا.

ترجمہ: امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ اپنی طبیعت کے سبب امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے نالاں رہتے تھے، ایک بار انہوں نے قسم کھائی کہ اگر ان کی بیوی نے آٹا ختم ہونے کی خبر مجھے دی، یا لکھ کے بتایا، یا کسی کو بھیج کر خبر دی، یا کسی سے اس کا ذکر کیا، تاکہ وہ مجھے آکر اس کی اطلاع دے یا اشارے سے بتایا تو اس کو طلاق ہے۔ اب ان کی بیوی پریشان ہوگئی کہ کیا کرے؟ اس سے کسی نے کہا: امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جاؤ، (اس نے آکر) سارا ماجرا بتایا تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب آٹے کا تھیلا خالی ہو جائے اور شوہر سو رہے ہوں تو اس تھیلے کو ان کے کپڑوں کے ساتھ باندھ لو، جب وہ بیدار ہوں گے اور اس کو دیکھیں گے تو سمجھ جائیں گے کہ آٹا ختم ہو گیا ہے، چنانچہ اس

(1) الخیرات الحسان، ص 125

خاتون نے ایسا ہی کیا۔ اس طرح ان کو آٹا ختم ہونے کا معلوم ہو گیا۔ وہ کہنے لگے: بخدا! یہ ابو حنیفہ ہی کی بتائی ہوئی تدبیر ہو گی، جب تک وہ زندہ ہیں ہم جیت نہیں سکتے، وہ تو ہماری عورتوں میں ہمیں شرمندہ کر دیتے ہیں اور عورتوں کو ہماری کمزوری و کم فہمی بتا دیتے ہیں۔ (1)

واقعہ نمبر:25

ایامِ رمضان میں عورت کے قریب جانے کی قسم کھالی

حلف رجل لیقربن امراته نهارا فی رمضان، فتحیر الناس فی المخرج فقال ابو حنیفه: یسافر بها و یقربها حینئذ.

ترجمہ: ایک شخص نے قسم کھائی کہ وہ اپنی بیوی سے رمضان شریف کے دن میں ضرور صحبت کرے گا تو لوگ اس معاملے میں حیران تھے (کہ کیا کرنا چاہیے)۔ امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وہ شخص اپنی بیوی کے ساتھ سفر کرے اور پھر دن میں اس کے ساتھ صحبت کر لے۔ (کیونکہ مسافر کو روزہ چھوڑنے کی رخصت ہے۔)(2)

واقعہ نمبر:26

امامِ اعظم کا عقدِ ثانی کرنا

وتزوج أخرى على زوجته أم حماد، فقالت: لا بد أن تُطلقها ثلاثاً، وإلا لا أصاحبك، فأحتال في ذلك، وأمر الجديدة أن تدخل له عندها وتسأله: أيَحِلُّ

(1) الخیرات الحسان، ص 56

(2) الخیرات الحسان، ص 57

للمرأة أن تهجر زوجها [إذا تزوج غيرها ؟] فدخلت وسألته عن ذلك فقال: لا يحل لها أن تهجر زوجها، فقالت أم حمَّادٍ: لا بد أن تُطلق الجديدة، فقال: كل أمرأة لى خارج هذه الدار فهى طالق ثلاثاً، فرَضِيَتْ، ولم تطلق الجديدة.

ترجمہ: امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی پہلی زوجہ امِّ حماد کے ہوتے ہوئے دوسری شادی کر لی تو انہوں نے کہا کہ آپ اپنی نئی بیوی کو تین طلاق دیجئے ورنہ میں آپ کے پاس نہیں رہوں گی۔ آپ نے حیلہ کیا اور نئی بیوی سے کہا: اُمِّ حماد کی موجودگی میں میرے پاس آنا اور یہ مسئلہ پوچھنا کہ ”کیا کسی عورت کو جائز ہے کہ جب اس کا شوہر دوسری شادی کر لے تو وہ اپنے شوہر سے قطع تعلق کر لے؟“ چنانچہ نئی بیوی نے ایسا ہی کیا، گئیں اور مسئلہ پوچھا تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جائز نہیں۔ پہلی بیوی اُمِّ حماد بولیں: آپ کو دوسری بیوی کو طلاق دینی ہی پڑے گی۔ آپ نے فرمایا: اس گھر سے باہر میری جو بھی بیوی ہو اس کو تین طلاق۔ بالآخر اُمِّ حماد راضی ہو گئیں اور نئی بیوی کو طلاق بھی نہ ہوئی۔ (1)

واقعہ نمبر: 27

پورا دن غسلِ جنابت نہ کرنے اور نماز نہ چھوڑنے کی قسم کھانا

وسئل عمن طلق ثلاثاً إنِ اغتَسَلَ اليوم من جنابة، ثم طلق ثلاثاً إنْ تَرَكَ صلاة من صلوات يومه هذا، ثم طلق ثلاثاً إن لم يجامع امرأته فى هذا اليوم، فقال: يصلى العصر، ثم يُجامعها، ثم يغتسل بعد الغروب، ويصلى المغرب والعشاء.

(1) الخیرات الحسان، ص 57

امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس بارے میں پوچھا گیا کہ ایک شخص نے کہا: اگر آج کے دن جنابت سے غسل کروں تو تین طلاق، پھر کہا: اگر آج کے دن کوئی نماز چھوڑوں تو تین طلاق، پھر کہا: اگر آج بیوی سے صحبت نہ کروں تو تین طلاق۔ وہ شخص کیا کرے اور اس کی خلاصی کی کیا صورت ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ شخص عصر کی نماز پڑھ کر اپنی بیوی سے ہم بستر ہو، آفتاب ڈوبنے پر غسل کرے اور مغرب و عشاء کی نماز ادا کرے۔[1] اس لیے کہ دن میں نہ نہانے کی قسم کھائی تھی جبکہ مغرب سے رات شروع ہو گئی، لہٰذا اس کا نہانا رات کے وقت پایا گیا۔

واقعہ نمبر:28

سیڑھی پر چڑھی ہوئی بیوی کو کہا: اگر اتری یا اوپر چڑھی تو طلاق

سئل عمن قال وزوجته على سلم:فان صعدت ؛فانت طالق وان نزلت فانت طالق ما الحيلة فيها؟ قال يحمل السلم و هي عليه و يوضع على الارض او تحمل من غير ارادتها فتوضع على الارض.

ترجمہ: امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص کی بیوی سیڑھی پر تھی اُس نے کہا: اگر تو اوپر چڑھی تو تجھے طلاق اور اگر اتری تو بھی تجھے طلاق، اس مسئلے میں کیا حیلہ ہو گا؟ فرمایا: اس سیڑھی کو عورت سمیت اٹھا کر زمین پر رکھ دو یا پھر اس عورت کو اس کی رضامندی کے بغیر اٹھا کر زمین پر رکھ دیا جائے۔ (اس طرح اسے طلاق نہیں ہو گی)[2]

---

(1) الخیرات الحسان، ص126

(2) الخیرات الحسان، ص126

واقعہ نمبر:29

پانی کے پیالے سے پانی پینے، بہانے، رکھنے یا کسی اور کو دینے پر طلاق

وعمن بيدا امرته قدح ماء فقال لها: ان شربته او صببته او وضعته او ناولته انسانا فانت طالق قال: تنزل فيه ثوبا تنشفه به.

ترجمہ:(کسی نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے مسئلہ پوچھا) کہ ایک شخص کی بیوی کے ہاتھ میں پانی کا پیالہ تھا تو اس نے اپنی بیوی سے کہا: اگر تو نے اس سے پیا یا اس کو پھینکا یا کسی جگہ ڈالا یا کسی انسان کو دیا تو تجھے طلاق ہے۔ امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس پیالے میں ایک کپڑا ڈال دیا جائے جو پانی چوس کر خشک کر دے (یوں بیوی طلاق سے بچ جائے گی۔)[1]

واقعہ نمبر:30

جڑواں بچوں میں سے ایک مر گیا اب تدفین کیسے ہو؟

ولدت امراة ولدين، ظهرهما واحد فمات احدهما. فقال علماء الكوفة يدفنان جميعا و قال ابو حنيفة يدفن الميت و يتوصل بالتراب الى قطع الاتصال ففعلوا فانفصل الحي وعاش وكان يسمى مولى ابا حنيفة.

ترجمہ: ایک عورت نے دو بچے جنے، ان کی پیٹھ بالکل ملی ہوئی تھی، ایک فوت ہو گیا تو کوفہ کے علماء کرام نے فرمایا کہ ان دونوں کو اکٹھا دفن کیا جائے گا۔ جبکہ امامِ

---

(1) الخیرات الحسان، ص126

اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جو بچہ مردہ ہے اس کو دفن کیا جائے، یہاں تک کہ دونوں کا جوڑ الگ ہو جائے، چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا تو زندہ بچہ اس سے جدا ہو گیا اس نے زندگی پائی اور اسے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا غلام کہا جاتا تھا۔[1]

واقعہ نمبر:31

امام باقر علیہ الرحمہ سے مخالفتِ حدیث پر ایک مکالمہ

واجتمع فی المدینة بمحمد بن علی بن الحسین بن علی رضی الله عنهم، فقال له: انت الذی خالفت احادیث جدی صلی الله علیه وسلم بالقیاس؟ فقال: معاذ الله من ذلك! اجلس، فان لك حرمة كحرمة جدك علیه افضل الصلوة والسلام، فجلس، وجثى ابوحنیفة بین یدیه. فقال له: الرجل اضعف ام المرأة؟ قال: المرأة قال: المرأة كم سهما؟ قال: نصف سهم الرجل. قال لو قلت بالقیاس لقلبت الحكم، ثم قال: الصلوة أفضل أم الصوم؟ قال: الصلاة، قال: لو قلت بالقیاس لامرت الحائض بقضائها دون قضائه، ثم قال: البول انجس ام نطفة؟ قال: البول، قال: لوقلت بالقیاس لاوجبت الغسل من البول دون المنی. معاذ الله ان اقول علی غیر الحدیث، بل أخدمر قوله، فقام و قبل وجهه.

ترجمہ: ایک بار مدینہ طیبہ میں امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی حضرت محمد بن علی بن حسین بن علی (امام باقر) رضی اللہ عنہم سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے امام صاحب سے فرمایا: تم وہی ہو جو قیاس کے ذریعے میرے نانا جان صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی احادیث کی

---

(1) الخیرات الحسان، ص 57

مخالفت کرتے ہو، امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس بات سے خدا کی پناہ! آپ تشریف رکھیے، آپ کی تعظیم کرنا ہمارے لیے ایسے (ضروری) ہے جیسے آپ کے نانا جان علیہ الصلوۃ والسلام کی تعظیم کرنا۔ وہ بیٹھ گئے اور امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ ان کے قریب گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے۔ امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی: مرد زیادہ کمزور ہے یا عورت؟ انہوں نے فرمایا: عورت۔ پھر عرض کی: وراثت میں عورت کے کتنے حصے ہوتے ہیں؟ فرمایا: مرد کے حصے میں سے آدھا حصہ۔ اس پر امام صاحب نے عرض کی: اگر میں قیاس پر عمل کرتا تو اس حکم کو پلٹ دیتا (یعنی عورت کو دگنا مرد کو اس کا نصف دیتا)، پھر عرض کی: نماز افضل ہے یا روزہ؟ فرمایا: نماز افضل ہے۔ امام صاحب نے عرض کی: اگر میں قیاس پر عمل کرتا تو میں حائضہ کو نماز کی قضاء کرنے کا حکم دیتا نہ کہ روزوں کی۔ پھر عرض کی: پیشاب (زیادہ) ناپاک ہے یا مَنی؟ فرمایا: پیشاب (زیادہ) ناپاک ہے۔ امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی: اگر میں قیاس کے ذریعے حکم لگاتا تو پیشاب سے غسل واجب قرار دیتا نہ کہ مَنی سے۔ پھر امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی: میں حدیث کے خلاف بات کہنے سے اللہ پاک کی پناہ مانگتا ہوں، میں تو نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے فرمان کا خادم ہوں۔ چنانچہ حضرت محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم کھڑے ہوئے اور امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی پیشانی کو بوسہ دیا۔(1)

واقعہ نمبر:32

بیوی نے بیوی ہونے سے انکار کر دیا

قدم غريب الكوفة بالزوجة فائقة الجمال، فعلق بها كوفي، وادعى انها زوجته

(1) الخیرات الحسان، ص58

و صدقته المرأة، وعجز زوجها عن اثبات نكاحه منها، و عرضت المسألة على ابى حنيفة، فذهب هو وابن ابى ليلى و جماعة الى رحل الزوج. فأمر نسوة أن يدخلنه (ففعلن) فعدت عليهن كلابه ثم امر المرأة ان تدخله (ففعلت) فاذا الكلاب تبصبص حولها، فقال الامام ظهر الحق واعترفت المراة. ونظير ذلك: ما نقل عن علماء مذهبه انه اذا خلا رجل بامراته و معه كلب، صحت الخلوة و تاكد الصداق او كلبها لم يتاكد.

ترجمہ: ایک مسافر اجنبی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کوفہ آیا، اس کی بیوی بہت خوبصورت تھی۔ وہاں ایک کوفی سے وہ مل گئی، کوفی نے دعویٰ کیا کہ یہ اس کی بیوی ہے اور اس عورت نے بھی اس کی تصدیق کر دی۔ اس عورت کا اصل شوہر اس کے ساتھ اپنے نکاح کو ثابت کرنے سے عاجز آگیا۔ یہ مسئلہ امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پیش کیا گیا، امامِ اعظم اور ابن ابی لیلی رحمۃ اللہ علیہما کچھ لوگوں کے ساتھ اس شخص کے خیمے کے پاس گئے۔ تو آپ نے کچھ عورتوں کو حکم دیا کہ اس خیمے میں داخل ہوں، چنانچہ انہوں نے ایسا کیا تو اس کے کتے نے بھونکنا شروع کیا اور حملہ کر دیا، اس کے بعد امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس عورت کو حکم دیا کہ وہ اس خیمے میں داخل ہو، جب وہ اندر گئی تو کتا اس عورت کے گرد دم ہلا ہلا کر گھومنے لگا (مطلب اس پر حملہ نہیں کیا) امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حق واضح ہو گیا ہے چنانچہ عورت نے بھی اپنے اصلی شوہر کا اعتراف کر لیا۔

اس کی نظیر وہی مسئلہ ہے جو ہمارے مذہب کے علمائے کرام سے منقول ہے کہ جب کسی شخص نے اپنی بیوی سے خلوت کی اور وہاں اس شخص کا کتا بھی تھا تو خلوت

صحیح ہو گئی اور حق مہر بھی مؤکد ہو گیا، بخلاف اس کے کہ اگر کتا عورت کا ہو تو نہ خلوت صحیح ہوئی نہ حق مہر مؤکد ہو گا۔[1]

واقعہ نمبر:33

مہر پر کندہ نام کی تبدیلی

وأراه ابن هبيرة فصاً مكتوباً عليه: عطاء بن عبد الله، وقال: أَكْرَهُ التَّخَتُّم به لما كان اسم غيرى عليه، ولا يمكن حكه، فقال له: دور رأس الباء، يكون عطاء من عند الله، فتعجب من سرعة استخراجه، وقال له: أكثر المجيء إلينا، قال: وما أصنع عندك؟ إن قربتني؛ فتنتني، وإن أقصيتني؛ أحزنتني، وليس عندك ما أرجوه، وليس عندي ما أخافك عليه.

ترجمہ: ابنِ ہبیرہ نے ایک انگوٹھی کا نگینہ جس پر "عطاء بن عبد اللہ" کندہ تھا امام صاحب کو دکھایا اور کہا: میں اس کے ساتھ مہر کرنے کو پسند نہیں کرتا، کیونکہ میرے غیر کا نام اس پر کندہ ہے اور اس کو مٹانا بھی ناممکن ہے۔ امام صاحب نے فرمایا کہ باء کا سر گول بنا دو تو عطاء من عند اللہ ہو جائے گا۔ ابنِ ہبیرہ اس فوری جواب سے بہت متعجب ہوا اور کہا: آپ اکثر میرے پاس تشریف لایا کیجئے۔ امام صاحب نے فرمایا: میں تمہارے پاس آکر کیا کروں گا اگر تم مجھے اپنا مقرب بناؤ گے تو آزمائش میں ڈالو گے اور اگر دور کرو گے تو مجھے رسوا کرو گے، نہ تمہارے پاس کوئی ایسی چیز ہے جس کا مجھے لالچ ہو اور نہ میرے پاس کوئی ایسی چیز ہے جس کا مجھے تم سے خوف ہو۔[2]

---

(1) الخیرات الحسان، ص58

(2) الخیرات الحسان، ص58

واقعہ نمبر:34

اہلِ کوفہ کو خارجیوں کے قتلِ عام سے بچالیا

دخل ضحاك الحروری الكوفة، وامر بقتل الرجال كلهم، فخرج اليه ابوحنيفة فی قميص و رداء. فقال له: لم امرت بقتل الرجال؟ قال: لانهم مرتدون، قال: اكان دينهم غير ماهم عليه فارتدوا حتى صاروا الى ماهم عليه. ام كان هذا دينهم؟ قال: اعد ما قلت، فاعاد، فقال الضحاك: اخطانا، ثم امر رجاله ان يغمدوا سيوفهم ونجا الناس.

ترجمہ: ضحاک حروری جب کوفہ آیا تو تمام مَردوں کو قتل کرنے کا حکم دیا، امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ ایک قمیص اور تہبند پہنے اس کے پاس گئے اور پوچھا: تم نے مَردوں کو قتل کرنے کا حکم کیوں دیا ہے؟ اس نے کہا: اس لیے کہ یہ سب مرتد ہو چکے ہیں۔ امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جس دین پر آج وہ قائم ہیں کیا ان کا دین اس سے پہلے کچھ اور تھا جس سے پھر کر اس کو اختیار کیا ہے یا پہلے بھی ان کا یہی دین تھا؟ اس نے کہا: جو کچھ تم نے کہا ہے یہ دوبارہ کہو، امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بات دہرائی تو ضحاک نے کہا: ہم سے غلطی ہوئی چنانچہ اس نے اپنے لوگوں کو حکم دیا کہ تلواریں واپس نیاموں میں ڈال دو، یوں لوگ قتل ہونے سے بچ گئے۔ (1)

واقعہ نمبر:35

خوارج کے فتنے سے بچت

وفی رواية: أن الخوارج لما دخلوا الكوفة و رأيهم تكفير كل من خالفهم، وتكفير

(1) الخیرات الحسان، ص128

کل من أذنب قیل لهم عن أبی حنیفة:هذا شیخ هؤلاء، فأحضروه، وقالوا له:تب من الکفر، فقال:أنا تائب من کفرکم، فقیل لهم:إنه قال:أنا تائب من کل کفر، فأخذوه، فقال لهم:أبعلم قلتم هذا أم بظن؟! قالوا:بظن، قال:إنَّ بعض الظن إثم، والإثم کفر عندکم، فتوبوا مِنَ الکفر، قالوا:تب أنت أیضاً مِنَ الکفر، قال:أنا تائب من کل کفر.

ترجمہ: منقول ہے کہ خوارج جن کا عقیدہ ہر مخالف اور ہر گناہ کرنے والے کی تکفیر کا تھا، وہ جب کوفہ میں داخل ہوئے تو ان سے امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق کہا گیا کہ یہ اہل کوفہ کے بڑے بزرگ ہیں، انہوں نے امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے گھر پر چڑھائی کی اور کہا کہ تم کفر سے توبہ کرو، امام صاحب نے فرمایا: میں تمہارے کفر سے توبہ کرتا ہوں، (یعنی جس بات کو تم کفر کہہ رہے ہو اس سے توبہ کرتا ہوں) کسی نے ان خارجیوں سے کہا کہ امام صاحب نے تمہیں دھوکا دیا ہے کہ ان کا مطلب تھا کہ میں ہر کفر سے توبہ کرتا ہوں۔ خارجیوں نے امام صاحب کو پکڑا کہ آپ نے تاویل کیوں کی؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تم کو یقین ہے کہ میں نے تاویل کی یا اپنے گمان سے کہہ رہے ہو؟ وہ بولے: گمان ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے (القرآن) اور گناہ تمہارے نزدیک کفر ہے لہذا تم کفر سے توبہ کرو۔ انہوں نے کہا: آپ بھی توبہ کریں تو آپ نے فرمایا: میں ہر کفر سے توبہ کرتا ہوں۔(1)

واقعہ نمبر:36

ہزار دینار ضبط کرنے والے شخص کو نصیحت

واوصی رجل الی اخر، وسلمه کیسا فی الف دینار، وقال له:اذا کبر ولدی

(1) الخیرات الحسان، ص128

فاعطه ماتحب، فلما كبر اعطاه الكيس دون مافيه، فجاء الولد لابي حنيفة، و ذكر له الخبر، فدعى الوصى فقال له: اعطه الالف، لان الذى تحبه هو الذى امسكته، اذ غالبا انما يمسك المرء الذى يحبه، ويعطى الذى لايحبه.

ترجمہ: ایک شخص نے (مرنے سے پہلے) دوسرے کو وصیت کی اور ایک تھیلی دی جس میں ایک ہزار دینار تھے اور کہا: جب میرا بیٹا بڑا ہو جائے تو تمہیں جو اچھا لگے وہ اسے دے دینا۔ جب وصیت کرنے والے کا بیٹا بڑا ہو گیا، تو اس شخص نے اس کو خالی تھیلی دے دی (اور اس کے باپ کی وصیت بھی بتائی)۔ وہ لڑکا امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور اپنے معاملے کا ذکر کیا، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص کو بلایا جس کو وصیت کی گئی تھی اور اس سے فرمایا: تم اس کو ایک ہزار دینار دے دو، اس لیے کہ جس چیز کو تم پسند کرتے ہو وہ تو تم نے اپنے پاس روکی ہوئی ہے، کیونکہ عموماً انسان جس چیز کو پسند کرتا ہے وہ اپنے پاس روکے رکھتا ہے اور جس چیز کو پسند نہیں کرتا، وہ دوسرے کو دے دیتا ہے۔[1]

واقعہ نمبر: 37

اپنے مخالف کی مدد

وكان أحد المحدثين يقع فيه، فوقع هو في ورطة لم يرمَنْ يخلصه منها غيره، وهي: أنه قال لزوجته: إن سألتني الليلة الطلاق ولم أطلقكِ؛ فأنتِ طالق، وقالت له: إن لم أسألك الليلة الطلاق؛ فعبدي حر، فندما، وسألا عن مخرج، فلم يجدا،

(1) الخیرات الحسان، ص 59

فذهبا إلى الإمام وأخبراه فقال لها الإمام: سليه الطلاق، وقال له: قل لها: أنت طالق إن شئت، وقال لها: قولي: لا أشاء، ففعلا، فقال لهما: اذهبا الآن، فلا حنث عليكما، وقال له: تب إلى الله تعالى من الوقيعة فيمن حمل إليك العِلْمَ، فتاب، وكانا بعد يدعوان له دبر كل صلاة.

ترجمہ: ایک محدّث، امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق اچھی گفتگو نہیں کرتے تھے، ایک مرتبہ ایسے مسئلے میں پھنسے جس سے خلاصی کی صورت امام صاحب کے سوا کسی کے پاس نہ دیکھی۔ وہ یہ کہ انہوں نے اپنی بیوی سے کہا: اگر تو آج شب مجھ سے طلاق طلب کرے اور میں تجھے طلاق نہ دوں تو تجھے طلاق ہے، بیوی نے بھی کہہ دیا کہ اگر آج رات تم سے طلاق نہ مانگوں تو میرا غلام آزاد ہے۔ دونوں میاں بیوی پریشان ہو گئے اور خلاصی کی صورت تلاش کی مگر کوئی نہ ملی۔ بالآخر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوئے اور اپنا ماجرا سنایا، آپ نے عورت سے فرمایا: تم شوہر سے طلاق مانگو اور شوہر سے فرمایا: تم کہہ دو کہ تجھے طلاق ہے اگر تو چاہے۔ پھر بیوی سے فرمایا: تم کہنا کہ میں نہیں چاہتی۔ دونوں نے ایسا ہی کیا تو آپ نے فرمایا: اب دونوں جاؤ کسی کی قسم نہیں ٹوٹی۔ پھر ان محدث سے فرمایا: جس بندے نے تمہیں ایسی علم کی بات سکھائی اس کے متعلق زبان درازی کرنے سے بارگاہ الٰہی میں توبہ کرو۔ وہ محدث تائب ہو گئے اور اس کے بعد دونوں میاں بیوی ہر نماز کے بعد امام صاحب کے لیے دعا کرتے تھے۔(1)

(1) الخیرات الحسان، ص59

واقعہ نمبر:38

خدا کے منکروں کو توبہ کروائی

وا راد الجماعۃ من الدھریۃ قتلہ. فقال دعونی حتی نبحث فی المسئلۃ ثم شانکم وما اردتم؟ فاجابوہ لما اراد؟ فقال ماتقولون فی سفینۃ مشحونۃ بالاثقال، فی بحر ذی موج متلاطم بلا ملاح ایجوز ھذا؟ قالوا ھذا محال قال یجوز فی العقل مثل وجود ھذہ الدنیا، مع تباین اطرافھا واختلاف احوالھا و امورھا، و تغیر اعمالھا و افعالھا، من غیر صانع حکیم و مدبر علیم فتابوا جمیعا وغمدوا سیوفھم.

ترجمہ: ایک مرتبہ کچھ دہریوں (منکرینِ خدا) نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قتل کا ارادہ کیا۔ تو آپ نے فرمایا: تم مجھے تھوڑی مہلت دو تاکہ ہم ایک مسئلے پر بحث کرلیں، پھر تم لوگ جو چاہو کرلینا، انہوں نے آپ کی بات مان لی تو آپ نے فرمایا: ایک ایسی کشتی ہے جو بھاری سامان سے بھری ہوئی سمندر کی طلاطم خیز موجوں پر بغیر ملاح کے تیر رہی ہے تم اس متعلق کیا کہتے ہو؟ ان لوگوں نے کہا: یہ تو ناممکن ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس دنیا کا وجود باوجود اس کے کہ جس کا ایک کنارہ دوسرے کنارے سے مختلف ہے، جس کی ایک جگہ دوسری جگہ کی ضد ہے، جس کی حالتیں بدلتی رہتی ہیں، جس کے اعمال و افعال تبدیل ہوتے رہتے ہیں کیا عقل تسلیم کرتی ہے کہ یہ کسی حکمت والے اور علم و تدبیر والے کے بغیر ہے؟ چنانچہ ان سب نے توبہ کی اور اپنی تلواروں کو نیاموں میں ڈال دیا۔[1]

---

(1) الخیرات الحسان، ص59

واقعہ نمبر:39

حضرت حماد بن زید کے فتویٰ کی مخالفت

عن النضر بن محمد سمعت ابا حنيفة يقول خرجت أنا وحماد بن زيد نشيع سالما الافطس فلما وصلنا الى النجف سأل رجل حمادا فقال انى على دابة سيورد غربت الشمس ولست على الوضوء، فقال له حماد: تيمم و صل واستفتانى الرجل فقلت: سر وانتظر غيبوبة الشفق، فاذا خشيت ذلك فتيمم و صل، قال: فسار الرجل، فادرك الماء فى الوقت، قال ابوحنيفة: هذا اول ما خالفت فيه حمادا.

ترجمہ: نضر بن محمد کہتے ہیں: میں نے امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے سنا کہ میں اور حضرت حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہ تیز سواری پہ تھے، جب ہم نجف پہنچے تو ایک شخص نے حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: میں ایک تیز سواری پہ ہوں اور سورج غروب ہونے والا ہے میرا وضو نہیں ہے میں نمازِ عصر کیسے ادا کروں؟ حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تیمم کر کے نماز پڑھو۔ یہی مسئلہ اس شخص نے مجھ سے پوچھا تو میں نے کہا: تم سفر کرو اور سورج کے غروب ہونے کا انتظار کرو اور جب تمہیں غروب ہونے کا خوف ہو تو تیمم کر کے نماز پڑھ لینا، امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وہ شخص سفر کرتا رہا آخر کار وقت کے اندر ہی اسے پانی مل گیا۔ امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ پہلا مسئلہ تھا میں نے جس میں اپنے استاد حضرت حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہ سے اختلاف کیا تھا۔(1)

(1) مناقب ابی حنیفہ للامام الموفق بن احمد مکی، ص100

واقعہ نمبر:40

قیصر روم کے سوالات

حکی ان ملك الروم بعث مالا عظیما بید امین الی بغداد، وقال سلهم عن ثلاث مسائل، فان هم اجابوا فادفع الیهم المال والا فارجع به فلما قدم بغداد، واخبر الخلیفة بذلك جمع العلماء وصعد الرومی المنبروقال ان اجبتم عن اسئلتی اعطیتکم المال والا رجعت به.

اما الاول:فأی شیئ کان قبل الله تعالی.

الثانی:أی جهة وجه الله تعالی.

الثالث:بماذا یشتغل الله تعالی.

فسکت القوم وفیهم ابوحنیفة رحمه الله تعالی وهویومئذ صبی، وقال لابیه یا ابت انا اجیبه فاسکته ابوه، فقام ابوحنیفة واستأذن الخلیفة فی الجواب فأذن له، فقال للرومی:أسائل انت ام مسؤول، قال:بل سائل قال:فموضعك ما انا فیه وموضعی ما انت فیه، فنزل رومی وصعد ابوحنیفة المنبر، وقال:ماتقول الآن، قال:أی شیئ کان قبل الله تعالی؟ قال أ تعرف العد والعدد؟ قال:نعم! قال: فعد، قال الرومی:واحد، قال:فأ ی شیئ قبله؟ قال:هو الاول فلا شیئ قبله، قال:فاذا لم یکن قبل الواحد المجازی شیئ فکیف یکون قبل الواحد الحقیقی شیئ.

واما الثانی:فأی جهة وجه الله تعالی؟

قال:اوقدت الشمع بین یدیك فالی أی جهة یکون وجهه، قال:ذلك نور

یستوی فیه الجهات الاربع قال فنور السموت والارض اولی.

واما الثالث:بماذا یشتغل الله تعالی؟ قال اذا وجد فوق المنبر مشبها مثلك انزله و مؤحدا مثلی علی الارض اصعده کل یوم هو فی شأن فرجع الرجل وترك المال عندهم.

ترجمہ: منقول ہے کہ روم کے بادشاہ نے ایک بار بہت سارا مال کسی امانت دار شخص کے ہاتھوں بغداد بھیجا اور کہا کہ تم ان سے تین سوالات کرنا، اگر وہ اس کے جوابات دے دیں تو یہ مال ان کے حوالے کر دینا ورنہ مال لے کر واپس آجانا۔ جب وہ شخص بغداد پہنچا اور خلیفۂ وقت کو اس بات کی خبر دی تو اس نے علمائے کرام کو جمع کیا۔ وہ رومی شخص منبر پر چڑھ کے بیٹھ گیا اور کہا: اگر تم میرے سوالات کا جواب دو گے تو میں تمہیں یہ مال دے دوں گا ورنہ میں اس مال کو لے کر واپس لوٹ جاؤں گا۔

پہلا سوال: اللہ پاک سے پہلے کون تھا؟

دوسرا سوال: اللہ پاک کا رخ کس طرف ہے؟

تیسرا سوال: اس وقت اللہ پاک کیا کر رہا ہے؟

سب لوگوں پر سکتہ طاری ہو گیا، انہی میں امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی موجود تھے جو اس وقت کمسن تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد سے فرمایا کہ میں اس کو جوابات دوں؟ آپ کو والد نے خاموش کرا دیا، پھر امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہوئے اور خلیفۂ وقت سے اجازت طلب کی تو انہوں نے آپ کو اجازت دے دی۔

امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس رومی شخص سے کہا: آپ سائل ہیں یا مسئول؟ اس نے کہا: میں سائل ہوں، امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تمہاری جگہ وہ ہے جہاں اب

میں ہوں اور میری جگہ وہ ہے جہاں اب تم ہو، چنانچہ وہ رومی منبر سے نیچے اترا اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ منبر پر تشریف لے گئے۔ پھر امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے (اس شخص) سے کہا تم نے ابھی کیا پوچھا تھا؟ اس نے کہا: اللہ پاک سے پہلے کون سی شے تھی؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کیا تم اعداد و شمار (گنتی) کرنا جانتے ہو؟ اس نے کہا: جی ہاں! تو آپ نے فرمایا: گنتی گنو، رومی نے کہا: "ایک" اس پر آپ نے فرمایا: اس سے پہلے کیا ہے؟ اس نے کہا: یہ تو ایک ہی ہے سب سے پہلا عدد، اس سے پہلے کوئی شے نہیں ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب واحد مجازی سے پہلے کوئی چیز نہیں تو واحد حقیقی سے پہلے کوئی شے کیسے ہو سکتی ہے؟

دوسرا سوال یہ ہے کہ اللہ پاک کا رخ کس طرف ہے؟

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اپنے سامنے ایک شمع روشن کرو تو اس کا رخ کس طرف ہوتا ہے؟ اُس نے کہا: شمع کی روشنی چاروں اطراف میں برابر ہوتی ہے۔ امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب نورِ مجازی کا رخ چاروں اطراف میں برابر ہے تو آسمانوں اور زمینوں کا نورِ حقیقی اس سے کہیں زیادہ بڑھ کر ہے۔

اور تیسرا سوال یہ ہے کہ اس وقت اللہ پاک کیا کر رہا ہے؟

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس وقت اللہ پاک نے تمہارے جیسا عقیدۂ تشبیہ رکھنے والے کو منبر پر سے اتارا اور مجھ جیسے موحد (عقیدہ توحید رکھنے والے) کو منبر پر بٹھایا تو اس بلند و بالا ذات کو ہر دن ایک کام ہے، چنانچہ وہ شخص واپس لوٹ گیا اور مال ان کے پاس چھوڑ گیا۔ (1)

(1) مناقب ابی حنیفہ للامام الموفق بن احمد مکی، ص 125

واقعہ نمبر:41

ابنِ ابی لیلیٰ کو مسئلۂ نبیذ پر مسکت جواب

روی ان ابن ابی لیلی قال لابی حنیفۃ:اتحل النبیذ، بیعه، وشراءه؟ قال: نعم!قال:افیسرك ان امك نباذۃ، فقال له ابوحنیفه:ایحل الغناء و سماعه؟ فقال: نعم!قال:افیسرك ان امك مغنیۃ فلم یجد ابن ابی لیلی جوابا فامسك عنه.

ترجمہ: بیان کیا جاتا ہے کہ امام ابنِ ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: کیا آپ نبیذ کی خرید و فروخت کو حلال ٹھہراتے ہیں؟ فرمایا: جی ہاں۔ ابن ابی لیلی نے فرمایا: کیا اس بات سے آپ کو خوشی ہو گی کہ آپ کی ماں بطورِ پیشہ نبیذ تیار کرنے والی ہو؟ اس پر امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کیا غناء یعنی گانا اور سننا حلال ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کیا آپ کو خوشی ہو گی کہ آپ کی ماں مغنیہ (گانے والی) ہو؟ حضرت ابنِ ابی لیلیٰ لاجواب ہو کر خاموش ہو گئے۔ (1)

واقعہ نمبر:42

معتزلہ ایک گمراہ فرقہ گزرا ہے جن کا عقیدہ تھا کہ بندہ اپنے افعال کا خود خالق ہے یعنی اپنے افعال کو پیدا کرنے والا ہی خود ہے۔ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے مناظرہ کیا اور ایک ہی دلیل میں اس کے عقیدے کے پرخچے اڑا کر اسے لاجواب کر دیا، ملاحظہ کیجیے:

---

(1) مناقب ابی حنیفہ للامام الموفق بن احمد مکی، ص 145

معتزلی کو لاجواب کردیا

روی أن الإمام أبا حنیفة رحمه الله تعالی ناظر معتزليا فقال له: قل: باء، فقال: باء، فقال: قل: حاء، قال: حاء، فقال له: بين مخرجهما فبينهما فقال: إن كنت خالق فعلك فاخرج الباء من مخرج الحاء فبهت المعتزلي وانصرف.

ترجمہ: امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ایک معتزلی سے مناظرہ ہوا تو آپ نے اس سے فرمایا کہ کہو: باء، اس نے کہا: باء، آپ نے فرمایا: کہو حاء، اس نے کہا: حاء، آپ نے فرمایا: ان دونوں کا مخرج بتاؤ، اس نے باء اور حاء کا مخرج بتایا تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر تم اپنے افعال کو خود پیدا کرنے والے ہو تو باء کو حاء کے مخرج سے ادا کرو۔ بس پھر کیا تھا معتزلی لاجواب ہو کر بھاگ نکلا۔(1)

واقعہ نمبر: 43

مخنث خادم کا سوال اور امامِ اعظم کا جواب

ذکر ابو عبد الله هذا انه كان لابي جعفر المنصور خادم من اخص خدمه وكان يذكر ابا حنيفه بالسوء فنهاه ابو جعفر امير المؤمنين فلم ينتهه ثم قال هذا الخادم يوما انى القى عليه ثلاث مسائل فان عرفها كففت عنه فقال ابو جعفر: ان عرفها ضربت عنقك قال:نعم! فدعا ابا حنيفة فقال الخادم اين وسط الدنيا؟ قال: مكانك الذى انت فيه جالس فقال الخادم:الخلق ذو الرأس اكثر أم ذو الرجل؟ فقال ابو حنيفة:ذو الرجل اكثر فقال الخادم:الذكور من الخلق اكثر أم الاناث

(1) المنح الفکریہ شرح المقدمۃ الجزریۃ، ص 26۔ الشاملۃ الذھبیہ

فقال ابوحنیفہ: الذکور کثیرو أناث کثیرۃ فمن أیهما أنت فبقی الخصی و بهت.

ترجمہ: ابوعبداللہ نے اس بات کو ذکر کیا ہے کہ خلیفہ ابوجعفر منصور کا ایک خاص خادم تھا، جو امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر برائی سے کرتا تھا۔ امیر المؤمنین ابوجعفر نے اس کو منع کیا، لیکن وہ اس سے باز نہ آیا، پھر ایک دن اس خادم نے کہا: میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے تین سوالات کروں گا اگر انہوں نے جواب دے دیئے تو میں آئندہ ان کی برائی کرنے سے باز رہوں گا، اس پر خلیفہ ابوجعفر منصور نے کہا: اگر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ان سوالات کے جوابات دے دیئے تو میں تمہاری گردن اڑاؤں گا۔ خادم نے کہا: ٹھیک ہے، چنانچہ خلیفہ نے امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو بلایا تو خادم نے کہا: دنیا کا وسط (درمیان) کہاں ہے؟ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جس جگہ تم بیٹھے ہو یہی ہے۔ پھر اس خادم نے کہا: سروں والی مخلوق زیادہ ہے یا پاؤں والی؟ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: پاؤں والی زیادہ ہے۔ پھر خادم نے کہا: مخلوق میں سے نر (مرد) زیادہ ہیں یا مادہ (عورتیں)؟ امام عظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مرد زیادہ ہیں اور عورتیں بھی بہت ہیں۔ تو تم ان دونوں میں سے کس سے تعلق رکھتے ہو؟ کیونکہ ان کے علاوہ خصی باقی رہ گئے ہیں (جو کم ہیں) تو وہ خادم حیران و پریشان رہ گیا۔ (1)

واقعہ نمبر: 44

امام ابویوسف اور شراب والے پانی سے وضو کا مسئلہ

قال ابویوسف بعد ان سمعت من ابی حنیفۃ و اکثرت قلت لا انبل فی بلد فیه ابو

(1) مناقب ابی حنیفہ للموفق بن احمد مکی، 1 / 160، دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد ہند

حنیفة قال فخرجت الی بعض السواد، قال:فنزلت فجاءنی رجل، فقال یا ابا یوسف ما تقول فی رجل یتوضأ علی شط الفرات، فانکسرت جرار من خمر والرجل من تحت الجریة قال:فو اللہ ما دریت ان اجیبه قال:فقلت للغلام شد فلیس نصلح الافی بلد فیه ابوحنیفة، قال:فلما صرت الی ابی حنیفة، قال:أین کنت فاخبرته الخبر قال:فضحك وقال ما دریت ما تجیبه قلت:واللہ ما دریت ما اجیب فقال:ان وجدت ریحه او طعمه والا فلاشیء علیك.

ترجمہ: امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:جب میں نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بہت سے مسائل سیکھ لیے تو میں نے فیصلہ کیا کہ جس شہر میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہوں گے، وہاں میں نہیں رہوں گا، چنانچہ میں کسی مضافات کی طرف نکلا، جب وہاں پہنچا تو میرے پاس ایک شخص آیا، اس نے کہا:اے ابو یوسف! آپ ایسے شخص کے متعلق کیا کہتے ہیں جو نہرِ فرات کے کنارے وضو کر رہا ہو اور وہاں شراب کا گھڑا ٹوٹ جائے اور وہ شخص پانی کے بہاؤ کی طرف ہو؟ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:خدا کی قسم میں اس کا جواب نہیں جانتا اور اپنے غلام سے کہا:چلو واپس! ہم اس شہر کے سوا نہیں رہ سکتے جہاں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نہ ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:جب میں امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا:تم کہاں تھے؟ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنا قصہ سنایا تو امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ ہنسے اور فرمایا:تمہیں اس کا کیا جواب سمجھ میں آیا؟ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی:خدا کی قسم مجھے اس کا کوئی جواب سمجھ نہیں آیا، امام صاحب نے فرمایا:اگر اس پانی میں شراب کی بو یا اس کا ذائقہ آتا ہو تو اس پانی سے وضو نہیں ہو گا ورنہ وضو کرنے میں کوئی

حرج نہیں۔ (1)

واقعہ نمبر:45

نذرِ معصیت اور امام قتادہ

قال ابو حمزة سکری حدثنی ابو حنیفة، قال سألت قتادة عن رجل نذر فی معصیة، فقال کفارتھا، ترکھا، قلت:فان اللہ یقول: ﴿وَ الَّذِیۡنَ یُظٰھِرُوۡنَ مِنۡ نِّسَآئِہِمۡ ثُمَّ یَعُوۡدُوۡنَ لِمَا قَالُوۡا فَتَحۡرِیۡرُ رَقَبَۃٍ﴾ فھذا معصیة وقد جعل اللہ فیه الکفارة فقال صاحب ھوی لا افتیك مادمت فی الکوفة،قلت الا ارانی انبھك، فتغضب، وانا لا اسئلك مادمت بالکوفة.

ترجمہ: ابو حمزہ سکری کہتے ہیں: مجھ سے امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ میں نے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے ایسے شخص کے متعلق سوال کیا جس نے معصیت (گناہ) کی منت مانی تھی تو قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس کا کفارہ اس گناہ کو چھوڑ دینا ہے۔ میں نے کہا: اللہ پاک نے ارشاد فرمایا ہے: ﴿وَ الَّذِیۡنَ یُظٰھِرُوۡنَ مِنۡ نِّسَآئِہِمۡ ثُمَّ یَعُوۡدُوۡنَ لِمَا قَالُوۡا فَتَحۡرِیۡرُ رَقَبَۃٍ﴾ (پ28، المجادلہ:3) (ترجمہ کنز الایمان: اور وہ جو اپنی بیبیوں کو اپنی ماں کی جگہ کہیں پھر وہی کرنا چاہیں جس پر اتنی بڑی بات کہہ چکے تو ان پر لازم ہے ایک بردہ (غلام) آزاد کرنا قبل اس کے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں۔) یہ بھی معصیت ہے مگر اللہ پاک نے اس میں کفارہ رکھا ہے۔ تو قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: جب تک آپ کوفہ میں رہیں گے میں آپ کو فتویٰ نہیں دوں گا۔ میں نے کہا: میں نے آپ پر ایک غلطی

(1) مناقب ابی حنیفہ للموفق بن احمد مکی، 1/ 122، دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد ہند

واضح کی تو آپ غصے میں آ گئے، لہٰذا اب جس وقت تک آپ کوفہ میں رہیں گے میں آپ سے کوئی سوال نہیں کروں گا۔[1]

واقعہ نمبر:46

مغنیات کو اچھا کہنے پر ابنِ ابی لیلیٰ نے گواہی رد کردی

أنبا هلال بن يحي الرأى سمعت يوسف بن خالد السمتى وذكر حديثا طويلا وهوحديث قدومه على ابي حنيفة من البصرة الى ان قال خرجنا مع ابي حنيفة الى نزهة الى ناحية بالكوفة وامسينا فرجعنا فاذا نحن ابن ابي ليلى راكبا على بغلته قد اقبل فسلم علينا وساير ابا حنيفة فمررنا ببستان فيه قوم متنزهون ومعهم مغنيات و عودات وغير ذلك، وهن مقبلات، حتى حاذيناهن، فسكتن، فقال ابو حنيفة:قد احسنتن ومضينا الى مفرق الطريقين وتفرقنا، فاضمر ابن ابي ليلى فى نفسه، انه وجد فرصة فى ابي حنيفة بقوله للمغنيات "احسنتن" فبعث الى ابي حنيفة يدعوه الى نفسه، ليشهد بما فى السجل فيسقط شهادته بقوله للمغنيات "احسنتن" فاتاه ابوحنيفة فسأله عن الشهادة فأقامها، فقال له ابن ابي ليلى شهادتك ساقطة، قال: لما قال لقولك للمغنيات احسنتن رضى منك، بمعاصى الله تعالى فقال ابوحنيفة: متى قلت لهن احسنتن، حين سكتن او حين غنين، فقال لا، بل حين سكتن، فقال: الله اكبر انى انما اردت بقول احسنتن فى السكوت، لا فى الغناء، فسكت ابن ابي ليلى وأثبت شهادته، ثم قرأ ابوحنيفة هذه الآية ﴿وَلَا يَحِيۡقُ الۡمَكۡرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهۡلِهٖ﴾

---

(1) مناقب ابی حنیفۃ للامام الموفق بن احمد مکی، 1 / 125، دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد ہند

قال:فکان ابن ابی لیلی یحذر بعد ذلك اباحنیفة حذرا شدیدا، وکان اذا وقعت له مسائل غلاظ شداد دس الی ابی حنیفة وکان ابوحنیفة یفطن لها ویقول:

واذا تکون عظیمة ادعی لها

واذا یحاس الحیس یدعی جندب

ترجمہ: ہلال بن یحییٰ رائی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں نے یوسف بن خالد سمتی سے سنا، جنہوں ایک طویل قصہ بیان کیا اور یہ اس وقت کی بات ہے کہ جب وہ بصرہ سے امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے۔ یوسف بن خالد کہتے ہیں: ہم امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کوفہ کے باہر سیر وسیاحت کے لیے نکلے، یہاں تک کہ ہمیں شام ہوگئی، پس جب ہم واپس لوٹے تو ابنِ ابی لیلیٰ کو ہم نے خچر پر سوار ہوتے دیکھا، چنانچہ وہ آئے اور ہمیں سلام کیا اور امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ چلنے لگے، چنانچہ ہمارا گزر ایک ایسے باغ سے ہوا جس میں کچھ لوگ تفریح میں مشغول تھے۔ ان کے ساتھ گانا گانے والیاں اور آلاتِ موسیقی تھے جب ہم ان کے سامنے پہنچے تو گانا والیاں خاموش ہوگئیں۔ امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تم نے اچھا کیا۔ اس کے بعد ہم اس طرف چلے جہاں دوراستوں میں ہم نے جدا ہو جانا تھا، چنانچہ وہاں پہنچ کر جدا ہوگئے، ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دل میں امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول جو گانا بجانے والیوں سے کہا تھا کہ ”احسنتن“ تم نے اچھا کیا، اس کو موقعِ غنیمت سمجھا۔ پھر ابنِ ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی طرف کسی کو بھیجا تاکہ آپ کو بلا کر کسی شخص کے مقدمے میں گواہی بطورِ تحریر کے دیں گے تو ان کی گواہی ساقط کر دی جائے گی، آپ کے اس ”احسنتن“ والے قول کی وجہ سے جو آپ نے گانا گانے والی عورتوں

سے کہا تھا، لہٰذا امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ ان کے پاس آئے تو ابنِ ابی لیلیٰ نے آپ سے گواہی کے متعلق سوال کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے گواہی قائم کردی، لیکن انہوں نے مسترد کردی، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ایسا کیوں؟ تو انہوں نے کہا: آپ کے گانے والی عورتوں کے لیے دادو تحسین کے الفاظ "احسنتن" کہنے کی وجہ سے، گویا آپ ان کے اس کام سے راضی تھے جو اللہ پاک کی نافرمانی ہے، تو امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ الفاظ میں نے ان کے لیے کس وقت کہے تھے جب وہ گانا گارہی تھیں یا خاموش ہو گئیں تھیں؟ تو ابنِ ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: جب وہ عورتیں خاموش ہو گئیں تھیں، تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اللہ اکبر! تحقیق میرا قول "احسنتن" ان کے سکوت کے متعلق تھا نہ کہ گانا گانے کے لیے، تو ابنِ ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ خاموش ہوگئے اور آپ کی گواہی کو قائم رکھا، اس کے بعد امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ آیتِ مبارکہ پڑھی: ﴿وَ لَا یَحِیْقُ الْمَكْرُ السَّیِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖؕ﴾ (پ22، فاطر: 43) ترجمہ کنز الایمان: اور بُرا داؤں اپنے چلنے والے ہی پر پڑتا ہے۔

کہتے ہیں کہ اس کے بعد ابنِ ابی لیلیٰ امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے بہت زیادہ خوفزدہ رہتے اور احتیاط سے کام لیتے تھے اور جب بھی مشکل مسائل پیش آتے تو امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی طرف بھیج دیتے تھے اور امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ ان کی اس عادت کو سمجھ گئے تھے جبھی ان کے لیے شعر کہا ہے: کہ جب مشکل مسائل آتے ہیں تو مجھے ان کے حل کے لیے بلایا جاتا ہے لیکن جب حلوا پکایا جاتا ہے تو جندب کو بلا لیا جاتا ہے۔ (1)

(1) مناقب ابی حنیفۃ للامام الموفق بن احمد مکی، 1/ 127، دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد ہند

واقعہ نمبر:47

چاندی کے کناروں والے گلاس سے پانی پینے کا حکم

سعيد بن عثمان بن زائدة سمعت عثمان بن زائدة يقول كنت عند ابي حنيفة، فقال له رجل ما قولك في الشرب في قدح او كأس في بعض جوانبها فضة، قال: لا بأس به، فرجع الرجل، قال عثمان: فقلت له ترينا مثالا يشهد لما قلت، فقال: نعم ما تقول في رجل مر بنهر وقد أصابه عطش، وليس معه ما يرفع الماء من النهر ويمكنه أن يغترف بيديه فيشرب، وفي أصبعه خاتم، فاغترف و شرب وفي يده خاتم هل به بأس، قلت: لا بأس به، قال: فمه، قال عثمان: فما رأيت رجلا أحضر جوابا منه رحمه الله.

ترجمہ: سعید بن عثمان بن زائدہ کہتے ہیں: میں نے عثمان بن زائدہ سے سنا کہ میں امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھا، ایک شخص نے ان سے پوچھا کہ ایسے برتن یا پیالے میں پانی پینے کے متعلق آپ کا کیا کہنا ہے جس کے کچھ کناروں پر چاندی لگی ہو؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں[1]۔ چنانچہ وہ شخص واپس چلا گیا، عثمان کہتے ہیں: میں نے امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی: حضور آپ اس کی کوئی ایسی مثال دکھا سکتے ہیں جو آپ کے قول کے موافق ہو؟ فرمایا: ہاں! چنانچہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تم اس شخص کے متعلق کیا کہو گے جو نہر کے پاس سے گزرے اور اس کو شدید پیاس لگی ہو اور حالت یہ ہو کہ اس کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جس کے ذریعے نہر سے پانی لے سکے، ہاں یہ ممکن ہے کہ وہ اپنے ہاتھوں سے چلو بنا کر پانی پیے اور اس کی انگلی میں انگوٹھی بھی ہے، تو اب اگر اس شخص نے چلو سے پانی بھر کر پیا اور اس کی

(1) جس برتن میں سونے چاندی کا کام بنا ہوا ہے اس کا استعمال جائز ہے جبکہ موضع استعمال میں سونا چاندی نہ ہو۔

انگلی میں انگوٹھی بھی ہے تو کیا کوئی حرج ہے؟ اس نے کہا: نہیں، اس پر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہی مثال اس پہلے مسئلے میں بیان کردہ صورت کی ہے جس میں چاندی لگے ہوئے برتن سے پانی پینا ہے۔ عثمان کہتے ہیں: میں نے امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ کسی شخص کو حاضر جواب نہیں دیکھا۔[1]

واقعہ نمبر:48

سیدہ عائشہ کا بغیر محرم سفر کرنا

قیل لابی حنیفة أن العزرمی یقول کانت عائشة تسافر بغیر محرم قال فقال ابو حنیفة: وما یدری العزرمی ما تفسیر هذا الحدیث أن عائشة رضی الله عنها کانت أم المؤمنین فکانت من کل الناس ذات محرم.

ترجمہ: امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ عزرمی کہتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بغیر محرم کے سفر کرتی تھیں، تو امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عزرمی حدیث کا مفہوم نہیں جانتا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تمام مؤمنوں کی ماں ہیں تو اس طرح سے آپ رضی اللہ عنہا کے لیے تمام لوگ محارم ہوں گے۔[2]

واقعہ نمبر:49

منصبِ قضا اور امامِ اعظم

انبأ خارجة بن مصعب یقول دعا ابو جعفر امیر المؤمنین ابا حنیفة علی ان

(1) مناقب ابی حنیفۃ للامام الموفق بن احمد مکی، 1/136، دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد ہند
(2) مناقب ابی حنیفۃ للموفق بن احمد مکی، 1/136، دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد ہند

يجعله قاضى القضاة فأبى عليه فحبسه اياما ثم دعا به فقال له يا ابا حنيفة مالك لاتدخل فى اعمالنا وترغب عنه وقد عمل من هو خير منك قال، فقال له ابوحنيفة انى لا اصلح اصلحك الله للقضاء، قال كذبت يا ابا حنيفة، فقال ابوحنيفة: "الله اكبر" قد حكم امير المؤمنين بأنى لا اصلح، فقال: وكيف؟ قال: لانى ان كنت كاذبا فالكاذب لا يصلح، وان كنت صادقا فالعذر ظاهر.

ترجمہ: خارجہ بن مصعب کہتے ہیں: امیر المؤمنین ابو جعفر نے امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو بلایا اور انہیں قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) کا عہدہ پیش کیا لیکن انہوں نے اس سے انکار کر دیا، تو امیر المؤمنین نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو چند دن قید میں رکھا، پھر کچھ دن بعد آپ کو بلایا اور کہا: اے ابو حنیفہ! تمہیں کیا ہوا ہے کہ تم ہمارے کاموں میں داخل نہیں ہوتے اور اعراض کرتے ہو، حالانکہ جو آپ سے بہتر تھے وہ یہ عمل کر چکے ہیں، خارجہ بن مصعب کہتے ہیں: امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے امیر المؤمنین سے کہا: میں اس کام کی صلاحیت نہیں رکھتا، اللہ پاک آپ کو اس عہدۂ قضاء کو سنبھالنے کی صلاحیت دے، تو امیر المؤمنین نے کہا: اے ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ)! تم جھوٹ بولتے ہو۔ اس بات پر امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اللہ اکبر! امیر المؤمنین نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ میں عہدۂ قضاء کو سنبھالنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ امیر المؤمنین نے پوچھا: وہ کیسے؟ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر میں جھوٹا ہوں تو جھوٹا شخص اس عہدے کو سنبھالنے کی صلاحیت نہیں رکھتا اور اگر میں سچا ہوں تو پھر میرا عذر ظاہر ہے۔[1]

(1) مناقب ابی حنیفۃ للموفق بن احمد مکی، 1 / 137، دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد ہند

واقعہ نمبر:50

ایک اجنبی کو قتل ہونے سے بچالیا

وحکی ان ابا احنیفۃ رحمہ اللہ تعالی دخل علی ابن ابی ھبیرۃ ذات یوم وھو امیر الکوفۃ فرأی رجلا عندہ وقد توعدہ ابن ابی ھبیرۃ بالقتل، فقال الرجل حین رأی ابا حنیفۃ وقد أکرمہ ابن ابی ھبیرۃ ھذا الشیخ یعرفنی فقال لہ ابن ھبیرۃ أتعرفہ فقال ابو حنیفۃ: ألست الرجل الذی اذا اذنت وقلت فی آخرہ لا الہ الا اللہ مددت بھا صوتك، قال: بلی فقال لہ: أذن حتی اسمع نغمتك، فأذن الرجل الاذان باسرہ، فقال ابوحنیفۃ: لابن ابی ھبیرۃ ھذا نعم الرجل لا بأس بہ فاطلق ابن ابی ھبیرۃ الرجل و خلی سبیلہ وانما کان غرض ابی حنیفۃ ان یسمع الرجل یقر بالشھادتین لیتوصل الی خلاصہ فأمرہ بالاذان لذلك.

ترجمہ: منقول ہے کہ ایک دن امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ ابو ہبیرہ کے پاس آئے، ان دنوں وہ کوفہ کا گورنر تھا، چنانچہ اس کے پاس ایک شخص کو دیکھا جسے ابو ہبیرہ نے قتل کرنے کا کہا تھا۔ اس شخص نے دیکھا کہ ابو ہبیرہ نے امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی بہت تعظیم و تکریم کی تو کہا: یہ شیخ (امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ) مجھے جانتے ہیں۔ ابو ہبیرہ نے کہا: کیا آپ اس کو جانتے ہیں؟ امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کیا تم وہی شخص نہیں ہو جو اذان دیتا ہے اور آخر میں "لَا اِلٰهَ اِلَّا الله" آواز لمبی کر کے کہتا ہے؟ اس نے کہا: جی بالکل۔ امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تم اذان کہو تاکہ میں تمہاری خوبصورت آواز سنوں، چنانچہ اس شخص نے نہایت ٹھہر ٹھہر کر اذان دی، امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ابو ہبیرہ

سے کہا: دیکھو! یہ کتنا اچھا آدمی ہے! اس میں کوئی حرج نہیں۔ چنانچہ ابن ابی ہبیرہ نے اس کو چھوڑ دیا اور اسے جانے دیا۔ امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا اس شخص سے اذان سننے کا مقصد یہ تھا کہ وہ شہادتین (اللہ پاک کی وحدانیت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی رسالت) کا اقرار کرے گا تو یہی اس کی نجات کا ذریعہ بنے گا، اس وجہ سے آپ نے اس کو اذان کا حکم فرمایا تھا۔[1]

واقعہ نمبر: 51

بخیل شخص کے ہزار درہم زرزر نے چوری کر لیے

عن بدر قال بلغنی انه كان بالكوفة رجل شحيح، جمع الف درهم، وجعلها فی بستوقة، و دفنها فی صحراء الكوفة، فوجدها قد اخذت، فمكث اياما لا ياكل ولا يشرب، فقال له رجل من جيرانه، تحب أن أدلك عليها، اذهب الى ابی حنيفة، فيستحتال له بحيلة، فستجدها، فبدغ الى ابی حنيفة، فقال استغثت بالله، ثم بك، فأغثنی، وقص عليه، فقام معه ابوحنيفة الى ذلك الصحراء، فنظر الى قوم، يستخرجون الكماة، فقال لهم: أ تعرفون احدا كان يخرج معكم، ثم تأخر عنكم، فنظروا ساعة، ثم قالوا: نعم! فلان يقال له "زرزر" قال: فأين مسكنه، قالوا: حمام بنی فلان، فمضى ابو حنيفة مع الرجل اللئيم الى ذلك الحمام، فقال لصاحب الحمام: هل عرفت هنا فتى يلقب بزرزر، قال: نعم! هو فی الاتون فجاؤوا به، فأخذ ابو حنيفة بيده، و خلا به، فقال له: التی كانت مدفونة فی موضع كذا، فوجدتها، فأرددها عليه، فهذا

(1) مناقب ابی حنیفہ للموفق بن احمد مکی، 1 / 187، دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد ہند

صاحبها، وقد رآك من شهد أخذك اياها، يعنى بذلك رب العلمين، فتغير وجه الفتى، وتلجلج فى كلامه، فقال: يا ابا حنيفة انى قد أنفقت منها مقدار خمسين او ستين درهما، قال: فانا اكلمه فى ترك مطالبته، فأردد الباقى عليه، فدخل الاتون، وقد كان خبأها تحت الرماد، فدفعها الى ابى حنيفة، فدفعها الى صاحبه.

ترجمہ: جناب بدر رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ مجھے یہ بات پہنچی کہ کوفے میں ایک بخیل شخص تھا، جس نے ایک ہزار درہم جمع کیے اور ان کو صندوق میں رکھا، اس کے بعد اس کو کوفہ کے صحرا میں دفن کر دیا، کچھ وقت بعد اس کو لینے گیا تو کسی نے وہ صندوق نکال لیا تھا، چنانچہ اس نے کئی دن (اس غم کی وجہ) سے نہ کھایا نہ پیا، اس کے کسی پڑوسی نے اس سے کہا: اگر آپ چاہیں تو میں آپ کی اس معاملے میں راہنمائی کروں، وہ یہ کہ تم امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہو جاؤ وہ ضرور تمہارے لیے اس کا کوئی حل نکالیں گے اور یوں عنقریب تم اپنا مال واپس پالوگے، چنانچہ وہ شخص امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا اور کہا کہ میں اللہ پاک سے حقیقی مدد طلب کرتا ہوں اور پھر اس کے بعد آپ سے مدد کا مطالبہ ہے اور اپنا قصہ بیان کیا، امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ اس کے ساتھ کھڑے ہوئے اور صحرا کی طرف چل دیے، آپ نے دیکھا کہ کچھ لوگ کھمبی سبزی نکال رہے ہیں، ان سے فرمایا: کیا تم کسی ایسے شخص کو جانتے ہو جو تمہارے ساتھ نکلا ہو اور پھر تم سے پیچھے رہ گیا ہو؟ انہوں نے تھوڑی دیر کے لیے سوچا۔ پھر کہا: جی ہاں! فلاں شخص ہے جسے "زرزر" کہا جاتا ہے، تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وہ کہاں رہتا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ فلاں شخص کے حمام میں ہوتا ہے، چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس بخیل شخص کو ساتھ لے کر اس حمام کی طرف گئے اور اس حمام کے مالک سے کہا: کیا

تم ایسے نوجوان کو جانتے ہو جس کا لقب "زر زر" ہے؟ تو اس نے کہا: جی ہاں! وہ فلاں محلے میں رہتا ہے، چنانچہ آپ دونوں اس کے پاس آئے، امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص کو ہاتھ سے پکڑا اور ایک طرف تنہائی میں لے گئے اور اس سے کہا کہ فلاں جگہ مال مدفون تھا، تم نے اس کو لیا ہے تو اس کو واپس لوٹا دو، یہ میرے ساتھ اس مال کا مالک ہے اور جب تم وہ مال نکال رہے تھے تو وہاں کوئی موجود تھا جس نے تمہیں دیکھ لیا ہے، اس سے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مراد اللہ رب العلمین جل جلالہ کی ذات تھی، چنانچہ اس بندے کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور ہچکچاتے ہوئے کہا: اے ابو حنیفہ! میں نے اس مال میں سے پچاس یا ساٹھ درہم خرچ کر لیے ہیں، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں مالک سے بات کروں گا کہ یہ والے معاف کر دے البتہ تم باقی مال واپس کر دو، چنانچہ وہ اندر گیا اور راکھ کے ڈھیر سے تھیلا نکال کر امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے کر دیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مالک کو دے دیا۔(1)

واقعہ نمبر:52

امامِ اعظم کی فراست

ذکر محمد بن ابراهیم الفقیه کان ابوحنیفة جالسا، فمرعلیه رجل، فقال ابو حنیفة أظن هذا الرجل غریبا، فسار ساعة، فقال: أظن فی کمه شیئا من الحلاوة، فسار ساعة، فقال اظنه معلم صبیان، فقام اصحاب ابی حنیفة، فاتبعوا الرجل وجدوه غریبا، وکان فی کمه زبیب، وکان معلما، فسألوا ابا حنیفة: بم عرفت غربته، فقال: رأیته ینظر یمنة ویسرة وکذا الغریب یفعل و رأیت الذباب یقع علی کمه، فعلمت فی

(1) مناقب ابی حنیفہ للموفق بن احمد مکی، 1/186، دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد ہند

کمہ شیئا من الحلاوۃ، و رأیتہ ینظر الصبیان والصغار فعلمت انہ معلم.

ترجمہ: محمد بن ابراہیم فقیہ نے اس بات کو ذکر کیا ہے کہ امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ ایک بار مجلس میں تشریف فرما تھے، وہاں سے ایک شخص کا گزر ہوا، آپ نے فرمایا: میرے گمان کے مطابق یہ شخص مسافر ہے، پھر وہ شخص تھوڑا چلا ہی تھا کہ آپ نے فرمایا: مجھے لگتا ہے اس کی جیب میں کوئی میٹھی چیز ہے، وہ تھوڑا آگے گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میرے گمان میں یہ شخص بچوں کا استاد ہے۔ آپ کے پاس بیٹھے لوگ کھڑے ہوئے اور اس شخص کے پیچھے گئے (اور اس سے پوچھا) تو پتہ چلا وہ مسافر بھی ہے، اس کی جیب میں کشمش بھی ہے اور وہ شخص بچوں کا استاد بھی ہے۔ واپس آکر انہوں نے امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ آپ نے اس کے مسافر ہونے کو کیسے پہچان لیا تھا؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے اس کی طرف دیکھا تو وہ دائیں، بائیں دیکھ رہا تھا اور مسافر شخص ایسا ہی کرتا ہے، پھر میں نے دیکھا کہ اس کی آستین پر مکھی ہے تو میں سمجھ گیا کہ اس کے پاس کوئی میٹھی چیز ہے اور میں نے دیکھا کہ یہ شخص چھوٹے بچوں کو دیکھ رہا ہے تو میں سمجھ گیا کہ یہ بچوں کا استاد ہے۔(1)

واقعہ نمبر:53

کنجوس اعرابی سے پانی خریدنا اور پانچ درہم

حکی عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ انہ قال کنت بالبادیۃ، فاحتجت الی الماء فجاء اعرابی ومعہ قربۃ ماء، فقلت بکم تبیعھا، فقال بخسۃ دراھم، فما کستہ وما کسنی،

(1) مناقب ابی حنیفہ للموفق بن احمد مکی، 1/189، دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد ہند

فلم ينقص من الخمسة، فأخذت القربة ودفعت اليه الخمسة، ثم قلت يا اخا العرب ما رأيك فی السويق، فأمرت، فصب فی جفنة، و وضع بين يديه، فجعل يأكله حتى أتى عليه عطش، ثم قال قربة ماء بكم، فقلت بخمسة فلم يزل يماكسنی و اماكسه، حتى بعت منه قدحا بخمسة، فاستردت الخمسة وبقی الماء.

ترجمہ: امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں ایک بار دیہات میں تھا، مجھے پانی کی طلب ہوئی تو ایک دیہاتی آیا جس کے پاس پانی کا مشکیزہ تھا، میں نے اس سے کہا: تم یہ کتنے کا فروخت کروگے؟ اس نے کہا: پانچ درہم کا۔ میں نے اس سے رعایت کا کہا لیکن اس نے پانچ درہم سے کچھ کم نہیں کیے، میں نے اس سے مشکیزہ لیا اور پانچ درہم اس کو دے دیے، پھر میں نے کہا: اے دیہاتی بھائی! تمہارا ستو (کھانے) کے بارے میں کیا ارادہ ہے؟ تو میں نے (شاگردوں) کو حکم دیا تو ستو کو بڑے پیالے میں ڈال کر اس کے سامنے رکھ دیا گیا، چنانچہ وہ شخص ستو کھانا شروع ہوگیا یہاں تک کہ اس کو پیاس لگی، اس نے کہا: تم یہ پانی کتنے میں بیچوگے؟ میں نے کہا: پانچ درہم (کا ایک پیالہ)، وہ شخص مجھ سے برابر اس کی قیمت میں کمی کا مطالبہ کرتا رہا لیکن میں نے نہیں کی، یہاں تک پانچ درہم کے بدلے اس کو ایک پیالہ پانی دیا، اس طرح پانچ درہم بھی مجھے واپس مل گئے اور پانی بھی میرے پاس آگیا۔ (1)

واقعہ نمبر: 54

حضرت عثمان کو یہودی کہنے والے رافضی کی اصلاح

ان بأنی ابو المعالی الفضل بن سهل الحلبی ببغداد انبأنی الامام ابو بكر الحافظ

(1) مناقب ابی حنیفہ للموفق بن احمد مکی، 1/ 189، دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد ہند

الخطیب انا علی بن القاسم بالبصرۃ انا علی بن اسحاق الماو رائی انبأ احمد بن محمد الباھلی انبأ محمد بن عبد الرحمن قال کان رجل بالکوفۃ یقول عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کان یھودیا فاتاہ ابو حنیفۃ فقال اتیتك خاطباً قال لمن قال لابنتك رجل شریف غنی من المال حافظ لکتاب اللہ منحنی یقوم اللیل فی رکعۃ کثیر البکاء من خوف اللہ عزوجل قال فی دون ھذا مقنع یا أبا حنیفۃ قال الا ان فیہ خصلۃ قال وما ھی قال یھودی قال سبحان اللہ تأمرنی ان أزوج ابنتی من یھودی قال لا تفعل قال فالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زوج ابنتہ من یھودی قال استغفر اللہ وانی تائب الی اللہ عزوجل.

ترجمہ: کوفہ میں ایک غالی شیعہ تھا جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو یہودی کہتا تھا (معاذ اللہ) امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ ایک دن اس کے پاس گئے اور کہا: میں پیغامِ نکاح لے کر آیا ہوں۔ اس نے کہا کس کے لیے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تمہاری بیٹی کے لیے ایک شخص کا رشتہ موجود ہے، جو شریف بھی ہے، دولتمند بھی ہے، پرہیز گار، قائم اللیل، حافظ قرآن اور خوفِ خدا کی شدت سے رونے والا بھی ہے۔ اس شخص نے کہا: تو اس سے بڑھ کر کون ملے گا؟ آپ ضرور شادی پکی سمجھیں۔ امام صاحب نے فرمایا: لیکن اس میں ایک بات ہے۔ اس نے کہا: وہ کیا ہے؟ امام صاحب نے فرمایا: وہ یہودی ہے۔ وہ شخص نہایت برہم ہوا اور کہا: حیرت ہے آپ ایک یہودی سے مجھے بیٹی بیاہنے کا کہہ رہے ہیں۔ امام صاحب نے فرمایا: کیا ہوا؟ خود پیغمبر خدا نے (جب تمہارے اعتقاد کے موافق) یہودی کو داماد بنایا تو تم کو کیا عذر ہے؟ وہ دشمنِ عثمان فوراً بولا: میں اللہ پاک سے معافی مانگتا ہوں اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔[1]

(1) تاریخ بغداد، 13/362، دار الکتب العلمیہ بیروت

واقعہ نمبر:55

مسئلہ حیض کا ایک سیب کے ذریعے جواب

وروی أن امرأة دخلت مسجده وهو جالس بين أصحابه فأخرجت تفاحة منه أحد جانبها أحمر والآخر أصفر فوضعتها بين يديه ولم تتكلم فأخذها أبو حنيفة وشقها نصفين فقامت المرأة وخرجت ولم يعرف أصحابه مرادها فسألوه عن ذلك، فقال لهم إنها ترى الدم تارة أحمر مثل أحد جانبي التفاحة وتارة أصفر مثل الجانب الآخر أنهما يكون حيضا أو طهرا فشققت التفاحة وأريتها باطنها وأردت بذلك أنها لا تطهر حتى ترى البياض مثل باطنها فقامت.

ترجمہ: ایک مرتبہ ایک عورت مسجد میں آئی، امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ حلقۂ تلامذہ میں تشریف فرما تھے، عورت نے ایک سیب جس کا نصف رنگ سرخ تھا اور نصف زرد، امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے رکھ دیا، امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے سیب کو درمیان سے کاٹ کر دو پارے کر دیا اور عورت کے حوالے کر دیا۔ عورت اسے لے کر چلی گئی، یہ ایک معمہ تھا جس پر حاضرین متعجب تھے۔ حاضرین نے معاملہ پوچھا تو امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس عورت کو حیض کا خون کبھی سرخ اور کبھی زرد آتا ہے اس نے سیب کے ذریعے اپنی حقیقت حال بیان کر دی اور طہر کا حکم دریافت کیا، تو میں نے سیب کاٹ کر یہ مسئلہ واضح کر دیا کہ جب تک سیب کی اندرونی سفیدی کی طرح پانی سفید نہ آئے طہر نہیں ہوتا۔[1]

---

(1) حدائق الحنفیہ ص69 ادبی محل دہلی، الروض الفائق، ص160، مطبعۃ العامریہ مصر

واقعہ نمبر:56

مسئلہ تکفیر اہل قبلہ پر مکالمہ

عن حماد بن ابی حنیفة عن ابیه قال لما بلغ الخوارج ان ابا حنیفة لا یکفر احدا من اهل القبلة بذنب وفد منهم سبعون رجلا فدخلوا علیه احفل ما کان المجلس فقاموا جمیعا فقالوا یا أبا حنیفة ان ملتنا واحدة فمر الناس ان یفرجوا لنا قال افرجوا لهم فأخرجوا فأتوا حتی وقفوا علی رأسه ثم سلوا سیوفهم جمیعا فقالوا یا أبا حنیفة یا عدو هذه الامة وقال بعضهم یا شیطان هذه الامة لقتلك احب الی کل رجل منا من جهاد سبعین سنة ولا نرید ان نظلمك فقال لهم ابو حنیفة افتریدون ان تنصفونی قالوا بلی قال فأغمدوا سیوفکم فانه یهولنی بریقها قالوا فکیف نغمدها ونحن نرجوا ان نخضبها بدمك قال فتکلموا علی اسم الله قالوا هاتان جنازتان علی باب المسجد اما احدهما رجل شرب الخمر حتی کظته وحشرج بها فمات غرقا فی الخمر والأخری امرأة زنت حتی اذا ایقنت بالحبل قتلت نفسها فقال لهم ابو حنیفة من ای الملل کانا آمن الیهود قالوا لا قال افمن النصاری قالوا لا قال افمن المجوس قالوا لا قال من ای الملل کانا قالوا من الملة التی تشهد ان لا اله الا الله وان محمداً عبده و رسوله قال فأخبرونی عن هذه الشهادة کم هی من الایمان ثلث او ربع او خمس قالوا ان الایمان لا یکون ثلثا ولا ربعا ولا خمسا قال فکم هی من الایمان قالوا الایمان کله قال فما سؤ الکم ایای عن قوم زعمتم واقررتم انهما کانا مومنین قالوا دعنا عنك امن اهل الجنة هما ام من اهل النار قال اما اذا ابیتم فأنی اقول فیهما

ما قال نبی اللہ ابراھیم فی قوم کانوا اعظم جرما منھم ﴿فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ ۚ وَ مَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ(۳۶)﴾ واقول فیھما ما قال نبی اللہ عیسی فی قوم کانوا اعظم جرماً منھما ﴿اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ(۱۱۸)﴾ واقول فیھما ما قال نبی اللہ نوح اذ ﴿قَالُوْۤا اَنُؤْمِنُ لَكَ وَ اتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ(۱۱۱) قَالَ وَ مَا عِلْمِیْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ(۱۱۲) اِنْ حِسَابُهُمْ اِلَّا عَلٰى رَبِّیْ لَوْ تَشْعُرُوْنَ(۱۱۳)﴾۔ واقول فیھما ما قال نبی اللہ نوح علیہ السلام وعلیھم اجمعین وعلی نبینا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ”وَ لَاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآىٕنُ اللّٰهِ وَ لَاۤ اَعْلَمُ الْغَیْبَ“ الی قولہ: اِنِّیْۤ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِیْنَ(۳۱)۔

قال فألقوا السلاح وقالوا تبرأنا من کل دین کنا علیہ وندین اللہ بدینك فقد آتاك اللہ فضلا وحکمۃ وعلماً قال فخرجوا وترکوا رأی الخوارج ورجعوا الی الجماعۃ۔

ترجمہ: حماد بن ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب خارجیوں کو یہ بات پتہ چلی کہ میرے والدِ گرامی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ گناہِ کبیرہ کے سبب اہلِ قبلہ کی تکفیر نہیں کرتے تو ان کے 70 آدمی ایک وفد کی صورت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے، اس وقت آپ کے پاس لوگوں کا بہت بڑا ہجوم تھا اور حضرت امام کے پاس بیٹھنے کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔ انہوں نے چلا کر کہا: حضرت! ہم ایک ملت پر ہیں۔ آپ اپنے لوگوں کو کہیں کہ وہ ہمیں ملاقات کے لیے قریب آنے کا موقع دیں۔ جب یہ لوگ حضرت امام کے قریب پہنچے تو سب نے میانوں سے تلواریں نکال لیں اور کہا: اے ابو حنیفہ! اے اس امت کے دشمن اور ان میں سے بعض نے کہا: اے اس امت کے شیطان۔ ہمارے نزدیک آپ کو قتل کر دینا، ستر سال کے جہاد سے بہتر ہے، لیکن ہم قتل

کرتے وقت ظلم نہیں کریں گے۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کیا تم مجھے انصاف دینا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر یہ بات درست ہے تو پہلے اپنی تلواریں میانوں میں کرلو کیونکہ مجھے ان کی چمک سے خوف آتا ہے۔ وہ کہنے لگے: ہم انہیں میانوں میں کیوں کر لیں؟ ہم تو انہیں آپ کے خون سے رنگین کرنے آئے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: چلو تم اپنا سوال کرو۔ وہ کہنے لگے: مسجد کے دروازے پر دو جنازے آئے ہیں، ایک ایسا شخص ہے جس نے شراب کے نشے میں دُھت ہو کر جان دی ہے، دوسری ایک عورت کی لاش ہے جس نے زنا کروایا اور جب اس کو معلوم ہوا کہ اس کے پیٹ میں حرام کی اولاد ہے، تو اس نے شرمساری سے بچنے کے لیے خود کشی کر لی (اب یہ دونوں مسلمان ہیں یا کافر؟)۔ آپ نے پوچھا کیا وہ دونوں مرنے والے یہودی تھے؟ کہا: نہیں، فرمایا: کیا وہ نصرانی تھے؟ کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: کیا وہ مجوسی تھے؟ کہا: نہیں، فرمایا: تو وہ کس دین اور کس مذہب پر تھے؟ کہنے لگے: اس دین پر جس کی تم گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تو تم خود گواہی دے رہے ہو کہ وہ ملتِ اسلام پر تھے، لیکن بتاؤ کہ یہ شہادت ایمان کا تہائی حصہ ہے یا چوتھائی یا پانچواں؟ وہ کہنے لگے کہ ایمان تہائی چوتھائی نہیں ہو سکتا۔ آپ نے فرمایا: پھر یہ شہادت ایمان کی کتنی مقدار ہے؟ انہوں نے کہا مکمل ایمان ہے۔ آپ نے فرمایا: عجیب سوال ہے اب تم کس گمان میں ہو جب کہ خود ہی اقراری بھی ہو کہ وہ مومن تھے، پھر بھی ان کے ایمان و کفر کے بارے میں سوال کرتے ہو۔ انہوں نے کہا: ہمارا سوال یہ ہے کہ کیا وہ جنتی ہیں یا دوزخی؟ آپ نے

فرمایا: جب تم مومن ہونے کے اقرار کے بعد بھی سوالات کرنے سے باز نہیں آتے تو سنو! میں ان کے بارے میں وہی کہوں گا جو ابراہیم علیہ السلام نے اس قوم کے بارے میں کہا تھا جو جرم میں اِن (مرنے والوں) سے بڑھ کر تھی۔ فرمایا: ﴿فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ ۚ وَ مَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ(۳۶)﴾ (ابراہیم:36) جس نے میرا ساتھ دیا وہ تو میرا ہے اور جس نے میرا کہا نہ مانا تو بے شک تو بخشنے والا مہربان ہے۔ پھر ان کے بارے میں مجھے وہی کہنا ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس قوم کے متعلق کہا تھا جو ان (مرنے والوں سے) سے جرم میں بڑھ کر تھی کہ ﴿اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ(۱۱۸)﴾ (المائدۃ:118) اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو بے شک تو ہی ہے غالب حکمت والا۔ اور میں ان سے حضرت نوح علیہ السلام کے فرمان کے مطابق سلوک کروں گا۔ آپ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: ﴿قَالُوْۤا اَنُؤْمِنُ لَكَ وَ اتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ(۱۱۱) قَالَ وَ مَا عِلْمِیْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ(۱۱۲) اِنْ حِسَابُهُمْ اِلَّا عَلٰى رَبِّیْ لَوْ تَشْعُرُوْنَ(۱۱۳)﴾ پھر میں ان لوگوں کے بارے میں وہی بات کہوں گا جو نوح علیہ السلام نے فرمایا: ﴿قُلْ لَّاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآىٕنُ اللّٰهِ وَ لَاۤ اَعْلَمُ الْغَیْبَ...﴾ الی قولہ ﴿اِنِّیْۤ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِیْنَ﴾ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ان زبردست دلائل کے سامنے خوارج نے ہتھیار ڈال دیے اور اس مجلس میں اعلان کیا کہ آج ہم ان تمام مذاہبِ باطلہ اور خیالات فاسدہ سے بیزاری کا اعلان کرتے ہیں جس پر آج تک ہم عمل پیرا تھے اور ہم آپ کے نظریات کی روشنی میں دینِ اسلام کو ہی اختیار کرتے ہیں۔ اللہ پاک نے آپ کو دینی علوم سے نوازا ہے۔

راوی نے بتایا کہ جب خوارج کا یہ وفد یہاں سے روانہ ہوا تو اپنے خارجی نظریات سے

توبہ کر کے آئندہ کے لیے اہلِ سنت و جماعت کے عقائد پر آگیا۔[1]

واقعہ نمبر:57

اشد الناس کون؟

کان ابو حنیفة رحمه الله جالسا فی مسجد الکوفة فجاء رجل رافضی یسمی شیطان الطاق فقال یا أبا حنیفة من اشد الناس؟ فقال ابو حنیفة اما علی قولنا فاشد الناس علی بن ابی طالب رضی الله عنه و اما عندکم فهو ابو بکر الصدیق رضی الله عنه. فقال شیطان الطاق هذا مقلوب فقال ابو حنیفة نحن نقول اشد الناس علی رضی الله عنه لأنه علم ان الحق لأبی بکر رضی الله عنه فسلمه له و انتم تقولون کان الحق لعلی ولکن اخذه ابو بکر منه ولم تکن لعلی رضی الله عنه قوة الاسترداد منه فصار ابو بکر رضی الله عنه قاهرا ایاه فصار اشد الناس فتحیر الرافضی وخرج.

ترجمہ: حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کوفہ میں تشریف فرما تھے کہ ایک رافضی مسجد میں آگیا، وہ کوفے میں شیطان الطاق (باتونی شیطان) کے نام سے مشہور تھا۔ آتے ہی پوچھا: اے ابو حنیفہ! لوگوں میں بہادر ترین انسان کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ہمارے عقیدہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور تمہارے عقیدہ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ رافضی نے کہا: یہ تو آپ نے اُلٹی بات کہہ دی۔ آپ نے فرمایا: ہم کہتے ہیں زیادہ بہادر حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں کیونکہ انہوں نے حق جانا کہ (حقِ خلافت) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے تو انہوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا

(1) مناقب ابی حنیفہ للموفق بن احمد مکی، 1/124، دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد ہند

(اور ان کی بیعت کرلی)۔ جبکہ تم شیعہ کہتے ہو کہ حقِ خلافت حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تھا اور ساتھ ہی یہ کہتے ہو کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کا حق چھین لیا تھا لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ میں اتنی طاقت نہ تھی کہ وہ اپنا حق لیتے، اس طرح حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بہادر اور دلیر ہوئے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر غالب رہے۔ رافضی آپ کا جواب سن کر ہکا بکارہ گیا اور مسجد سے کھسک گیا۔ (1)

واقعہ نمبر:58

غسلِ جنابت نہ کرنے کی قسم کا حل

حکی ان رجلا جاء الی ابی حنیفۃ رحمہ اللہ فقال لہ اصابتنی جنابۃ وحلفت علی امرأتی بالطلاق ثلاثا ان لا اغتسل من ھذہ الجنابۃ فاخذ ابو حنیفۃ بید الرجل وقام معہ یجرہ فمرا علی قنطرۃ علی نھر فدفعہ ابو حنیفۃ فوقع الرجل فی النھر حتی انغمس فی الماء فقال لہ اخرج واقم علی امرأتك فانك قد طھرت ولم تغتسل۔

ترجمہ: ایک شخص امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: مجھے جنابت ہوئی تو میں نے قسم کھالی کہ اگر اس جنابت کا غسل کروں تو میری بیوی کو تین طلاق۔ امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس شخص کا ہاتھ پکڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور اسے کھینچتے ہوئے چل پڑے۔ جب وہ دونوں ایک نہر کے پل پر پہنچے تو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص کو دھکا دیا تو وہ نہر میں گر گیا حتی کہ غوطہ کھالیا، پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اب نکلو اور جا کر اپنی بیوی سے صحبت کر لو، تم پاک ہو گئے ہو اور خود تم

(1) مناقب ابی حنیفہ للموفق بن احمد مکی، 1 / 162، دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد ہند

نے غسل بھی نہیں کیا۔[1] یعنی آپ کے دھکا دینے سے اسے پانی میں غوطہ لگ گیا یوں اس کا غسل بھی ہو گیا اور قسم بھی نہ ٹوٹی۔

واقعہ نمبر:59

ایک گورنر سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی علمی برتری منوانا

عن الحسن بن زياد اللؤلؤى سمع أبا حنيفة رحمه الله يقول كانت ولاة بنى امية لا يدعون بالموالى من الفقهاء للفتيا واول من دعا بالموالى فلان ذكر رجلا منهم سماه قال ابو حنيفة فدعيت فيمن دعى فدخلت فاذا ابن أبي ليلى وابن شبرمة عنده عن يمينه وعن شماله فقال لأحدهما ما تقول فى امرأة تزوجت فى عدتها فقال احدهما يفرق بينهما ويضرب ضرب النكال ويجعل مهرها فى بيت المال ولا يجتمعان ابدا وقال للآخر ما تقول فقال مثل ذلك قال فنظر الخليفة الى فقال ما تقول يا نعمان فاسترجعت فى نفسى وقلت اول ما دعيت وسئلت وانا اقول فيها بقول على رضى الله عنه وبه ادين الله تعالى فكيف اصنع ثم عزمت ان اصدقه وافتيه بالذى ادين الله به وذلك ان بنى امية كانوا لا يفتون بقول على رضى الله عنه ولا يأخذون به فقلت اصلحك الله اختلف فيها رجلان بدريان فقال لى ما قالا قلت قال احدهما كالذى قال ابن أبي ليلى و ابن شبرمة قال ومن هو قلت عمر بن الخطاب رضى الله عنه قال وما قال الآخر قلت قال يفرق بينهما وتعتد بقية عدتها من الأول ثم تعتد عدة مستأنفة من الآخر ان كان دخل بها ثم يفرق

(1) مناقب ابی حنیفہ للموفق بن احمد مکی، 1 / 165، دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد ہند

بینهما ولها مهرها بما استحل من فرجها يدفع اليها ولا يجعل فی بيت المال فاذا انقضت عدتها فان شاء تزوج بها نكاحاً جديداً بمهر جديد فقال لی یا نعمان من هذا قلت علی ابن ابی طالب رضی الله عنه فقال لی ابو تراب قلت نعم ثم قلت وما تقول انت فنكس رأسه ونكت بقضيب كان فی يده و رفع رأسه الی وقال لی یا نعمان والله انه لاشبه القولين بالحديث.

ترجمه: حسن بن زیاد لؤلؤی کا بیان ہے کہ میں نے خود امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے سنا: بنو امیہ کے گورنر فتوے کے لیے (آزاد کردہ غلاموں کی اولاد سے) کسی فقہی کو نہیں بلاتے تھے، مگر ایک گورنر نے موالی علمائے دین کو بھی بلانا شروع کر دیا۔ اس گورنر نے مجھے بھی بلایا، میرے ساتھ دوسرے علمائے کرام بھی تھے۔ میں گیا تو دربار میں ابنِ شبرمہ اور ابنِ ابی لیلیٰ دونوں پہلے سے موجود تھے۔ گورنر نے ایک سے پوچھا: اس عورت کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے جس نے عدت کے اندر ہی دوسرے شخص سے نکاح کر لیا؟ اس نے کہا: ایسا نکاح حرام ہے۔ اس میاں بیوی کو فوراً علیحدہ کر دینا چاہیے اور انہیں سزا دی جائے اور مقرر کردہ مہر بیت المال میں جمع کرایا جائے اور اس کے بعد وہ ہمیشہ ہمیشہ جدا رہیں۔ گورنر نے دوسرے کو مخاطب کر کے پوچھا: اس نے بھی اسی طرح کا فتویٰ دیا۔ پھر گورنر نے میری طرف دیکھا اور پوچھا: اے نعمان! آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟ میں نے دل میں انا للہ و انا الیہ رٰجعون پڑھ کر کہا: اے حاکمِ وقت! میں سب سے پہلا شخص ہوں جسے موالی ہونے کے باوجود آپ نے اپنے پاس طلب فرمایا ہے، اس مسئلہ میں مجھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ایک فیصلہ بیان کرنے

کا موقعہ دیا جائے اور اس قول پر بھروسا کرتے ہوئے میں اللہ کے دین کی بات عرض کرتا ہوں، آپ خود فیصلہ کرلیں کہ میں غلط کہتا ہوں یا صحیح۔ میں اس قول کو بیان کرتا ہوں اور اس پر عمل بھی کرتا رہوں گا۔ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فیصلہ پر اس لیے زیادہ زور دیا کہ بنو امیہ کے گورنر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول کو وقعت نہ دیا کرتے تھے۔ حضرت امام نے فرمایا: گورنر صاحب! اللہ تمہیں نیکی کی توفیق دے، اس مسئلہ پر دو بدری صحابۂ کرام اختلاف کرتے ہیں۔ گورنر نے پوچھا: انہوں نے کیا کہا؟ آپ نے فرمایا: ان میں سے ایک نے تو یہی بات کہی جو ابنِ شبرمہ اور ابنِ ابی لیلیٰ نے بیان کی ہے، گورنر نے پوچھا کہ یہ کس کا قول ہے؟ آپ نے بتایا کہ یہ قول حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہے۔ گورنر نے فرمایا: دوسرا قول کیا ہے؟ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ دوسرا قول یہ ہے کہ جن میاں بیوی نے عدت کے اندر نکاح کرلیا ہے انہیں عدت کی تکمیل تک علیحدہ علیحدہ کردیا جائے وہ عورت عدت گزارے، یہ عدت گزارنے کے بعد وہ عورت نئی عدت گزارے، بشرطیکہ سابقہ عدت کے دوران مرد نے عورت سے جماع کیا ہو اس کے بعد دونوں کو علیحدہ کردیا جائے۔ مرد سے مہر لے کر عورت کو دیا جائے اسے بیت المال میں جمع کرانے کی ضرورت نہیں۔ اب عورت آزاد ہے، وہ اپنی مرضی سے جب چاہے نکاح کرے۔ اگر وہ اسی مرد سے نکاح کرنا چاہتی ہے تو مہر مقرر کرکے اس سے بھی نکاح کرسکتی ہے۔ گورنر نے پوچھا: ابو حنیفہ! یہ قول کس کا ہے؟ آپ نے فرمایا: حضرت علی رضی اللہ عنہ کا۔ گورنر نے کہا: ابو تراب کا؟ آپ نے کہا: ہاں ابو تراب رضی اللہ عنہ کا۔ اب حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

نے گورنر کو کہا: آپ بتائیں کہ یہ قول کیسا ہے؟ گورنر نے سر جھکا دیا اور اپنے ہاتھ میں پکڑی لکڑی سے زمین کریدنے لگا، پھر سر اٹھا کر مجھے کہا: اے نعمان! بخدا! یہ قول حدیث شریف کے زیادہ موافق ہے۔ (1)

واقعہ نمبر:60

ورثاء میں بھائی اور سالا ہے

ان ابا حنیفة رحمه الله سئل عن رجل مات وترك اخاً لأب وامرواخاً لامرأته فصار الميراث كله لأخ امرأته دون اخيه كيف يكون هذا؟ فقال هذا رجل تزوج امرأة وتزوج ابنه امها فولد للابن ابن فهذا ابن ابن الرجل واخ امرأته فمات الابن ثم مات الرجل وترك اخا وابن ابنه وهو اخو امرأته وابن الابن اولى بالمال من الأخ.

ترجمہ: حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ ایک آدمی مر گیا، اس کے بعد ایک بھائی اور ایک سالا رہ گیا۔ اس کا سارا ترکہ (ورثہ) اس کے سالے کو دے دیا گیا اور اس کا بھائی محروم کر دیا گیا یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ آپ نے کتنا خوبصورت جواب دیا۔ آپ نے فرمایا: اس شخص نے ایسی عورت سے نکاح کیا تھا جس کی ماں سے اِسی شخص کے بیٹے نے نکاح کر لیا۔ اس بیٹے سے ایک بچہ پیدا ہوا جو اس کی بیوی کا بھائی بنا۔ یعنی اس شخص کا سالا بن گیا اور دوسری طرف اس کا پوتا بنا۔ پھر اس شخص کا بیٹا فوت ہو گیا اور بعد میں خود یہ شخص بھی فوت ہو گیا، تو ورثہ میں صرف ایک بھائی اور پوتا باقی رہا جو اس کی بیوی کا بھائی بھی ہے اور ظاہر ہے کہ پوتے کے ہوتے ہوئے بھائی تو وراثت سے

(1) مناقب ابی حنیفہ للموفق بن احمد مکی، 1/170، دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد ہند

محروم ہی رہے گا۔[1]

واقعہ نمبر:61

امام ابو یوسف کے ازدواجی مسئلے کا حل

حکی عن عبید بن اسحاق انه جری بین أبی یوسف وبین امرأته مشاجرة فغضبت المرأة وهجرته وامتنعت عن مکالمته فغضب ابویوسف وقال لها ان لم تکلمینی اللیلة فانت طالق ثلاثاً فجهد جهده علیها ان تکلمه فأبت فاغتم بذلك ابو یوسف واتی باب ابی حنیفة رحمه الله ودق الباب فقال ابوحنیفة من هذا الذی یدق الباب فی مثل هذا الوقت قال ابویوسف لا بأس علیك غفر الله لنا ولك ففتح الباب ودخل وقص علیه القصة فقال ابو حنیفة امر سهل فاتوا بسراج وقال له ادخل فدخل فدعا ابو حنیفة بثیاب وطیلسان وطیب فالبسه وطیلسه وطیبه وقال له اذهب فاذا دخلت منزلك فقل لامرأتك ان لم تکلمینی ترین انه لیس لی غیرك قال فلما دخل ابو یوسف منزله ورأته امرأته ووجدت منه رائحة الطیب وقال لها ذلك قالت یا کذا یا کذا کنت فی منزل فاجرة فبر ابویوسف فلم تطلق امرأته ببرکة ابی حنیفة رحمه الله۔

ترجمہ: قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے خاص شاگرد تھے۔ ایک بار ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا اپنی بیوی سے جھگڑا ہو گیا۔ بیوی نے ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے بول چال بند کر دی۔ ابو یوسف نے کہا: اے فلانی! اگر تم آج رات کو مجھ سے بات نہ کرو گی تو تمہیں تین طلاق۔ وہ بھی روٹھ کر اڑ گئی، ابو یوسف

(1) مناقب ابی حنیفہ للموفق بن احمد مکی، 1 / 173، دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد ہند

نے رات بھر بڑی کوشش کی کہ اس سے بات کریں مگر وہ بضد رہی اور کوئی بات نہ کی۔ رات لمحہ بہ لمحہ گزرتی جارہی تھی، اس صورتحال سے قاضی ابو یوسف بڑے مغموم ہو کر حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوئے اور آپ کا دروازہ کھٹکھٹایا، حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا رات کے اس پہر کون ہے؟ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی: تکلیف کی معذرت! اللہ پاک ہماری مغفرت فرمائے۔ امام صاحب نے اندر بلایا ساری صورتحال سنی۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے تسلی دی اور کہا کہ یہ معمولی بات ہے۔ پھر آپ نے اندر سے دیا منگوایا اور کہا کہ میرا یہ نیا لباس پہن لو اور اس پر میری ایک قیمتی شال اوڑھ لو اور اسے خوشبو سے معطر کر لو، پھر فرمایا: اب اپنے گھر جاؤ اندر جا کر کہو کہ اے فلانی! میرا حال دیکھ لو! اگر تم میرے ساتھ بات نہیں کرو گی، تو تمہارا کیا خیال ہے کہ میرے لیے اور کوئی نہیں ہو سکتا؟ چنانچہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اپنے گھر گئے آپ کی بیوی نے آپ کو دیکھا اور خوشبو محسوس کی تو آپ نے وہی بات کہی جو امام صاحب نے آپ کو بتائی تھی، آپ کی بیوی نے کہا: اچھا اب آپ فلاں بدکردار عورت کے گھر سے ہو کر آرہے ہیں۔ یوں آپ کی بیوی نے بات کر لی اور آپ کی قسم پوری ہو گئی اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی برکت سے طلاق نہ ہوئی۔ (1)

واقعہ نمبر: 62

قراءت خلف الامام کا حل

وحکی ان جماعۃ من المدینۃ جاؤوا الی ابی حنیفۃ لیناظروہ فی القراءۃ خلف الامام ویشنعوا علیہ فقال لھم لا یمکننی مناظرۃ الجمیع فولوا الکلام اعلمکم

(1) مناقب ابی حنیفہ للموفق بن احمد مکی، 1 / 174، دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد ھند

لاناظرہ فاشاروا الی واحد فقال ھذا اعلمکم فقالوا نعم والمناظرۃ معہ کالمناظرۃ معکم قالوا نعم والالزام علیہ کالالزام علیکم قالوا نعم والحجۃ علیہ کالحجۃ علیکم قالوا نعم قال ان ناظرتہ لزمتکم الحجۃ قالوا کیف قال لأنکم اخترتموہ فجعلتم کلامہ کلامکم وکذا نحن اخترنا الامام فقراءتہ قراءتنا وھوینوب عنا فأقروا بالالزام.

ترجمہ: مدینہ پاک سے علماء کی ایک جماعت کوفہ میں صرف اس لیے آئی کہ وہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے فاتحہ خلف الامام پر مناظرہ کریں اور آپ پر طعن و تشنیع کریں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں اتنے آدمیوں سے تو بیک وقت بات نہیں کر سکتا۔ آپ اپنے سب سے زیادہ علم والے کو مقرر کر لیں وہ اکیلا مجھ سے بات کرے۔ انہوں نے ایک بڑا عالم منتخب کر لیا۔ آپ نے سب کو فرمایا: کیا یہ عالمِ دین جو بات کرے گا وہ آپ کی طرف سے ہو گی؟ اور کیا اس کا فیصلہ آپ کا فیصلہ ہو گا؟ اور کیا تم اس کی ہار جیت پر متفق ہو گے؟ ان سب نے کہا: ہاں! ہم اس عالمِ دین کی بات پر متفق ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارا مسئلہ حل ہو گیا۔ تم نے میرے خیالات کی تائید کر دی ہے اور میرے مؤقف کو تسلیم کرتے ہوئے حجت قائم کر دی ہے، وہ کہنے لگے وہ کیسے؟ آپ نے فرمایا: تم نے خود اپنی طرف سے ایک آدمی منتخب کیا اور فیصلہ کیا کہ اس کی ہر بات تمہاری بات ہو گی اس کی ہار جیت تمہاری ہار جیت ہو گی، ہم نماز کے دوران اپنا امام منتخب کرتے ہیں۔ اس کی قراءت ہماری قراءت ہوتی ہے، وہ بارگاہِ خداوندی میں ہم سب کی طرف سے نمائندہ ہے۔ مدینہ سے آنے والے وفد نے آپ کی بات کو تسلیم کیا اور اپنے مؤقف سے دستبردار ہو گئے۔ (1)

(1) مناقب ابی حنیفہ للموفق بن احمد مکی، 1 / 177، دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد ہند

واقعہ نمبر: 63

ایک مہمان نواز شخص کے متعلق فراستِ امامِ اعظم

نافع بن ابی نعیم یعنی المقری المدنی قال خرجنا الی مكة فنزلنا منزلا قال فوقع رحلی فی جنب رحل ابی حنیفة قال فالطفه صاحب المنزل و اکرمه قال فقال ابو حنیفة ان هذا الرجل بخیل لئیم قال فقالوا له یا أبا باحنیفة کیف تقول هذا و هو یکرمنا و یسعی فی حوائجنا ویقدم ما عنده فقال کذا اتوسم به قال فلما ارادوا الرحیل قدم الیه الرجل المیزان و قال یا ابا حنیفة لا تعجل و سوی الحساب قال فامر ابوحنیفة ان یؤدوا الیه ما اخرج علیه من الحساب من غیر مماکسة فادوا الیه قال فقیل له یا أباحنیفة کیف عرفت ذلك فقال کذا توسمت فیه لانی رأیت منه فی قفاه شیئا قال نافع فکثر تعجبی منه و مما رأیت منه.

ترجمہ: حضرت نافع بن نعیم مقری مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ مکہ مکرمہ گئے، راستے میں ایک جگہ پر قیام کیا، حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی ہمارے ساتھ تھے۔ خوش قسمتی سے مجھے حضرت امام ابو حنیفہ کے نہایت قریب رہنے کا موقع ملا، میں نے دیکھا کہ ہمارا میزبان حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی بے پناہ عزت کرتا ہے اس نے آخری دن تک آپ کے اعزاز و اکرام کی بجا آوری میں کوتاہی نہ کی۔ مگر حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ میزبان بڑا بخیل اور کمینہ صفت ہے۔ لوگوں نے کہا: حضور اتنی خدمت اور فیاضی کے باوجود آپ اسے ان الفاظ میں یاد فرما رہے ہیں، وہ بیچارہ ہماری عزت کر رہا ہے، خدمت کے لیے مارا مارا پھر تا ہے، ہر قسم کی

ضروریات پوری کر رہا ہے۔ امام صاحب نے فرمایا: مجھے یہ شخص یوں ہی محسوس ہوتا ہے۔ حضرت نافع فرماتے ہیں کہ جب ہمارا قافلہ روانہ ہونے لگا تو میں نے اس شخص کو دیکھا کہ ترازو لیے بیٹھا ہے اور کہنے لگا: اے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ! پہلے میرا حساب چکاؤ پھر چلے جانا۔ آپ نے فرمایا: تمام مہمان اسے پائی پائی کا حساب دے دیں اور کوئی شخص کمی یا رعایت نہ مانگے۔ ہم نے اس کا حساب چکا دیا۔ ہم نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: آپ نے اس کو کیسے پہچانا؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے اس کی گدی میں ایک ایسی نشانی دیکھی تھی جس سے مجھے یقین ہو گیا کہ یہ نہایت ہی بخیل اور لئیم ہے۔ حضرت نافع فرماتے ہیں: ہمیں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فراست دیکھ کر بہت تعجب ہوا۔ (1)

واقعہ نمبر:64

سفر میں بغیر برتن گوشت اور سرکہ ملانا

قال ابن المبارك رأيت أبا حنيفة في طريق مكة و شوى لهم فصيلاً سمينا فاشتهوا ان يأكلوا بخل فلم يجدوا شيئا يصبون فيه الخل فتحيروا فرأيت أبا حنيفة وقد حفر في الرمل حفيرة وبسط عليها السفرة وسكب الخل على ذلك الموضع فأكلوا الشوى بالخل فقالوا له تحسن كل شيء فقال عليكم بالشكر فان هذا شيء الهمته لكم فضلا من الله عليكم۔

ترجمہ: حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک شاگرد عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ میں نے امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو مکہ مکرمہ کے راستے میں اس

(1) مناقب ابی حنیفہ للموفق بن احمد مکی، 1/182، دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد ہند

حال میں دیکھا کہ ان کے لیے ایک موٹا تازہ بکرا ذبح کرکے پکایا گیا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھیوں کی یہ خواہش تھی کہ آج گوشت میں سِرکہ ملا کر کھایا جائے، لیکن ان کے پاس ایسا برتن نہیں تھا جس میں یہ گوشت اور سرکہ ملایا جاسکے۔ سب فکر مند تھے کہ کیا کریں، میں نے اس دوران امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ آپ نے ریت میں ایک گڑھا کھودا اور اس میں ایک موٹا سا کپڑا بچھا کر اس کے اوپر سرکہ انڈیل دیا۔ سب لوگوں نے سرکے کے ساتھ گوشت کھایا اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی کہ آپ ہر کام میں کمال کر دیتے ہیں، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو تمہاری خواہش کے مطابق اللہ پاک نے میرے دماغ میں ایسی تدبیر ڈال دی، یہ تم پر رب کا فضل ہے۔(1)

واقعہ نمبر:65

دفینہ کی جگہ بھول جانے کا فراست سے حل بتادیا

قال رجل لابی حنیفة انی قد دفنت شیئا و لا ادری این دفنته من البیت قال وانا احری ان لا ادری به قال فبکی الرجل فقال ابوحنیفة قوموا بنا فقام ومعه نفر من اصحابه فاتی بهم الرجل الی منزله فقال این تکون من الدار واین موضع قماشك فادخلهم الی بیت فی الدار فقال لاصحابه لو کان هذا البیت لکم و معکم شیء تریدون ان تدفنوه کیف کنتم تصنعون فقال هذا کنت ادفنه هاهنا و قال آخر هنا وقال الآخر موضعا آخر حتی قالوا خمسة اقاویل فحفر منها موضعین و وجده فی الثالث

(1) مناقب ابی حنیفہ للموفق بن احمد مکی، 1 / 184، دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد ہند

وقال له اشكر الله الذی رده علیك.

ترجمہ: ایک شخص نے حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: حضور میں نے ایک قیمتی چیز گھر میں رکھی تھی مگر بھول گیا ہوں اس کے لیے بڑا پریشان ہوں، آپ کوئی تدبیر کریں۔ آپ نے فرمایا: میں اس کا کیسے بتا سکتا ہوں۔ وہ شخص رونے لگا۔ آپ نے حاضرین کو فرمایا: چلو ہمارے ساتھ آ جاؤ۔ تمام رفقاء آپ کے ساتھ اس شخص کے گھر گئے۔ آپ نے فرمایا: تم گھر کے کس حصے میں ہوتے ہو اور تمہاری خفیہ جگہ کون سی ہے؟ وہ شخص آپ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے رفقاء کو گھر کے ایک کمرے میں لے آیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ موجود لوگوں سے فرمایا: بتاؤ اگر یہ گھر تمہارا ہو، اور تم کوئی چیز دفنانا چاہو، تو گھر کے کس حصے میں دفناؤ گے؟ کسی نے کوئی جگہ بتائی تو کسی نے کوئی، یہاں تک کہ پانچ جگہ کی نشاندہی کر لی گئی، پھر ان میں سے دو جگہ کو کھودا، تو چیز نہ ملی، چنانچہ تیسری جگہ کھودی گئی، تو وہاں سے ہی اس شخص کی قیمتی چیز برآمد ہو گئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص سے فرمایا: اللہ پاک کا شکر ادا کرو جس نے یہ چیز تمہیں واپس عطا فرما دی ہے۔ (1)

واقعہ نمبر:66

امام ابو یوسف کے بارے میں پیشن گوئی

روی أنه كان من فراسة ابی حنیفة رحمه الله ان ابا یوسف مرض یوماً فقیل لأبی حنیفة توفی ابویوسف فقال لا یوجد كما قیل فقیل له من این علمت هذا قال لأنه

(1) مناقب ابی حنیفہ للموفق بن احمد مکی، 1/ 189، دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد ہند

خدم العلم فما لم یجتن ثمرته لا یموت فاجتنی ثمرته بان ولی القضاء فتوفی وترك سبع مائة رکاب ذهب فکان کما قال ابوحنیفة رحمه الله.

ترجمہ: حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ بیمار ہو گئے، تو امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نے کہا کہ حضرت امام ابو یوسف فوت ہو گئے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو یوسف فوت نہیں ہوئے یہ بات غلط ہے۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ کو یہ کیسے معلوم ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو یوسف نے علم کی بے پناہ خدمت کی ہے، مگر اسے ابھی تک اس کا پھل نہیں ملا یعنی ان کی علمی کوششوں کا انہیں صلہ نہیں ملا۔ اللہ پاک کسی کے علم کو بے ثمر نہیں کرتا۔ وہ جب تک اپنے علم کا پھل حاصل نہیں کر لیں گے فوت نہیں ہو سکتے۔ واقعی یہ خبر غلط نکلی۔ اور حضرت قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے علم کی خدمات سے بھرپور فائدہ اٹھایا، آپ قاضی بنے اور جب فوت ہوئے تو ان کے پاس سات سو رکاب سونا ورثے میں موجود تھا۔ جس طرح حضرت امام نے فرمایا تھا سارا معاملہ اسی طرح سر انجام پایا۔ (1)

واقعہ نمبر: 67

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ایک رافضی کا مکالمہ

حکی ان شیخاً من الرافضة کان یعرف بشیطان الطاق کان من حساد ابی حنیفة رحمه الله والمتعرضین له دخل الحمام یوماً وقد تقدمه ابوحنیفة فلما رآه قال یا نعمان مات استاذك واسترحنا منه وکان العهد قریباً بوفاة حماد بن ابی سلیمان

(1) مناقب ابی حنیفہ للموفق بن احمد مکی، 1/ 189، دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد ہند

فقال له ابو حنيفة استاذونا يموتون واستاذك من المنظرين الى يوم الوقت المعلوم فأفحمه فحل عند ذلك ميزره فصرف ابو حنيفة بصره عنه فقال له يا نعمان متى كف بصرك قال مذ هتك الله سترك وقيل انه كان بغير ميزر وابو حنيفة كلمه وهو صارف بصره عنه.

ثم ان ابا حنيفة بادر بالخروج من الحمام وانشأ يقول:

اقول وفي قولي بلاغ وحكمة وما قلت قولا جئت فيه بمنكر

الا يا عباد الله خافوا الهكم فلا تدخلوا الحمام الا بميزر

ترجمہ: کوفہ میں ایک بوڑھا رافضی تھا جو "شیطان الطاق" کے نام سے مشہور تھا۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے حاسدین اور آپ پر اعتراض کرنے والوں میں سے تھا۔ ایک دن حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حمام گئے تو یہ رافضی وہاں پہنچ گیا اور کہنے لگا: اے ابو حنیفہ! تمہارے استاد فوت ہو گئے ہیں اور شکر ہے ہم نے اس شخص سے نجات پائی۔ (امام صاحب کے استاد) حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کو ابھی زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہمارے استاد تو فوت ہوتے ہیں مگر تمہارے استاد (یعنی شیطان) کو قیامت تک مہلت دے دی گئی ہے۔ یہ بات سنتے ہی اس خبیث نے اپنا تہبند کھول دیا تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے منہ پھیر اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ اس نے کہا: اے ابو حنیفہ! تم کب سے اندھے ہوئے گئے؟ امام صاحب نے فرمایا: جب سے اللہ نے تیری غیرت اور حیا کو ختم کر دیا۔ وہ بے غیرت یونہی برہنہ بات کر رہا تھا جبکہ امام صاحب نے مسلسل اس سے نگاہیں پھیرے رکھیں یہاں تک کہ آپ جلدی سے حمام سے باہر نکلے گئے اور یہ شعر پڑھا:

ترجمہ: میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں اور میری نصیحت میں حکمت و دانائی ہے۔ میں اس میں ایسی کوئی بات نہیں کہوں گا جس میں بے حیائی ہو۔ اے اللہ کے بندو! اپنے اللہ سے ڈرو، حمام میں ننگے نہ آیا کرو بلکہ تہبند باندھ کر آیا کرو۔ (1)

واقعہ نمبر:68

ایک قدری کی اصلاح

انبأ اسحاق بن ابراهيم الحنظلى قاضى سمرقند قال خرجنا من سمرقند فى رفقة ومعنا رجل يرى رأى القدر فلما قدمنا الكوفة قلنا له بمن ترضى قال بأبى حنيفة قال فمضينا الى ابى حنيفة وعنده خلق كثير وهو يكتب الى بعض اخوانه قال فقمنا بين يديه وقلنا له قوم من سمرقند ومعنا رجل يرى رأى القدر وقد رضى بك فان رأيت ان تكلمه فلعل الله ان يهديه بك قلنا فلعله يتفرغ لكلامه ويضع الكتاب من يده قال فرماه بكلمة فاجاب ثم رماه باخرى فانتظر فبقى ساعة ثم اجابه ثم رماه بالثالث فجعل الرجل يحك رأسه وجسده وعرق وتحير ثم قال استغفر الله واتوب اليه جزاك الله يا أبا حنيفة عنى خيراً وعن جميع المسلمين كنت على شفير النار فأنقذنى الله على يدك.

ترجمہ: اسحاق بن ابراہیم حنظلی جو کہ سمرقند کے قاضی تھے وہ فرماتے ہیں: ہم سمرقند سے چند دوستوں کے ساتھ کوفہ آئے تو ہمارے ساتھ ایک ”قدریہ“ عقیدے کا آدمی بھی تھا۔ ہم نے کوفہ پہنچ کر اس سے پوچھا تمہاری گفتگو کس سے کرائی جائے؟ اس نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا نام لیا۔ ہم آپ کی مجلس میں پہنچے تو آپ سائلوں

(1) مناقب ابی حنیفہ للموفق بن احمد مکی، 1/ 169، دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد ہند

کے ایک گروہ میں گھرے ہوئے تھے اور اپنے شاگردانِ عزیز کو کچھ لکھوا بھی رہے تھے۔ ہم بھی آگے بڑھے اور عرض کی: حضور ہم سمرقند سے آئے ہیں اور ہمارے ساتھ ایک ایسا شخص ہے جو قدریہ عقیدہ رکھتا ہے اگر آپ اس کو گفتگو کا موقع دیں تو شاید اس کی اصلاح ہو جائے۔ ہم سمجھے آپ اپنے ہاتھ سے کتاب رکھ کر اس بندے سے کلام کرنے کے لیے فارغ ہوں گے مگر آپ نے اسی حالت میں قدری سے ایک سوال کیا اس نے اس کا فوراً جواب دیا۔ آپ نے پھر سوال کیا تو قدری تھوڑی دیر سوچنے لگا اور سوچ کر جواب دیا۔ آپ نے ایک اور سوال کیا تو وہ قدری اپنا سر اور جسم کھجانے لگا، اس کے پسینے نکل گئے اور حیران و پریشان ہو گیا، پھر بولا: میں اللہ پاک سے بخشش چاہتا ہوں اور اپنے عقائد سے توبہ کرتا ہوں۔ اے ابو حنیفہ! اللہ پاک آپ کو میری اور تمام مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے، میں تو جہنم کے کنارے پر کھڑا تھا، مگر اللہ پاک نے آپ کے ہاتھ پر مجھے بچا لیا۔(1)

واقعہ نمبر:69

سفاح کے سامنے کلمۂ حق

انبأ بشر بن الولید سمعت ابا یوسف سمعت داود الطائی یقول لما نزل ابو العباس بالکوفة وجه الی العلماء فجمعهم فقال ان هذا الأمر قد افضی الی اهل بیت نبیکم وحاکم الله بالفصل واقام الحق وانتم معاشر العلماء احق من اعان علیه ولکم الحباء والکرامة والضیافة من مال الله ما احببتم فبایعوه بیعة تکون لکم عند أمامکم حجة لکم وعلیکم وأمانا فی معادکم لا تلقون الله بلا امام فتکونوا ممن لا

(1) مناقب امام اعظم، جلد اول، ص 141، مکتبہ نبویہ لاہور

حجة له ولا تقولوا امير المؤمنين مهابة أن يقول الحق فنظر القوم الى ابى حنيفة فقال ان احببتم أن اتكلم عنى وعنكم فأمسكوا قالوا قد احببنا ذلك قال الحمد لله الذى بلغ الحق من قرابة نبيه صلى الله عليه و آله وسلم وامات عن جور الظلمة وبسط السنتنا بالحق قد بايعناك على امر الله والوفاء لك بعهدك الى قيام الساعة فلا اخلى الله هذا الأمر ممن قربه بنبيه فاجابه ابو العباس بجواب جميل وقال مثلك من خطب عن العلماء لقد احسنوا اختيارك واحسنت فى البلاغ فلما خرجوا قالوا له ما اردت بقولك الى قيام الساعة وقد ايقنت قال ان احلتم على احتلت لنفسى واسلمتكم للبلاء فسكت القوم وعلموا ان الحق ما صنع.

ترجمہ: حضرت داود طائی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے: جب خلیفہ عباسی ابو العباس کوفہ میں آئے تو انہوں نے کوفہ کے تمام علمائے کرام کو اپنے پاس بلایا اور اعلان کیا کہ آج امورِ سلطنت آپ کے نبی کی اولاد کے سپرد ہوئے ہیں۔ یہ اللہ پاک کا فیصلہ ہے، وہی حاکم ہے۔ اب وہ اولادِ رسول صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ذریعہ سے حق کو قائم کرے گا۔ اب آپ حضرات علمائے کرام پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ آپ لوگوں کو حق کی اعانت کرنے پر آمادہ کریں۔ آپ کو حکومت انعام واکرام بھی دے گی اور آپ کو بلند مناصب پر بھی فائز کیا جائے گا اور اب آپ علماء کے مشورے سے کام ہوں گے۔ چنانچہ آپ حضرات خلیفۂ وقت کی بیعت کرلیں تاکہ یہ کام نہایت سلیقے سے سرانجام پائیں اور قانونی حجت قائم ہوجائے اور تم لوگ اللہ پاک کی بارگاہ میں ایسی حالت میں نہ جاؤ کہ تمہارا کوئی امام نہ ہو اور تمہارے پاس کوئی حجت نہ رہے۔ اب تمام علمائے

کرام خاموش تھے۔ سب کی نگاہیں امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر لگی ہوئی تھیں کہ آپ کیا جواب دیتے ہیں۔ حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ نے علمائے کرام سے پوچھا: کیا آپ مجھے اجازت دیں گے کہ اپنی اور آپ کی طرف سے جواب دوں؟ سب نے اتفاق کیا کہ آپ ہی جواب دیں۔ آپ اٹھے اللہ پاک کی حمد و ثنا بیان کی اور حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم پر درود و سلام پیش کیا اور فرمایا: حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی قربت کی وجہ سے ہمیں حق ملا ہے اور ظالموں کے ظلم سے نجات ملی ہے اور اللہ پاک نے ہمیں حق بیان کرنے کی توفیق دی ہے۔ اے ابو العباس! ہم اللہ پاک کے حکم سے آپ کی بیعت کرتے ہیں اور آپ کے ساتھ وفاداری کا عہد کرتے ہیں اور قیامت تک نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی اولاد اور قربت والوں سے محبت کرتے رہیں گے اللہ پاک خلافت کو تا قیامت حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی اولاد میں رکھے۔

خلیفہ ابو العباس آپ کے اس جواب سے بڑے خوش ہوئے اور کہا: آپ جیسا خطیب آج دنیائے اسلام میں کوئی نہیں ہے۔ میں آپ کی قدر کرتا ہوں، میں ان علمائے کرام کی بھی تعریف کرتا ہوں جنہوں نے اپنی علمی بصیرت کا ثبوت دیتے ہوئے آپ کو منتخب کیا ہے۔ جب دربار سے باہر نکلے تو دیگر علماء نے پوچھا: "قیامت تک" کہنے سے آپ کی کیا مراد تھی؟ کیا آپ کو یقین ہو گیا تھا کہ یہ لوگ قیامت تک رہیں گے؟ آپ نے فرمایا: آپ لوگوں نے مجھے ایک اہم کام دیا تھا میں نے آپ لوگوں کی جان چھڑا دی اور اپنے لیے حیلہ کر لیا۔ تمام علمائے کرام خاموش ہو گئے اور انہیں معلوم ہو گیا کہ جو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے کیا وہی درست تھا۔ [1]

(1) مناقب امام اعظم، جلد اول، ص 149، مکتبہ نبویہ لاہور

واقعہ نمبر:70

امام ربیعہ کو لاجواب کر دیا

انبأ بشر بن یحیی قال سمعت محمد بن الحسن رحمه الله یقول سمعت ابا یوسف یقول لما قدم ربیعة بن عبد الرحمن الكوفة هیئات له مسئلة فیها خلاف بین ابی حنیفة وبین ابن أبی لیلی رحمهما الله فقلت اسئله فان اجاب بقول أبی حنیفة کلمته علی مذهب ابن أبی لیلی وان اجاب بقول ابن أبی لیلی کلمته علی مذهب أبی حنیفة وکنت احب ان یکون السؤال بحضرة ابی حنیفة فتحینت ذلك الوقت حتی کان بینهما اجتماع فسألت ربیعة فقلت له ما تقول فی عبد بین اثنین اعتق احدهما نصیبه وهو موسر فقال لا یعتق شیء من العبد فلم یجب بقول ابی حنیفة ولا بقول ابن أبی لیلی فانتقض علی ما کنته هیأته وعرف ابو حنیفة ذلك منی فجعل یتبسم فقلت لربیعة لم لا یعتق العبد قال لأنه ضرر علی شریکه وقال النبی صلی الله علیه وآله وسلم لا ضرر ولا اضرار فی الاسلام فقال له ابو حنیفة ان کان کما تقول فالضرر علی المعتق دون شریکه فقال وکیف قال لأن شریکه یرجع علیه ببدل ما یخرج من ملکه والمعتق یمنع من عتق عبده والتصرف فی ملکه فالضرر علیه اکثر مما علی شریکه فانقطع ربیعة وسکت.

ترجمہ: حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ربیعہ بن عبد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کوفہ آئے۔ میں نے ان سے پوچھنے کے لیے ایک ایسا سوال تیار کیا جس میں امام ابو حنیفہ اور ابنِ ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہما کے درمیان اختلاف تھا۔ میں نے سوچا کہ اگر وہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق جواب دیں گے تو ان پر ابنِ ابی

لیلیٰ کا مؤقف بطورِ اعتراض وارد کر دوں گا اور اگر ان کا جواب ابنِ ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق ہوا تو امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ پیش کر دوں گا۔ میں یہ چاہتا تھا کہ یہ گفتگو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی موجودگی میں ہو۔ میں وقت کی تلاش میں رہا ایک دن اتفاق سے دونوں حضرات ایک مجلس میں موجود تھے، میں نے اٹھ کر کہا: اے ربیعہ! آپ اس غلام کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو دو شخصوں کا مشترک ہو اور ان میں سے ایک دولت مند ہو جو اپنا آدھا حصہ معاف کر دے اور اسے اپنی طرف سے آزاد کر دے۔ ربیعہ نے کہا: اس طرح اس کا کوئی حصہ آزاد نہیں ہو گا۔ ربیعہ نے نہ تو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق جواب دیا نہ ابنِ ابی لیلیٰ کے مطابق۔ اس جواب سے میرا مقصد پورا نہ ہوا جس کی میں تیاری کر کے آیا تھا۔ حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ میرا مقصد جان گئے اور انہوں نے مسکراتے ہوئے مجھے دیکھا۔ پھر میں نے ربیعہ سے پوچھا: اس غلام کا کچھ بھی آزاد نہیں ہوا، اس کی وجہ کیا ہے؟ ربیعہ نے کہا: اس لیے کہ مفلس ساتھی کا نقصان ہو گا اور حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نقصان دینا اور نقصان اٹھانا دونوں اسلام میں روا نہیں۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر آپ کی تشریح تسلیم کر لی جائے تو ضَرَر معتق (آزاد کرنے والا) کا ہے۔ انہوں نے فرمایا: وہ کیسے؟ امام صاحب نے فرمایا: کیونکہ مُعتِق کا شریک معتق کی طرف رجوع کرے گا، اس بدلے کے لیے جو اس کی ملک سے نکلا ہے یعنی آزادی کی وجہ سے اپنا حصہ آزاد کرنے والے شریک سے وصول کر لے گا، مگر اس کی آزادی کا حکم نہ دیں تو معتِق نہ تو شریک کے حصے کو آزاد کرنے پر قادر ہو گا اور نہ ہی اپنی ملک میں تصرف کرنے کا، تو

اس اعتبار سے معتق (آزاد کرنے والے) کو زیادہ ضرر پہنچا بہ نسبت اس کے شریک کے۔ حضرت ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ لاجواب ہو کر خاموش رہے۔ (1)

واقعہ نمبر:71

ایک سفید پوش شخص کی حاجت روائی

حکی ان رجلا ذا ثراء وعفة وحیاء افتقر وکان یتجلد ویتصبر علی ذلك حتی عضه الجوع وخبطه الضر وشکت الیه امرأته جوعها وجوع ابنتها الصغیرة وقالت عشنا دھراً طویلا العمر فی نعمة و رفاھیة منك و رجینا الایام واللیالی فی رغد من العیش بحسن اھتمامك بنا والآن قد مستنا الضراء واجدب الفناء وصفر الاناء وحل البلاء فحل السؤال وکان الرجل یتصبر ویتوقع الفرج السماوی الی ان رأت ابنته باکورة قناء وتطلعت وثاقت نفسها الی ذلك فشکت ذلك الی ابیها فمس کبده من ذلك کبد. وکان لم یبق له سبد ولا لبد. فخرج علی عزم السؤال وقصد مجلس البرکة وھو مجلس ابی حنیفة وجلس فی مجلسه ملیا واخذه المقیم کان یقیمه الحاجة القادحة ویقعده الحیاء المتناھی وغشی علیه حیائه ثم انتفض المجلس عن اھله وتفرقوا وخرج ذلك الرجل ولم یبد حاجته ولم یظھر فاقته وعرف ابوحنیفة ذلك فی صفحات وجھه فاتبعه حتی دخل الرجل داره فقالت له امرأته ما شأنك فقص علیھا القصة واعلم ابوحنیفة باب تلك الدار فلما جن اللیل وارخی سدول ظلامه وھدأ الناس جعل ابوحنیفة فی کمه خمسة آلاف درھم ودق الباب فلما اجابوه قال ابوحنیفة

(1) مناقب ابی حنیفہ للموفق بن احمد مکی، 1 / 104، دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد ہند

وضعت ایھا الرجل عند بابك شیئا ھولك و رجع مسرعاً لئلا یری ذل الاخذ فی وجھه فاخذ الرجل الصرۃ ولم یحلھا بل بقی متفکراً فقالت له امرأته لم لاتحلھا قال اخشی ان یکون صدقة ذمی فاشتم لذلك رائحة محبته وقد قال تعالی یا أیھا الذین آمنوا لاتتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء تلقون الیھم بالمودۃ. قالت له امرأته حلھا لعل اللہ تعالی یحل ھذہ العقدۃ بحلك عقدۃ ھذہ الصرۃ فحلھا وفیھا مکتوب ھذا المقدار جاء به ابوحنیفة الیك من وجه حلال فلیفرغ بالك.

ترجمہ: کوفہ میں ایک شخص بہت مالدار تھا، وہ بڑا خود دار اور حیادار بھی تھا، ایک ایسا وقت آیا کہ وہ غریب اور محتاج ہو گیا۔ وہ مشقت اٹھاتا اور صبر کرتا رہا یہاں تک کہ اسے بھوک، غربت اور معاشی بد حالی نے دبا لیا۔ اس کی بیوی نے اس سے اپنی اور اپنی ننھی بیٹی کی بھوک کی شکایت کی اور کہا کہ ہم نے ایک عرصہ نعمتوں اور آسائشوں میں گزارا ہے اور آپ کے حسنِ اہتمام کی بدولت بہت عیش و عشرت کی زندگی بسر کی ہے، مگر اب بھوک اور فاقے نے فنا کر دیا ہے، ہمارے کھانے کے برتن خالی رہ گئے ہیں اور اس قدر مصائب اور بلائیں آگئی ہیں کہ ہمارے لیے کسی سے سوال کرنا جائز ہو گیا ہے، مگر وہ شخص صابر تھا اور اس امید میں تھا کہ اللہ پاک ہی اس کے لیے کشادگی فرما دے گا۔ ایک دن اس کی بچی نے بازار میں ککڑی دیکھی۔ اس کا دل اس ککڑی کی طرف مائل ہوا، تو اس نے اپنے باپ سے اس کی خواہش ظاہر کر دی، جس نے اس کے باپ کے دل پر چوٹ لگائی اور اس کے پاس سوال کے علاوہ کوئی چارہ نہ رہا۔ وہ گداگری کی نیت سے باہر نکلا اور سب سے پہلے اسے کسی بابرکت مجلس کی تلاش تھی اور وہ مجلس امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی بابرکت مجلس تھی۔ وہ قدم

بڑھاتا آپ کی مجلس میں آ پہنچا۔ تھوڑی دیر بیٹھا رہا مگر اسے شرم و حیاء اجازت نہ دیتی تھی کہ آپ سے سوال کرے۔ کچھ دیر کے بعد لوگ منتشر ہو گئے، تو وہ شخص بھی مجلس سے اٹھ کر گھر کو روانہ ہو گیا اور اپنی حاجت کو ظاہر کیا نہ ہی اپنے فاقوں کا تذکرہ کیا۔ مگر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے چہرے کے صفحات پر اس کی فقر و فاقہ کی عبارت کو پڑھ لیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا پیچھا کیا، یہاں تک کہ وہ اپنے گھر کے اندر داخل ہو گیا۔ بیوی نے پوچھا کیا بنا؟ تو اس نے سارا واقعہ سنایا اور کہا: میں تو اس بابرکت مجلس میں بھی کچھ نہ مانگ سکا اور حیا میرے آڑے آ گئی۔ امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے دروازے کی پہچان کر لی، جب رات کی سیاہی چھا گئی، ہر طرف اندھیرا ہو گیا اور لوگ اپنی آرام گاہوں میں چلے گئے تو امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جیب میں پانچ ہزار درہم ڈالے اور اس شخص کا دروازہ کھٹکھٹایا، جب انہوں نے جواب دیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے آپ کے لیے دروازے کے باہر ایک چیز رکھی ہے اسے لے لیجیے، وہ آپ ہی کے لیے ہے اور یہ کہہ کر آپ تیزی سے واپس آ گئے، تاکہ اس کے چہرے کی شرمندگی نہ دیکھنی پڑے۔ اس شخص نے تھیلی اٹھالی، مگر اس کو کھولا نہیں، بلکہ کسی سوچ میں مبتلا ہو گیا۔ اس کی بیوی نے اس سے کہا: اسے کھولتے کیوں نہیں؟ اس نے کہا: مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ کہیں اس میں کسی ذمی کا صدقہ نہ ہو کہ جس کی بدولت میرے دل میں اس کی محبت پیدا ہو جائے، جبکہ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا ہے کہ اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمن کو دوست نہ بناؤ کہ تم ان سے محبت کے جذبات رکھنا شروع کر دو۔ اس عورت نے کہا: آپ اس کو کھولیں تو سہی، ہو سکتا ہے اس کو کھولنے سے یہ معاملہ بھی حل ہو جائے کہ یہ کس کی طرف سے آئی ہے۔ جب اس شخص نے

اسے کھولا، تو اس میں ایک کاغذ پر لکھا ہوا تھا "یہ تھوڑا سا مال ہے جو ابو حنیفہ کی حلال کی کمائی ہے اسے استعمال میں لاؤ واپس نہ کرنا"۔[1] (یاد رہے کہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ رقعہ مجبوراً لکھ کر رکھا تھا تاکہ انہیں کوئی غلط فہمی نہ ہو اور اس شخص کو جو ڈر تھا کہ ذمی کا مال نہ ہو امام صاحب کے اس رقعہ کے سبب اس خدشے کا بھی ازالہ ہو گیا)۔

نصیحت: دوسروں کی مدد کرنے میں ہمارے بزرگوں کا کردار اس حدیث مبارکہ کی طرح تھا کہ ایک ہاتھ دو تو دوسرے کو پتہ نہ چلے، اپنی نیکی کو لوگوں سے چھپاتے تھے کہ ریاکاری نہ ہو جائے اور ایک آج کا زمانہ ہے کہ دس لوگ مل کر کسی ایک غریب کو آٹے کا تھیلا دلا دیں تو تصویریں اور ویڈیوز بنا کر جب تک تشہیر نہ کر لیں گویا ان کی نیکی قبول ہی نہیں ہوتی، عوام تو عوام بعض خواص بھی اس لت کا شکار ہو چکے ہیں۔ اللہ پاک سے اخلاص کا سوال ہے۔

واقعہ نمبر:72

تیس ہزار درہم بیت المال میں رکھوادیے

عن یوسف السمتی أن أبا جعفر المنصور أجاز أبا حنیفة بثلاثین ألف درهم فی دفعات فقال: یا أمیر المؤمنین إنی ببغداد غریب، ولیس لها عندی موضع فاجعلها فی بیت المال فأجابه المنصور إلی ذلك قال: فلما مات أبو حنیفة أخرجت ودائع الناس من بیته، فقال المنصور: خدعنا أبو حنیفة.

ترجمہ: ابو جعفر منصور نے متفرق اوقات میں امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو تیس ہزار درہم تک دیے تو آپ نے فرمایا: امیر المومنین! میں بغداد میں مسافر ہوں

(1) مناقب ابی حنیفہ للموفق بن احمد مکی، 1 / 265، دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد ہند

اور میرے پاس ان کے رکھنے کی کوئی جگہ نہیں لہذا آپ انہیں بیت المال میں شامل کر لیجیے۔ خلیفہ منصور نے آپ کی بات مان لی۔ جب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تو آپ کے گھر سے لوگوں کی امانتیں نکلیں (جو لوگوں نے حفاظت کے لیے آپ کے پاس رکھوائی تھیں) یہ دیکھ کر منصور نے کہا: ابو حنیفہ نے ہمیں دھوکے میں رکھا۔ (جبکہ امام صاحب نے خلیفہ کا مال قبول اس لیے نہ فرمایا کہ بادشاہوں کے مال میں لوگوں کا حق شامل ہوتا ہے۔)(1)

واقعہ نمبر:73

دشمن کی بھی غیبت نہیں کرتے

حدثنا یحیی الحمانی قال: سمعت ابن المبارك يقول: قلت لسفيان الثوری: يا أبا عبد الله ما أبعد أبا حنيفة من الغيبة ما سمعته يغتاب عدوا له قط قال: هو والله أعقل من أن يسلط على حسناته ما يذهب بها.

ترجمہ: ابنِ مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: اے ابو عبد اللہ! ابو حنیفہ غیبت سے کوسوں دور تھے، میں نے انہیں اپنے دشمن کی غیبت کرتے ہوئے بھی نہیں سنا، سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وہ بہت سمجھدار تھے، انہوں نے اپنی نیکیوں پر ایسی چیز مسلط نہ کی جو انہیں ضائع کر دے۔(2)

واقعہ نمبر:74

گستاخِ شیخین کا انجام

حدثنا إسماعيل بن حماد بن أبي حنيفة قال: كان لنا جار طحان رافضی، وكان له

---

(1) تاریخ بغداد، 13/357، دار الکتب العلمیہ بیروت

(2) مناقب ابی حنیفہ للموفق بن احمد مکی، 1/190، دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد ہند

بغلان سمی أحدهما أبا بكر، والآخر عمر فرمحه ذات ليلة أحدهما فقتله فأخبر أبو حنيفة فقال: انظروا البغل الذى رمحه الذى سماه عمر فنظروا فكان كذلك.

ترجمہ: اسماعیل بن حماد جو امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہمارے پڑوس میں ایک رافضی شیعہ رہتا تھا، اسے حضرات صحابۂ کرام علیہم الرضوان سے حد درجہ بغض وعداوت تھی۔ اس کے دو خچر تھے ایک کا نام اس نے ابو بکر دوسرے کا عمر رکھا ہوا تھا۔ العیاذ باللہ۔ ایک روز ان خچروں میں سے ایک نے لات مار کر اس ظالم رافضی کو ہلاک کر دیا۔ امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو خبر دی گئی تو امام صاحب نے فرمایا: جا کر دیکھ لو یقیناً یہ وہی خچر ہو گا جس کو یہ رافضی ظالم "عمر" کہہ کر پکارتا تھا۔ جب تحقیق کی گئی تو بات وہی نکلی جو امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہی تھی۔[1] اللہ نے عمر کے نام کی لاج رکھوائی اور حضرت عمر کی شان میں گستاخی کرنے والے کو دنیا میں خچر کی لات سے مر جانے کی رسوائی دلوائی۔ خسر الدنیا والآخرۃ۔

واقعہ نمبر: 75

کعبۃ اللہ پر پہلی نظر پڑتے ہی کون سی دعا پڑھنی چاہیے؟

أن أبا حنيفة أوصى رجلا يريد السفر إلى مكة بأن يدعو الله عند مشاهدة البيت باستجابة دعائه فإن استجيبت هذه الدعوة صار مستجاب الدعوة.

ترجمہ: ایک شخص مکہ مکرمہ جانے لگا تو امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے وصیت کی کہ جب کعبہ شریف کو دیکھو تو دعا کرنا اللہ پاک تمہاری دعائیں قبول فرمالے،

(1) تاریخ بغداد، 13/362، دار الکتب العلمیہ بیروت

اگر یہ دعا قبول ہو گئی تو مستجاب الدعوات بن جاؤ گے۔[1]

واقعہ نمبر:76

بادشاہ کا تحفہ نہیں چاہیے

قال خارجة بن مصعب:أجاز المنصور أبا حنيفة بعشرة آلاف درهم فدعى ليقبضها فشاورني، وقال:هذا رجل إن رددتها عليه غضب، وإن قبلتها دخل على في ديني ما أكرهه؟ فقلت:إن هذا المال عظيم في عينه فإذا دعيت لتقبضها فقل:لم يكن هذا أملي من أمير المؤمنين،فدعى ليقبضها فقال ذلك، فرفع إليه خبره فحبس الجائزة قال:فكان أبو حنيفة لا يكاد يشاورني في أمره غيري.

ترجمہ: خارجہ بن مصعب کا بیان ہے کہ خلیفہ منصور نے امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو دس ہزار درہم بطورِ انعام دینے کا ارادہ کیا اور پیغام بھیجا کہ آ کر لے لیں، انہوں نے مجھ سے مشورہ کیا اور فرمایا: یہ وہ شخص ہے کہ اگر میں اسے واپس کر دوں گا تو ناراض ہو جائے گا اور اگر میں یہ درہم لے لوں گا تو وہ میرے دینی معاملات میں ایسی دخل اندازی کرے گا جو مجھے پسند نہیں۔ میں نے کہا: یہ مال اس کی نظر میں بہت وقعت رکھتا ہے، اس لیے اگر آپ کو اس پر قبضہ کرنے کے لیے بلایا جائے تو فرمایئے گا: مجھے امیر المؤمنین سے اس کی توقع نہیں تھی۔ جب آپ کو بلایا گیا تو آپ نے یہی بات کی، یہ بات جب منصور تک پہنچی تو اس نے انعام روک دیا۔ خارجہ فرماتے ہیں: اس

(1) البحر الرائق، 2/572، دار الکتب العلمیہ بیروت

کے بعد امام ابو حنیفہ میرے علاوہ کسی سے مشورہ نہیں کرتے تھے۔ (1)

واقعہ نمبر:77

اِنہیں جولاہا مت کہو

حکی عن أبی سلیمان الجوزجانی ان أبا حنیفة رحمه الله کان بمکة وکان عیسی بن موسی والی مکة فاحتاج الی شرط یکتب له فقال لابن شبرمة اکتب وقال لابن أبی لیلی اکتب فکان اذا کتب هذا افسده هذا حتی قدم ابو حنیفة فدخل علی الأمیر فقال الامیر احتجنا الی شرط کذا وکذا فقال ابو حنیفة قل لکاتبك لیکتب فاملی علیه ابو حنیفة الکتاب فدخل ابن شبرمة وابن أبی لیلی فقرأ الکتاب علیهما فلم یقدرا ان یقولا شیئا فلما خرجا من عنده قال احدهما لصاحبه اما تری هذا الحائك جاء فی ساعة فکتبه فقال له الآخر لا تقل له الحائك فان الحائك عندی من لا یقدر ان یکتب هذا القدر.

ترجمہ: عیسیٰ بن موسیٰ عباسیوں کی طرف سے مکہ کا والی تھا۔ حج کے زمانہ میں وہاں قاضی ابنِ ابی لیلیٰ اور ابنِ شبرمہ سرکاری قاضی موجود تھے، عیسیٰ والیِ مکہ کو کسی کام کے لیے ایک دستاویز لکھوانے کی ضرورت پیش آئی، اس نے ان دونوں حضرات سے لکھنے کا کہا، ایک لکھتا تو دوسرا اس میں نقص نکال دیتا یوں وہ دستاویز تیار نہ ہو سکی، آخر کار امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ والیِ مکہ کے ہاں تشریف لائے، والیِ مکہ نے ان سے کہا: ہمیں اس اس طرح کی ایک دستاویز کی حاجت ہے، امام صاحب نے فرمایا: کاتب کو

(1) تاریخ بغداد، 13/357، دار الکتب العلمیہ بیروت

بلوائیے ابھی لکھوا دیتا ہوں، چنانچہ کاتب کو بلوایا گیا اور امام صاحب نے وہیں بیٹھے بیٹھے دستاویز لکھوا کر والی مکہ کے حوالے کر دی۔ حضرت ابنِ شبرمہ اور ابنِ ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہما تشریف لے آئے، والیِ مکہ نے ان کو پڑھ کر سنایا، دونوں حضرات اس میں کوئی نقص نہ نکال سکے۔ جب دونوں قاضی حضرات دربار سے باہر آئے تو ایک نے دوسرے سے کہا: تم نے اس جولاہے (کپڑا بنانے والے) کو دیکھا کہ وہ آیا اور دستاویز لکھ دی، دوسرے نے کہا: بھائی! انہیں جولاہا نہ کہو بلکہ میری نظر میں تو جولاہا وہ ہے جو اتنی سی دستاویز لکھنے کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو۔ (1)

واقعہ نمبر: 78

امام ابو یوسف سے دھوبی کی اجرت کے بارے استفتاء

لما جلس أبو یوسف رحمه الله تعالی للتدریس من غیر إعلام أبی حنیفة رحمه الله فأرسل إلیه أبو حنیفة رحمه الله رجلا فسأله عن خمس مسائل: الأولی: قصار جحد الثوب وجاء به مقصورا، هل یستحق الأجر أم لا؟ فأجاب أبو یوسف رحمه الله: یستحق الأجر.

فقال له الرجل: أخطأت فقال: لا یستحق فقال: أخطأت، ثم قال له الرجل: إن کانت القصارة قبل الجحود، استحق، وإلا لا.

الثانیة: هل الدخول فی الصلاة بالفرض أم بالسنة؟ فقال: بالفرض، فقال أخطأت. فقال بالسنة. فقال أخطأت فتحیر أبو یوسف رحمه الله. فقال الرجل: بهما

---

(1) مناقب ابی حنیفہ للموفق بن احمد مکی، 1 / 169، دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد ہند

لأن التكبير فرض، و رفع اليدين سنة.

الثالثة: طير سقط في قدر على النار، فيه لحم ومرق؛ هل يؤكل أم لا؟ فقال يؤكل فخطأه. فقال: لا يؤكل فخطأه ثم قال: إن كان اللحم مطبوخا قبل سقوط الطير يغسل ثلاثا ويؤكل وترمى المرقة وإلا يرمى الكل.

الرابعة: مسلم له زوجة ذمية ماتت وهي حامل منه؛ تدفن في أي المقابر؟ فقال أبو يوسف رحمه الله في مقابر المسلمين. فخطأه، فقال في مقابر أهل الذمة فخطأه، فتحير أبو يوسف فقال: تدفن في مقابر اليهود، ولكن يحول وجهها عن القبلة حتى يكون وجه الولد إلى القبلة لأن الولد في البطن يكون وجهه إلى ظهر أمه.

الخامسة: أم ولد لرجل، تزوجت بغير إذن مولاها فمات المولى، هل تجب العدة من المولى؟ فقال: تجب، فخطأه ثم قال: لا تجب فخطأه ثم قال الرجل: إن كان الزوج دخل بها لا تجب وإلا وجبت.

فعلم أبو يوسف تقصيره فعاد إلى أبي حنيفة رحمه الله فقال: تزببت قبل أن تحصرم ثم قال: من ظن أنه يستغني عن التعلم فليبك على نفسه.

ترجمہ: امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو اطلاع دیے بغیر تدریس کے لیے بیٹھ گئے، امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو اس کی خبر ہوئی تو آپ نے اپنے ایک دوسرے شاگرد کو پانچ سوالات اور اس کے جوابات بتا کر امام ابو یوسف کے پاس بھیجا اور فرمایا کہ جاؤ ابو یوسف سے یہ سوالات کرنا۔ اس شخص نے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے پہلا سوال یہ کیا کہ ایک آدمی نے دھوبی کو اپنا کپڑا دھونے کے لیے دیا، جب وہ کپڑا لینے گیا تو دھوبی نے انکار کر دیا اور کہا کہ تمہارا کپڑا میرے پاس نہیں ہے۔ پھر کچھ دنوں کے

بعد دھوبی اس کا کپڑا دھو کر اس کے پاس لے آیا، اب وہ دھوبی اجرت کا مستحق ہو گا یا نہیں؟ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اجرت کا مستحق ہو گا، اس شخص نے کہا، آپ نے غلط کہا، امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اجرت کا مستحق نہیں ہو گا، اس نے کہا: آپ نے غلط کہا ہے۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ حیرت میں پڑ گئے کہ جب دونوں غلط ہیں، تو پھر صحیح کیا ہے؟ اس شخص نے کہا: اگر دھوبی نے وہ کپڑا انکار کرنے سے پہلے دھویا تھا تو اجرت کا مستحق ہو گا، ورنہ نہیں۔ پھر اس نے دوسرا سوال کیا کہ بتائیے! آدمی نماز میں سنت کے ذریعے داخل ہوتا ہے یا فرض کے ذریعے؟ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: فرض کے ذریعے۔ اس نے کہا: غلط۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: سنت کے ذریعے۔ اس نے کہا: غلط۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ حیران ہوئے تو اس نے بتایا کہ دونوں کے ذریعے، اس لیے کہ تکبیر تحریمہ فرض ہے اور نماز شروع کرتے وقت رفع یدین (دونوں ہاتھوں کو کانوں کی لو تک اٹھانا) سنت ہے۔ پھر اس نے تیسرا سوال کیا کہ بتائیے! ہانڈی چولہے پر تھی جس میں گوشت اور شوربا پک رہا تھا، اسی ہانڈی میں پرندہ گر گیا، تو گوشت اور شوربا کھایا جائے گا یا نہیں؟ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ کھایا جائے گا، تو اس نے کہا: غلط، پھر آپ نے فرمایا کہ نہیں کھایا جائے گا، تو بھی اس نے کہا کہ غلط ہے۔ پھر اس نے کہا: اگر پرندہ گرنے سے پہلے گوشت پک چکا تھا، تو گوشت کو تین بار دھو کر کھا لیا جائے اور شوربا پھینک دیا جائے، ورنہ پورا سالن ہی پھینک دیا جائے گا۔ پھر اس نے چوتھا سوال کیا کہ بتائیے! ایک مسلمان ہے اس کی بیوی ذمیہ تھی اور وہ اس مسلمان سے حاملہ تھی، وہ مر گئی، تو اس کو کس قبرستان میں دفن کیا جائے؟ امام ابو یوسف

رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: مسلمانوں کے قبرستان میں۔ اس نے کہا: غلط۔ پھر امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ذمیوں کے قبرستان میں۔ اس نے کہا: غلط ہے۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ پریشان ہوئے، تو اس نے کہا کہ یہودیوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے لیکن اس کا چہرہ قبلے سے پھیر دیا جائے، تاکہ بچے کا چہرہ قبلہ کی جانب ہو جائے، اس لیے کہ جب بچہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے، تو اس کا چہرہ اس کی ماں کی پیٹھ کی طرف ہوتا ہے۔ پھر اس نے پانچواں سوال کیا کہ بتایئے! ایک شخص کی امِ وَلد نے اپنے آقا کی اجازت کے بغیر نکاح کر لیا اور اس کا آقا مر گیا تو اس کے آقا سے اس پر عدت واجب ہو گی یا نہیں؟ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: واجب ہو گی۔ اس نے کہا: غلط۔ پھر امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: واجب نہیں ہو گی۔ اس نے پھر کہا: غلط ہے۔ پھر اس نے کہا کہ اگر شوہر نے اس سے دخول کر لیا ہے تو عدت واجب نہیں ہو گی ورنہ ہو گی۔ اب امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اور آپ اٹھ کر امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پہنچے تو امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تم انگور پکنے سے پہلے ہی توڑ رہے تھے، پھر فرمایا: جو شخص یہ گمان کر لے کہ وہ طلبِ علم سے بے نیاز ہو گیا تو وہ خود پر روئے۔[1]

واقعہ نمبر: 79

توسیعِ حرم کا ہاتھوں ہاتھ حل

حجّ المنصور فرأى صغر المسجد الحرام وشعثه وقلّة معرفتهم بحرمته ورأى الاعرابيّ يطوف بالبيت على بعيره وبجاويّه فساءه ذلك وعزم على شراء ما

---

(1) الاشباہ والنظائر، ص 364، دار الکتب العلمیہ بیروت

حوله من الدور وزيادتها فيه وتفخيمه وتجصيصه فجمع أصحابها ورغّبهم فی الأموال الجنّة فتابّوا عن بيعها وصنّوا بجوار بيت الله الحرام فاهتمّ لذلك ولم يجز ان يغصبها عليهم ولم يظهر للناس ثلاثة أيّام وتحدّث الناس بذلك وابوحنيفة فی تلك السنة حاجّ ليس له بعد ذكر ولا ظهر الناس على فقهه وصائب رايه قال فقصد خيامه وكانت بالأبطح فسأل عن أمير المؤمنين وما الّذی غيّب شخصه فذكرت القصّة فقال هذا باب هيّن لو قد لقيته عرضته عليه فأنهى ذلك اليه فامر بإحضاره فلمّا سأله عن ذلك قال ابوحنيفة يحضرهم أمير المؤمنين فيسألهم أهذه الكعبة نزلت عليكم أم أنتم نزلتم عليها فان قالوا نزلت علينا كذّبوا لان منها دحيت الأرض وان قالوا نحن نزلنا عليها فجوابهم انه قد كثر زوّارها وضاقت ساحتها فهی احقّ بفنائها ففرّغوه لها فلمّا جمعهم وسألهم قال سفيرهم وكان رجلا هاشميّا نحن نزلنا عليها قال ردّوا فناءها فقد كثر زوّارها واحتاجت اليه فبهتوا ورضوا بالبيع.

ترجمہ: خلیفہ منصور نے ایک مرتبہ حج کے موقع پر دیکھا کہ مسجدِ حرام کافی تنگ ہے، صفائی کا زیادہ خیال نہیں رکھا جارہا، لوگ اس کی حرمت کا پاس نہیں رکھتے بلکہ دیکھا کہ دیہاتی اپنے اونٹ پر طوافِ کعبہ کررہا ہے تو خلیفہ کو یہ بہت برا لگا اس نے مسجد حرام وسیع اور بڑی کرنے اور اسے رنگ وروغن کرنے کے خاطر ارد گرد کے مکانات خریدنے کا فیصلہ کیا چنانچہ وہاں کے مکینوں کو بلاکر خطیر رقم کی پیشکش کی، مگر وہ لوگ حرم کا پڑوس چھوڑنے پر کسی طرح راضی نہیں ہوئے۔ خلیفہ منصور بہت پریشان ہوا۔ زبردستی کرکے مکانات غصب بھی نہیں کرسکتا تھا، تین دن تک لوگوں کو مناتا رہا مگر لوگ نہ مانے، امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ بھی حج کے لیے گئے ہوئے تھے، ابھی

لوگوں میں آپ کی شہرت نہ ہوئی تھی اور نہ آپ فقاہت و ذہانت کے چرچے ہوئے تھے، جب امام صاحب کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو خود خلیفہ کے پاس گئے اور کہا کہ یہ معاملہ بہت آسان ہے۔ مکان کے مالکوں کو بلا کر ان سے دریافت کریں کہ کعبہ تمہارے پڑوس میں اُترا ہے یا تم اس کے پڑوس میں آکر آباد ہوئے ہو؟ اگر وہ جواب دیں کہ کعبہ ہمارے پاس اُترا ہے تو یہ جھوٹ ہے اور اگر وہ جواب دیں کہ ہم کعبہ کے پڑوس میں آئے ہیں تو ان سے کہا جائے گا کہ اب اس کے زائرین و حجاج زیادہ ہو گئے ہیں اور مہمانوں کے لیے اس کا صحن تنگ ہو گیا ہے اور کعبہ اپنے میدان یعنی کشادگی کا زیادہ حقدار ہے، اس لیے اس کی زمین خالی کر دو، چنانچہ اس رائے کے مطابق خلیفہ منصور نے مکان کے مالکوں کو طلب کر کے یہی بات کہی تو ان کے ہاشمی نمائندے نے اقرار کیا کہ ہم لوگ کعبہ کے پڑوس میں آباد ہوئے ہیں یقیناً اس کی زائرین زیادہ ہو گئے ہیں اور حرم شریف کشادگی کا زیادہ حقدار ہے چنانچہ سب لوگ اپنے مکانات فروخت کرنے پر راضی ہو گئے۔ اس طرح حرمِ کعبہ کی توسیع ہوئی۔ [1]

واقعہ نمبر: 80

بادشاہِ وقت کی اصلاح

وكان حسان قد أخذ رأي الخوارج عن خاله حفص بن أشيم، وكان من علماء الخوارج وفقهائهم.

ولما بلغ المنصور خروج حسان قال: خارجي من همدان؟ قالوا: إنه ابن أخت

---

(1) احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم، ص 75، دار صادر بیروت

حفص بن أشيم. فقال: فمن هناك؟ وإنما أنكر المنصور ذلك لأن عامة همدان شيعة لعلي، وعزم المنصور على إنفاذ الجيوش إلى الموصل والفتك بأهلها.

فأحضر أبا حنيفة، وابن أبي ليلى، وابن شبرمة، وقال لهم: إن أهل الموصل شرطوا إلي أنهم لا يخرجون علي، فإن فعلوا حلت دماؤهم وأموالهم، وقد خرجوا.

فسكت أبو حنيفة وتكلم الرجلان وقالا: رعيتك، فإن عفوت فأهل ذلك أنت، وإن عاقبت فبما يستحقون. فقال لأبي حنيفة: أراك سكت يا شيخ؟ فقال: يا أمير المؤمنين، أباحوك ما لا يملكون، أرأيت لو أن امرأة أباحت فرجها بغير عقد نكاح وملك يمين، أكان يجوز أن توطأ؟ قال: لا! وكف عن أهل الموصل وأمر أبا حنيفة وصاحبيه بالعود إلى الكوفة.

ترجمہ: حسان نامی شخص نے اپنے ماموں حفص بن اشیم سے خارجی نظریہ اپنا لیا تھا، وہ خوارج کے علما و فقہا میں سے ایک تھا۔ جب منصور کو حسان کے خروج (بغاوت) کی اطلاع پہنچی تو اس نے پوچھا کہ ہمدان کا خارجی؟ لوگوں نے کہا: وہ حفص بن اشیم کا بھانجا ہے۔ خلیفہ نے حیرت سے کہا: اس جگہ سے خارجی شخص؟ منصور نے اس بات کو اس لیے عجیب سمجھا کیونکہ ہمدان کے زیادہ تر لوگ شیعانِ علی تھے، چنانچہ منصور نے موصل کی طرف لشکر بھیجنے اور وہاں کے باشندوں کو اپنی طرف راغب کرنے کا ارادہ کیا۔ اس نے فقہا میں سے امامِ اعظم، ابنِ ابی لیلیٰ اور ابنِ شبرمہ رحمۃ اللہ علیہم کو بلایا اور ان سے کہا کہ اہلِ موصل نے میرے ساتھ یہ شرط لگائی تھی کہ وہ مجھ پر خروج نہیں کریں گے اگر وہ ایسا کریں گے تو ان کا خون اور مال مجھ پر حلال ہو جائے گا اور اب وہ خروج کر چکے۔

امامِ اعظم خاموش رہے۔ باقی دو فقہانے اس مسئلے میں کلام کیا اور کہا کہ وہ آپ کی رعیت ہے، اگر آپ انہیں معاف کر دیں گے تو آپ اس بات کے اہل ہیں اور اگر آپ انہیں سزا دیں گے تو وہ اس کے مستحق ہیں۔ امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو منصور نے کہا: یا شیخ! میں آپ کو خاموش دیکھ رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا: امیر المؤمنین! جو چیز ان کی ملکیت میں نہیں انہوں نے وہ آپ پر جائز کر دی۔

آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر کوئی عورت اپنی فرج، عقدِ نکاح اور ملکِ یمین کے بغیر جائز کر دے تو کیا اس سے وطی کرنا جائز ہو گا؟ تو اس نے کہا: نہیں۔

یوں اسے بات سمجھ آگئی۔ وہ اہلِ موصل کی سرکوبی سے باز آگیا اور امامِ اعظم اور دیگر دونوں فقہا کو کوفے کی طرف لوٹ جانے کا حکم دیا۔ (1)

واقعہ نمبر: 81

جہم بن صفوان کی بولتی بند

علامہ موفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ المناقب میں لکھتے ہیں: ایک مرتبہ جہم بن صفوان گفتگو کے لیے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا، کہنے لگا: میں چند مسائل میں آپ سے تبادلہ خیال کرنے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تمہارے ساتھ گفتگو کرنا باعثِ عار ہے اور جن مسائل میں تم مشغول ہو ان میں حصہ لینا سببِ دخولِ نار۔

جہم: آپ نے مجھ سے ملاقات اور کلام کیے بغیر یہ فیصلہ کیسے صادر کر دیا؟

---

(1) الکامل فی التاریخ لابن اثیر، 5/155، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام صاحب: تمہارے جو اقوال مجھے پہنچے وہ مسلمانوں کے نہیں ہو سکتے۔

جہم: آپ بغیر دیکھے سنے یہ فیصلہ صادر کر رہے ہیں۔

امام صاحب: یہ باتیں تمہارے متعلق مشہور ہیں اور ہر کس و ناکس جانتا ہے، لہٰذا مجھے تمہارے خلاف یہ بات یقین سے کہنی پڑی۔

جہم: میں آپ سے صرف ایمان کی حقیقت دریافت کرنا چاہتا ہوں۔

امام صاحب: کیا تم ابھی تک حقیقتِ ایمان سے آشنا نہیں ہو کہ سوال کی ضرورت پڑی؟

جہم: کیوں نہیں! البتہ ایمان کی ایک قسم میں مجھے شبہ ہو گیا وہ دور کرنا چاہتا ہوں۔

امام صاحب: ایمان میں شک کرنا کفر ہے۔

جہم: آپ کے لیے بالکل جائز نہیں کہ جب تک میرے کفر کی کوئی وجہ آپ پر واضح نہ ہو آپ مجھے کافر کہیں۔

امام صاحب: پھر بولو کیا پوچھتے ہو؟

جہم: اچھا یہ بتایئے کہ ایک شخص دل سے خدا کی معرفت حاصل کرتا ہے، وہ اس کو واحد، یگانہ اور بلا مثل و نظیر سمجھتا ہے، اس کی صفات سے بھی آشنا ہے "لَيۡسَ كَمِثۡلِهٖ شَىۡءٌ" بھی مانتا ہے، مگر ان باتوں کا زبان سے اقرار کیے بغیر فوت ہو جاتا ہے، کیا یہ شخص کفر پر مرا یا اسلام پر؟

امام صاحب: یہ شخص کافر ہے اور دوزخی، جب تک کہ قلبی معرفت کے ساتھ زبان سے اقرار بھی نہ کرلے۔

جہم: وہ مؤمن کیوں نہیں جب کہ وہ خدا کی معرفت مع صفات حاصل کر چکا؟

امام صاحب: اگر تم قرآن پر ایمان رکھتے ہو اور اسے حجتِ شرعیہ سمجھتے ہو تو میں قرآنی دلائل پیش کروں اور اگر ایسا نہیں عقلی دلائل سے تمہیں سمجھاؤں گا۔

جہم: میں قرآن پر ایمان رکھتا ہوں اور اس کو حجت سمجھتا ہوں۔

امام صاحب: اللہ پاک نے ایمان کا تعلق قرآن میں دو اعضا سے وابستہ کیا ہے، ایک دل اور دوسری زبان۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ اِذَا سَمِعُوْا مَاۤ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰۤى اَعْیُنَهُمْ تَفِیْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّۚ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِیْنَ(۸۳) وَ مَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ مَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّۙ وَ نَطْمَعُ اَنْ یُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِیْنَ(۸۴) فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاؕ وَ ذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِیْنَ(۸۵)﴾ (1)

ترجمۂ کنز الایمان: ”اور جب سنتے ہیں وہ جو رسول کی طرف اُترا تو ان کی آنکھیں دیکھو کہ آنسوؤں سے اُبل رہی ہیں اس لیے کہ وہ حق کو پہچان گئے کہتے ہیں اے رب ہمارے ہم ایمان لائے تو ہمیں حق کے گواہوں میں لکھ لے اور ہمیں کیا ہوا کہ ہم ایمان نہ لائیں اللہ پر اور اس حق پر کہ ہمارے پاس آیا اور ہم طمع کرتے ہیں کہ ہمیں ہمارا رب نیک لوگوں کے ساتھ داخل کرے تو اللہ نے ان کے اس کہنے کے بدلے انہیں باغ دیئے جن کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں گے یہ بدلہ ہے نیکوں کا۔“

---

(1) پ6، المآئدۃ: 83 تا 85

امام صاحب نے فرمایا: اس آیت میں اللہ پاک نے معرفت اور اقرار کی وجہ سے جنتی فرمایاہے اور ماننے کے باعث مؤمن قرار دیا ہے۔

نیز اللہ پاک نے فرمایا:

﴿ قُوْلُوْۤا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلٰۤى اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ وَ مَاۤ اُوْتِیَ مُوْسٰى وَ عِیْسٰى وَ مَاۤ اُوْتِیَ النَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْۚ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ﳲ وَ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ(۱۳۶) فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَاۤ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْاۚ ﴾[1]

ترجَمۂ کنزالایمان: "یوں کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہماری طرف اُترا اور جو اُتارا گیا ابراہیم و اسمٰعیل و اسحق و یعقوب اور ان کی اولاد پر اور جو عطا کیے گئے موسیٰ و عیسیٰ اور جو عطا کیے گئے باقی انبیاء اپنے رب کے پاس سے ہم ان میں کسی پر ایمان میں فرق نہیں کرتے اور ہم اللہ کے حضور گردن رکھے ہیں۔ پھر اگر وہ بھی یونہی ایمان لائے جیسا تم لائے جب تو وہ ہدایت پا گئے۔"

ایک مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ اَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى ﴾ **ترجَمۂ کنزالایمان:** لازم کردیا ان پر کلمہ تقویٰ۔[2]

نیز ارشادِ ربانی ہے: ﴿ وَ هُدُوْۤا اِلَى الطَّیِّبِ مِنَ الْقَوْلِ ۚۖ ﴾ **ترجَمۂ کنزالایمان:** انہیں پاکیزہ باتوں کی ہدایت کی گئی۔[3]

---

(1) پ1، البقرۃ: 136، 137

(2) پ26، الفتح: 26

(3) پ17، الحج: 24

نیز فرمایا:﴿اِلَیۡہِ یَصۡعَدُ الۡکَلِمُ الطَّیِّبُ﴾ترجمۂ کنزالایمان:اُسی کی طرف چڑھتا ہے پاکیزہ کلام۔[1]

ایک مقام پر فرمایا:﴿یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِالۡقَوۡلِ الثَّابِتِ فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَ فِی الۡاٰخِرَۃِ ۚ﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ ثابت رکھتا ہے ایمان والوں کو حق بات پر دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔[2]

اب نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے ارشادات گرامی ملاحظہ ہوں:

"قولوا لا الہ الا اللہ تفلحوا"ترجمہ:لا الہ الا اللہ کہہ دو فلاح پاؤ گے۔

اس حدیث سے واضح ہو جاتا ہے کہ فلاح و کامیابی کا انحصار صرف معرفت پر نہیں بلکہ قول یعنی زبان سے کہنا بھی اس میں شامل ہے۔

نیز فرمایا:"یخرج من النار من قال لا الہ الا اللہ وکان فی قلبہ کذا"جو شخص زبان سے لا الہ الا اللہ کہہ دے اور وہ دل سے اس پر ایمان رکھتا ہو تو وہ دوزخ سے نکل جائے گا۔

اگر قلبی معرفت کافی ہوتی اور اقرار باللسان کی مطلقاً حاجت نہ ہوتی تو زبان سے اللہ پاک کی تردید اور انکار کرنے والے دل سے خدا کی معرفت حاصل کر کے مومن بن جاتے۔ تمہارے کہنے کے مطابق ابلیس کا مومن ہونا بھی کسی شبہ سے بالا ہوتا، کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کا خالق، مارنے والا، زندہ کرنے والا اور اس کو جادہ مستقیم سے

---

(1)پ22،الفاطر:10

(2)پ13،ابراہیم:27

بھٹکانے والا ہے۔

جیسا کہ ابلیس نے کہا: ﴿رَبِّ بِمَاۤ اَغْوَیْتَنِیْ﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اے رب میرے قسم اس کی کہ تونے مجھے گمراہ کیا۔ (1)

اور کہا: ﴿فَاَنْظِرْنِیْۤ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ(۳۶)﴾

ترجمۂ کنزالایمان: بولا اے میرے رب تو مجھے مہلت دے اس دن تک کہ وہ اٹھائے جائیں۔ (2)

نیز کہا: ﴿خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ(۷۶)﴾

ترجمۂ کنزالایمان: تونے مجھے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے پیدا کیا۔ (3)

اگر صرف خدا کی معرفت موجبِ ایمان ہوتی تو کافر حصولِ معرفت کے بعد زبان سے منکر ہونے کے باوجود مؤمن ہوتے حالانکہ اللہ پاک فرماتا ہے:

﴿وَ جَحَدُوْا بِهَا وَ اسْتَیْقَنَتْهَاۤ اَنْفُسُهُمْ﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور اُن کے منکر ہوئے اور اُن کے دلوں میں ان کا یقین تھا۔ (4)

اس آیت میں وحدانیت کا یقین رکھنے کے باوجود مومن نہیں کہا، کیوں کہ وہ زبان سے منکر تھے۔

نیز فرمایا: ﴿یَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ یُنْكِرُوْنَهَا وَ اَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ(۸۳)﴾

---

(1) پ14، الحجر:39

(2) پ14، الحجر:36

(3) پ23، ص:76

(4) پ19، النمل:14

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ کی نعمت پہچانتے ہیں پھر اس سے منکر ہوتے ہیں اور ان میں اکثر کافر ہیں۔ (1)

نیز فرمایا:﴿قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ مَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ يُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَ مَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ(۳۱) فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۚ فَمَا ذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ۚۖ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ﴾

ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ تمہیں کون روزی دیتا ہے آسمان اور زمین سے یا کون مالک ہے کان اور آنکھوں کا اور کون نکالتا ہے زندہ کو مردے سے اور نکالتا ہے مردہ کو زندے سے اور کون تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے تو اب کہیں گے کہ اللہ۔ تو تم فرماؤ تو کیوں نہیں ڈرتے، تو یہ اللہ ہے تمہارا سچا رب پھر حق کے بعد کیا ہے مگر گمراہی، پھر کہاں پھرے جاتے ہو۔ (2)

مندرجہ بالا آیت پر غور کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ انکار کی موجودگی میں ان کی معرفت قطعی طور سے بے کار تھی۔

نیز فرمایا:﴿يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ؕ﴾

ترجمۂ کنزالایمان: وہ اس نبی کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے آدمی اپنے بیٹوں کو پہچانتا ہے۔ (3)

---

(1) پ14، النحل:83

(2) پ11، یونس:31، 32

(3) پ2، البقرۃ:146

اس آیت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ منکرین کا پیغمبرِ اسلام کو پہچان لینا کافی نہ تھا، جب کہ وہ آپ کی نبوت ورسالت کو مانتے نہ تھے اور انہوں نے اس واضح حقیقت پر پردہ ڈال رکھا تھا۔

جب امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ یہ دلائل بیان کر چکے تو جہم نے کہا: آپ نے میرے دل کی دنیا ہی بدل دی، میں پھر لوٹ کر حاضرِ خدمت ہوں گا (مگر اس نے نہ آنا تھا نہ وہ بعد میں آیا)۔ (1)

واقعہ نمبر:82

غریب بچے کو وقت کا امام بنادیا

أَخْبَرَنَا عَلِيّ بْن الجعد، أَخْبَرَنِي يعقوب بْن إِبْرَاهِيم أَبُو يوسف القاضي قَالَ: تُوُفِّيَ أبي إِبْرَاهِيم بْن حبيب وخلَّفني صغيرًا فِي حجر أمي، فأسلمتني إِلَى قصَّار أخدمه، فكنتُ أدع القصار وأمرُّ إِلَى حلقة أبي حنيفة فأجلس أستمع، فكانت أمي تجيء خلفي إِلَى الحلقة، فتأخذ بيدي وتذهب بي إِلَى القصار، وكان أَبُو حنيفة يعنى بي لما يرى من حضوري وحرصي عَلَى التعلم، فلما كثر ذَلِكَ عَلَى أمي وطال عليها هربي، قَالَتْ لأبي حنيفة: ما لِهذا الصبي فسادٌ غيرك، هذا صبي يتيم لا شيء لَهُ، وإنما أطعمه من مغزلي وآمل أن يكسب دانقًا يعود بِهِ عَلَى نفسه. فقال لَهَا أَبُو حنيفة: مُرِّي يا رعناء هذا هُوَ ذا يتعلم أكل الفالوذج بدهن الفستق، فانصرفت عَنْهُ وقالت لَهُ:

---

(1) مناقب ابی حنیفۃ للموفق بن احمد مکی، 1/ 145 تا148، دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد ہند، مناقب ابی حنیفۃ للکردری، 1/ 186، دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد ہند

أنت شيخٌ قد خرفت وذهب عقلك، ثُمَّ لزمته فنفعنى الله بالعلم ورفعنى حتى تقلدت القضاء، وكنت أجالس الرشيد وآكل معه عَلَى مائدته، فلما كَانَ فِي بعض الأيام قدم إلى هارون فالوذجة، فقال لى هارون: يا يعقوب كل منه فليس كل يوم يعمل لنا مثله. فقلتُ: وما هذه يا أمير المؤمنين؟ فقال: هذه فالوذجة بدهن الفستق، فضحكتُ. فقال لى: مم ضحكت؟ فقلتُ: خيرًا، أبقى الله أمير المؤمنين، قَالَ: لتخبرني ـ وألحّ على ـ فخبرته بالقصة من أولها إلى آخرها فعجب من ذَلِكَ.

ترجمہ: امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میرے والد ابراہیم کا انتقال ہو گیا، میں چھوٹا بچہ تھا میری ماں میری پرورش کرتی تھیں، پھر انہوں نے مجھے ایک دھوبی کے پاس کام پر لگوادیا مگر میں امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلسِ درس میں چلا جاتا، امی جان آتیں میرا ہاتھ پکڑ کر دوبارہ دھوبی کے پاس لے جاتیں، امام صاحب نے میرا شوقِ علم دیکھ لیا، جب بہت بار ایسا ہوا کہ میں کام سے بھاگ کر امام صاحب کی خدمت میں حاضر ہونے لگا تو میری ماں نے امام صاحب سے فرمایا: آپ میرے بچے کو بگاڑ رہے ہیں، یہ ایک یتیم بچہ ہے ہم غریب ہیں یہ کچھ کما کر لائے گا دو چار دانے گھر میں آئیں گے۔ امام اعظم نے والدہ سے فرمایا: تم اسے علم سیکھنے دو میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک دن یہ روغن پستہ کا فالودہ کھائے گا، یہ سن کر وہ بڑبڑاتی ہوئی چلی گئیں۔ مگر وقت گزرتا رہا اور علم نے مجھے وہ عزت دی کہ میں منصب قضا پر فائز ہو گیا اور خلیفہ ہارون رشید کے دستر خوان پر بیٹھ کر ان کے ساتھ کھانا کھاتا، ایک دفعہ خلیفہ ہارون رشید کے دستر خوان پر فالودہ رکھا گیا، خلیفہ نے کہا: یعقوب کھایئے یہ تو روز ہمیں بھی کھانے کو نہیں ملتا۔ میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ خلیفہ نے کہا: روغن پستہ میں تیار کیا گیا فالودہ ہے۔

یہ سن کر میں ہنس پڑا، خلیفہ نے ہنسنے کی وجہ دریافت کی میں نے کہا: اللہ آپ کو سلامت رکھے! بس خیر ہی ہے۔ مگر خلیفہ نے اصرار کیا تو میں نے شروع سے آخر تمام قصہ خلیفہ کو سنا دیا، خلیفہ ہارون رشید بہت حیران ہوا۔ (1)

واقعہ نمبر:83

سرعتِ فہم

عَن الْحُسَيْن بن مَالك عَن الإِمَام أَنه قَالَ وَقع بَين الْمَنْصُور وامْرَأَته مشاجرة فَاخْتَارَتْ الإِمَام ليكُون حكما فَدَعَاهُ الْمَنْصُور وَجَلَست امْرَأَته وَرَاء السّتْر فَقَالَ الْمَنْصُور كم يحل للرجل من الحرائر قَالَ أَربع قَالَ وَمن الْإِمَاء قَالَ مَا شَاءَ بِلَا عدد قَالَ هَل يجوز لأحد خلاف فِي ذَلِك قَالَ لَا قَالَ الْخَلِيفَة اسْمعِي مَا قَالَ قَالَت سَمِعت قَالَ الإِمَام يَا أَمِير الْمُؤمنِينَ إِنَّمَا تحل الْأَرْبَع لمن عدل فَمن لم يعدل أَو خَاف أَن لَا يعدل فَلَا تحل إِلَّا وَاحِدَة قَالَ الله تَعَالَى {فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ} الْآيَة فَسكت الْخَلِيفَة وَقَامَ أَبُو حنيفَة فَلَمَّا بلغ الإِمَام منزله بعثت الْحرَّة إِلَيْهِ بِخَمْسِينَ ألف دِرْهَم وبجارية حسناء مَعهَا وبمركب شكرا لما صنع فجَاء الْخَادِم بِكُل ذَلِك إِلَيْهِ فَلم يقبل مِنْهُ شَيْئاً وَقَالَ مَا أردْت بِهَذَا الْكَلَام تقربا إِلَى أحد وَلَا إلتماسا للبر من الْمَخْلُوق وَلم يمس مِنْهُ شَيْئا وَلم ينظر إِلَيْهِ حَتَّى رفع من بَين يَدَيْهِ.

ترجمہ: ایک مرتبہ خلیفہ منصور اور اس کی بیوی حرہ خاتون کے درمیان کچھ

---

(1) تاریخ بغداد، 14/247، دار الکتب العلمیہ بیروت

ناچاقی ہو گئی، خاتون کو شکایت تھی کہ خلیفہ اس کے ساتھ انصاف نہیں کرتا، بیوی نے کہا: امام اعظم ابو حنیفہ سے فیصلہ کرواتے ہیں، چنانچہ امام صاحب کو بلایا گیا، خاتون پردہ کے قریب بیٹھ گئی کہ امام صاحب جو فیصلہ کریں خود اپنے کانوں سے سنے۔ منصور نے پوچھا: مرد کتنے نکاح کر سکتا ہے؟ امام صاحب نے فرمایا: چار بیویاں رکھ سکتا ہے۔ منصور نے کہا: اور کنیزیں؟ امام صاحب نے فرمایا: جتنی چاہے۔ منصور نے پوچھا: اس میں کسی کا اختلاف ہے؟ امام صاحب نے فرمایا کہ کسی کا نہیں۔ منصور خاتون کی طرف مخاطب ہوا کہ سنتی ہو؟ پردہ سے آواز آئی کہ ہاں سنا ہے۔ مگر امام صاحب نے فرمایا: امیر المؤمنین! بات یہ ہے کہ جو انصاف سے کام نہ لے یا جسے اندیشہ ہو کہ انصاف نہ کرنے پائے گا تو اس کو چاہیے کہ ایک عورت سے آگے نہ بڑھے خدا نے قرآن میں فرمایاہے کہ اگر تم کو اندیشہ ہو کہ انصاف نہ کروگے تو پھر ایک ہی عورت سے نکاح کرو۔

خلیفہ خاموش ہو گیا اور امام صاحب اپنے گھر چل دیے پیچھے خلیفہ کی بیوی نے سے ایک خادم کے ہاتھ پچاس ہزار درہم، ایک کنیز اور ایک سواری امام صاحب کے لیے بھیجی، خادم نے امام صاحب سے عرض کی: یہ حرہ خاتون (منصور کی بیوی) نے بطور شکریہ تحفہ بھیجاہے۔ حضرت امام اعظم نے فرمایا: میں نے کسی کا تقرب حاصل کرنے اور مخلوق سے انعام پانے کے لیے وہ کلام نہیں کیا تھا۔ امام صاحب نے کسی چیز کو ہاتھ تک نہ لگایا اور سب واپس بھجوادیا۔ [1]

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب خوشامدی درباریوں کی طرح خلیفہ

(1) الجواہر المضیہ فی طبقات الحنفیہ، 2/491، دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد ہند

کی ہاں میں ہاں ملانے کے قائل نہ تھے، وہ ہر سطح پر حق و صداقت کی فرمانروائی چاہتے تھے اور دنیا کے لالچ سے کوسوں دور تھے۔

اللہ پاک کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ اٰمین

سید کامران عطاری مدنی
کے چند مزید رسالے

1 63 حکایات و واقعات 2 تہجد گزاروں کے واقعات 3 ارشاداتِ اعلیٰ حضرت
4 تفسیر صراط الجنان سے ماخوذ حکایات و واقعات
5 تفسیر صراط الجنان سے ماخوذ فتاوی رضویہ کی عبارات
6 آیتِ درود اور شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
7 لقمۂ حرام کی تباہ کاریاں 8 حضرت حاتم اصم کے واقعات 9 فضائلِ درودِ پاک
10 عقلمندوں کے لیے نصیحتوں کے مدنی پھول 11 حکایاتِ احیاء العلوم
12 علم کے پیاسے لوگ 13 علمِ غیب مصطفیٰ قرآنی آیات و تفاسیر کی روشنی میں
14 آیاتِ احکام ماخوذ از تفسیر صراط الجنان 15 حکایاتِ روح البیان
16 حیات انبیاء پر عمدہ دلائل 17 سود کی تباہ کاریاں
18 امامِ اعظم کی ذہانت کے واقعات 19 صفر کا مہینہ ہرگز منحوس نہیں
20 اخلاقِ مصطفی قرآن کی روشنی میں 21 حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کی 111 نصیحتیں
22 شانِ ولی 23 زبان کی آفات 24 خدمتِ والدین کا صلہ 25 توسل پر عمدہ دلائل
26 عدمِ سایۂ مصطفیٰ پر عمدہ دلائل 27 قیلولہ اور سائنس 28 حفظِ قرآن کے فضائل
29 عاشقانِ رسول کی قبریں 30 امام احمد بن حنبل اور معمولاتِ اہلسنت
31 ساری کثرت پاتے یہ ہیں 32 رشوت کی تباہ کاریاں 33 احادیثِ قدسیہ کے انوار
34 تخریجِ احادیثِ فیضانِ سنّت 35 نابالغ بچوں کے احکام و مسائل
36 شانِ امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ 37 مختلف حکایات و واقعات
38 فحش وڈیوز دیکھنے کا عبرتناک انجام 39 دیوث کون؟ 40 فتنۂ دجّال
41 مَائِلَاتٌ مُمِیلَاتٌ کون؟ 42 امام بخاری علیہ الرحمہ اور معمولاتِ اہلسنت
43 امام مسلم علیہ الرحمہ اور معمولاتِ اہلسنت 44 سخاوتِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَالِہٖ وَسَلَّم قرآن و حدیث کی روشنی میں
45 کالے جادو کا علاج 46 تعویذ پہننا شرک نہیں
47 حضرت خضر نبی یا ولی؟ علمی و تحقیقی گفتگو 48 خون کے آنسو
49 ننگے سر نماز پڑھنا کیسا؟ 50 بزرگانِ دین کا شوقِ عبادت 51 بزرگانِ دین کا شوقِ تلاوت
52 حدیثِ غدیر اور حدیثِ منزلت کی شرعی حیثیت 53 اسمِ اعظم کی تحقیق
54 بزرگانِ دین کا شوقِ صدقہ و خیرات 55 نفسِ اَمّارہ کی شرارتیں
56 اذانِ بلال اور سورج کا نہ نکلنا ایک علمی و تحقیقی رسالہ 57 حُسن و جمالِ مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَالِہٖ وَسَلَّم
58 فراستِ مومن 59 جوامع الکلم نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَالِہٖ وَسَلَّم 60 تفسیرِ آیتِ ختمِ نبوت علمی و تحقیقی رسالہ
61 دعا مومن کا ہتھیار ہے 62 صحبت کا اثر 63 اصل ترقی 64 بزرگانِ دین کا طریقۂ شکر گزاری
65 مایوسی کا علاج 66 حدیثِ ضعیف اور حدیثِ موضوع کی تحقیق 67 ابنِ تیمیہ کون؟
68 ناشکری کا انجام 69 خوفِ خدا میں رونے والوں کے واقعات 70 نورانی چہرے
71 فضائلِ مدینہ 72 فضائلِ آبِ زم زم 73 مجرم بلائے آئے ہیں جَآءُوْكَ ہے گواہ
74 قیمتی اوراد و وظائف 75 موت کی یاد 76 بے نمازی کا عبرتناک انجام 77 ذکر اللہ کے فضائل
78 روح کی غذا 79 غیرِ نبی پر علیہ السلام کا اطلاق علمی و تحقیقی رسالہ 80 تنگ زندگانی
81 حدیثِ عمّار علمی و تحقیقی جائزہ 82 کلیجہ چبانے والی روایت کا تحقیقی محدثانہ جائزہ

ان شاء اللہ عنقریب آنے والے رسالوں کے نام

1 مسئلہ سماعِ موتی پر علمی و تحقیقی گفتگو
2 تلخیص رسالہ حیات الموات فی بیان سماع الاموات
3 تلخیص رسالہ الامن والعلی لناعتی المصطفی بدافع البلا
4 تلخیص رسالہ تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین